عشرہ مبشرہ رضی

اُن دس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حالاتِ زندگی
جنھیں دُنیا ہی میں جنّتی ہونے کی بشارت فرمائی گئی

قاضی حبیب الرحمٰن صاحب
برادر زادہ قاضی محمد سلیمان منصور پوری

تصحیح وتخریج
مولانا محمد حنیف یزدانی

مکتبہ نذیریہ
الپتگین سٹریٹ ، اچھرہ ، لاہور

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ امْتَحَنَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ لِلتَّقْوَىٰ

عشرہ مبشرہ رض

جس میں

حضرت ابوبکر صدیق رض حضرت عمر فاروق رض حضرت عثمان غنی رض حضرت علی المرتضیٰ رض حضرت ابو عبیدہ رض حضرت سعد رض
حضرت سعید رض حضرت عبد الرحمٰن رض حضرت طلحہ رض حضرت زبیر رض کی سوانح عمریاں درج ہیں کیونکہ یہی وہ جلیل القدر صحابی
ہیں جن کو حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا میں ہی جنتی ہونے کی بشارت دی تھی۔

مصنّفہ

قاضی حبیب الرحمٰن صاحب برادر زادہ علامہ قاضی محمد سلیمان صاحب منصور پوری رح

تصحیح و تخریج

مولانا محمد حنیف یزدانی

ناشر

مکتبہ نذیریہ ○ اچھرہ ○ لاہور

سلسلہ اشاعت نمبر ۱۲

تصنیف: قاضی حبیب الرحمٰن صاحبؒ برادر زادہ علامہ قاضی محمد سلیمان منصور پوریؒ

تصحیح و تخریج: مولانا محمد حنیف یزدانی

کتابت: حکیم محمد شفیع۔ ادارہ کتابت۔ لاہور

صفحات: ۱۲۵

قیمت: ۷ روپے ۵۰ پیسے

تاریخ اشاعت: محرم الحرام ۱۳۹۳ھ مطابق فروری ۱۹۷۳ء

ناشر: مکتبہ تذکیریہ۔ لاہور

الپتگین سٹریٹ نمبر ۳

مکان نمبر ۳۲۔ اچھرہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرست عنوانات

نمبر شمار	عنوان	صفحہ	نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱	عرض ناشر	۸	۲۰	محبت خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم	۳۵
۲	دیباچہ	۱۰	۲۱	نماز	۳۶
۳	عشرہ مبشرہ	۱۴	۲۲	روزہ	۳۶
۴	فضائل	۱۷	۲۳	فصاحت	۳۶
۵	اول، اصحاب	۲۰	۲۴	تواضع	۳۶
۶	نام و نسب	۲۰	۲۵	ماتحتوں سے عذر خواہی	۳۶
۷	منصب	۲۰	۲۶	جود و سخا	۳۶
۸	قبول اسلام	۲۰	۲۷	شجاعت	۳۷
۹	خدمات صدیقی بعد قبولیت اسلام	۲۰	۲۸	ایمان	۳۷
۱۰	ہجرت	۲۲	۲۹	زہد و ورع	۳۷
۱۱	آخری دن	۲۶	۳۰	فہم قرآن	۳۸
۱۲	قرآن شریف کا جمع کرنا	۳۱	۳۱	علم حدیث	۳۸
۱۳	سیدنا صدیق کی آخری گھڑیاں	۳۲	۳۲	علم تعبیر	۳۸
۱۴	سیدنا صدیق کی وفات پر صحابہ رض کی تقریریں	۳۲	۳۳	علم الانساب	۳۸
			۳۴	خلق صدیقی پر سیدہ عائشہ رض کی تقریر	۳۸
۱۵	سیدہ صدیقہ رض کی تقریر	۳۳	۳۵	تعلیمات صدیقیہ	۴۱
۱۶	تقریر سیدنا عمر فاروق رض	۳۳	۳۶	فضیلت نماز اور قیامت کا بیان	۴۱
۱۷	تقریر سیدنا علی مرتضیٰ رض	۳۳	۳۷	والدین کے حقوق و آداب	۴۱
۱۸	خلق صدیقی	۳۵	۳۸	حقوق ہمسایہ	۴۱
۱۹	اتباع سنت	۳۵	۳۹	حقوق رعایا کی نگہداشت اور عمال کو تنبیہ	۴۲

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۴۰	اعمال جاہلیت کی ممانعت	۴۲
۴۱	امرائے عساکر کو ہدایات	۴۲
۴۲	خون مسلم کی حرمت	۴۲
۴۳	نقش خاتم	۴۳
۴۴	اقوال	۴۳
۴۵	بروں کی مثال	۴۳
۴۶	خوف خدا کی تعلیم	۴۳
۴۷	عورتوں کی ہلاکت کا سبب	۴۳
۴۸	مسلمان کی شان	۴۳
۴۹	بھائی کے لیے دعا	۴۳
۵۰	راز چھپانے اور قلت کلام کی خوبی	۴۳
۵۱	نماز جنازہ کی دعا	۴۳
۵۲	دعائیں	۴۴
۵۳	فضائل ومناقب	۴۴
۵۴	آیات قرآنیہ	۴۴
۵۵	احادیث	۴۵
۵۶	آثار صحابہ وائمہ دین	۴۷
۵۷	اشعار	۴۹
۵۸	خاتمۃ الاحوال صدیقی	۵۰
۵۹	**امیر المؤمنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ**	۵۱
۶۰	نام ونسب	۵۱
۶۱	حالات	۵۱
۶۲	اسلام	۵۱

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۶۳	سیدنا عمر فاروق رضؓ کے قلب میں کیفیات اسلام	۵۳
۶۴	ہجرت	۵۴
۶۵	شرکت غزوات	۵۴
۶۶	خدمات	۵۴
۶۷	قرآن مجید	۵۴
۶۸	حدیث	۵۴
۶۹	اعلاء کلمہ	۵۵
۷۰	نماز	۵۵
۷۱	اذان	۵۵
۷۲	زکوٰۃ	۵۵
۷۳	حج	۵۵
۷۴	جہاد اور جنگی خدمات	۵۵
۷۵	جزئی اصلاحات اور دیگر خدمات	۵۵
۷۶	وفات	۵۶
۷۷	اخلاق فاروقی	۵۸
۷۸	سیدنا عمر رضؓ کے ارشادات	۵۹
۷۹	دعائیں	۶۰
۸۰	فضائل ومناقب	۶۱
۸۱	احادیث	۶۱
۸۲	آثار صحابہ وتابعین	۶۳
۸۳	جامع مناقب شیخین رضؓ	۶۴
۸۴	آثار صحابہ	۶۵
۸۵	اقوال تابعین	۶۶
۸۶	**سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ**	۶۶

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۸۷	نام ونسب	۶۶
۸۸	شخصیت	۶۷
۸۹	حالات	۶۷
۹۰	خدمات	۶۷
۹۱	محاصرہ	۶۸
۹۲	عبد اللہ بن سلام کی تقریر	۶۸
۹۳	سیدنا علی مرتضیٰ کی تقریر	۶۹
۹۴	ابو ثور جہنی کی ملاقات اور سیدنا عثمان کی تقریر	۶۹
۹۵	سیدنا مغیرہ بن شعبہ کی ملاقات اور ان کا مشورہ اور امیر المؤمنین کا جواب	۷۰
۹۶	نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد کہ عثمان ہدایت پر ہوں گے	۷۲
۹۷	سیدنا عثمان کی چند صحابہ سے گفتگو اور عمار بن یاسر کا قصہ	۷۳
۹۸	شہادت	۷۳
۹۹	شہادت پر سیدہ عائشہ صدیقہ کا ارشاد	۷۴
۱۰۰	سیدنا مرتضیٰ کا ارشاد	۷۴
۱۰۱	جناب امیر کی ایک اور تقریر	۷۴
۱۰۲	شمائل واخلاق	۷۷
۱۰۳	حلیہ وشبیہ	۷۷
۱۰۴	صفات وعادات	۷۷
۱۰۵	اقوال	۷۸
۱۰۶	نقش خاتم	۷۹
۱۰۷	مرویات	۷۹

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱۰۸	فضائل ومناقب	۸۰
۱۰۹	احادیث	۸۰
۱۱۰	آثار صحابہ وتابعین	۸۳
۱۱۱	آپ کی خصوصیات	۸۴
۱۱۲	جامع مناقب شیخین وعثمان رضی اللہ عنہم	۸۴
۱۱۳	**امیر المؤمنین سیدنا علی المرتضےٰ کرم اللہ وجہہ**	۸۵
۱۱۴	نام ونسب	۸۵
۱۱۵	اسلام	۸۵
۱۱۶	حالات	۸۵
۱۱۷	خلافت	۸۶
۱۱۸	شہادت	۸۶
۱۱۹	حلیہ	۸۸
۱۲۰	خصائص وعادات	۸۸
۱۲۱	شرف ومزیت	۸۸
۱۲۲	انکسار	۸۹
۱۲۳	توکل	۸۹
۱۲۴	ذکاوت	۸۹
۱۲۵	علم وکمال	۸۹
۱۲۶	میراث مخنث کا مسئلہ اور صحابہ کا باوجود مخالفت آپس میں استفسار	۹۰
۱۲۷	مسئلہ خلافت	۹۱
۱۲۸	اقوال	۹۲
۱۲۹	درود نہ پڑھنے کی برائی اور بخیل کی تعریف	۹۶

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱۳۰	فضائل ومناقب	۹۶
۱۳۱	فصل	۹۸
۱۳۲	تفصیل مدت حکومت خلافت راشدہ	۹۹
۱۳۳	امین الامۃ سیدنا ابوعبیدۃ بن الجراح رضی اللہ عنہ	۹۹
۱۳۴	نام ونسب	۹۹
۱۳۵	قبول اسلام	۹۹
۱۳۶	خدمات	۹۹
۱۳۷	فضائل	۹۹
۱۳۸	زہد	۱۰۰
۱۳۹	وعظ ونصیحت	۱۰۱
۱۴۰	علم وفضل	۱۰۱
۱۴۱	وفات	۱۰۱
۱۴۲	حلیہ	۱۰۲
۱۴۳	سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ	۱۰۳
۱۴۴	نسب	۱۰۲
۱۴۵	قبول اسلام	۱۰۲
۱۴۶	فضائل وخدمات	۱۰۳
۱۴۷	وفات	۱۰۵
۱۴۸	ترکہ	۱۰۵
۱۴۹	حلیہ	۱۰۵
۱۵۰	اخلاق وعادات	۱۰۶
۱۵۱	آپ کا قول	۱۰۶

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱۵۲	مرویات	۱۰۷
۱۵۳	تبدیلی نسب پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وعید	۱۰۷
۱۵۴	عجوہ کھجور کی فضیلت	۱۰۷
۱۵۵	جواب اذان کی فضیلت	۱۰۷
۱۵۶	پرہیزگار دولتمند خلوت نشین کی فضیلت	۱۰۷
۱۵۷	مدینہ منورہ کے آداب	۱۰۷
۱۵۸	نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے عطیات کا اصل اصول	۱۰۸
۱۵۹	سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ	۱۰۸
۱۶۰	نام ونسب	۱۰۸
۱۶۱	حالات	۱۰۸
۱۶۲	کون مومن ہے	۱۰۹
۱۶۳	زیادہ عقلمند کون ہے	۱۰۹
۱۶۴	دولت وثروت	۱۱۱
۱۶۵	وفات	۱۱۱
۱۶۶	فضائل	۱۱۲
۱۶۷	اخلاق وفضائل اور انفاق فی سبیل اللہ کا بیان	۱۱۳
۱۶۸	خشیت الٰہی	۱۱۳
۱۶۹	دعا	۱۱۳
۱۷۰	حلیہ	۱۱۳
۱۷۱	مرویات	۱۱۴
۱۷۲	سیدنا زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ	۱۱۴

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱۷۳	نام ونسب	۱۱۴
۱۷۴	قبول اسلام	۱۱۴
۱۷۵	استقلال واستقامت	۱۱۵
۱۷۶	فدائیت رسالت	۱۱۵
۱۷۷	انفاق فی سبیل اللہ	۱۱۶
۱۷۸	سیدنا حسان رضی اللہ عنہ کا قصیدہ	۱۱۶
۱۷۹	تربیت ولطف اور پرورش یتامیٰ	۱۱۷
۱۸۰	وفات	۱۱۷
۱۸۱	مرویات	۱۱۸
۱۸۲	وضع حدیث کا عذاب ووعید	۱۱۸
۱۸۳	سیدنا طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ	۱۱۹

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱۸۴	نام ونسب	۱۱۹
۱۸۵	قبول اسلام	۱۱۹
۱۸۶	حالات وخدمات	۱۱۹
۱۸۷	شرکت غزوات	۱۱۹
۱۸۸	حلیہ واخلاق	۱۲۰
۱۸۹	شہادت	۱۲۰
۱۹۰	سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ	۱۲۲
۱۹۱	نام ونسب	۱۲۲
۱۹۲	حالات	۱۲۳
۱۹۳	خاتمۃ الباب	۱۲۴

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرضِ ناشر

ہر طرح کی حمد و ثنا اس خدائے واحد و یکتا و بے ہمتا کے لیے ہے جس نے کل کائنات کو پیدا کیا۔ —— اور بے شمار درود و سلام ہو اس نبی برحق پر جس نے کائنات میں حق کا بول بالا کیا۔

امابعد: مصنف رحمۃ للعالمین علامہ زمان محقق دوراں حضرت مولانا قاضی محمد سلیمان منصور پوری رحمۃ اللہ علیہ پنشنر جج ریاست پٹیالہ متوفی یکم محرم الحرام ۱۳۴۹ھ (۱۹۳۰ء) کے قائم کردہ ادارہ کی "اصحاب بدر" رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے بعد مکتبہ نذیریہ کی دوسری اہم پیش کش "عشرہ مبشرہ" ہے یعنی ان دس صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے حالات زندگی۔ جن کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات دنیوی میں جنتی ہونے کی بشارت سنائی۔ حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ متحدہ ہندوستان میں پہلے "بزرگ" ہیں جنہوں نے "تعمیر سیرت" کے لیے سیرت النبی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم اور سیرت صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے لیے ایک مستقل ادارہ قائم فرمایا اور اپنی شہرہ آفاق تصنیف "رحمۃ للعالمین" منظر عام پر لائے۔ حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا خاندان شروع سے علم و فضل اور زہد و تقویٰ کا گہوارہ چلا آرہا ہے۔ چنانچہ ان کے آباء و اجداد کے نام سے پہلے "قاضی" کا لفظ اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ ان کے اسلاف اسلامی ریاستوں میں عظیم منصب پر فائز تھے۔

زیر نظر کتاب "عشرہ مبشرہ" حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے برادر زادہ حضرت مولانا قاضی حبیب الرحمٰن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی گراں قدر تصنیف ہے جس کو انھوں نے نہایت محنت اور محبت سے ہدیۂ ناظرین کیا ہے۔ کتاب کی افادیت اس کے نام سے ظاہر ہے۔ ہم نے بعض مقامات پر تھوڑا بہت اضافہ کیا ہے اور حوالہ جات کی تخریج کی ہے تاکہ اگر کوئی متلاشی حق اصل حوالہ کی طرف رجوع کرنا چاہیے تو اسے کوئی دقت پیش نہ آئے۔

چونکہ یہ کتاب اپنے موضوع پر بے نظیر اور عمدہ کتاب ہے اور اب کے بالکل نایاب ہوتی جارہی تھی۔ اس لیے حمیت حق کے جذبہ سے سرشار ہو کر خادم نے توکلاً علی اللہ اس کام کا بیڑا اٹھایا۔ ہم بڑے اعتماد سے اسے ناظرین و قارئین کی خدمت میں نہایت خوبصورت کتابت و طباعت کے ساتھ پیش کرتے ہیں۔

اظہار تشکر:

راقم آثم حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نیک دل پوتے محترم قاضی عبد الباقی صاحب کا تہ دل سے ممنون ہے جنھوں نے بغیر کسی حیل و حجت کے میری حوصلہ افزائی فرماتے ہوئے "عشرہ مبشرہ" کی طباعت کی اجازت مرحمت فرمائی۔

خادم حضرت مولانا ابوالسلیم محمد یوسف صاحب شیخ الحدیث و مہتمم مدرسہ "دارالحدیث و حفظ القرآن" راجووال ضلع ساہیوال کا نہایت ممنون و متشکر ہے جنھوں نے کمال فراخ دلی کا ثبوت دیتے ہوئے اپنے مدرسہ کی عظیم لائبریری سے اس کتاب کو عنایت فرما کر ہدیہ ناظرین کرنے کا موقعہ دیا۔

ناسپاسی ہو گی اگر میں پیچہ وطنی کے رئیس اعظم نہایت مخیر انسان علم دوست بزرگ جناب رائے محمد اقبال احمد خاں صاحب اور ان کے جواں سال صاحبزادہ جناب احمد نواز خاں صاحب کا شکریہ ادا نہ کروں جن کے "خصوصی تعاون" سے یہ کتاب منظر عام پر لانے کے لیے آمادہ ہوا۔

اللہ تعالیٰ مصنف، ناشر اور اس کے ساتھ ہر ممکن طریقے سے تعاون کرنے والوں کو دنیا و آخرت میں بہتر جزا عطا فرمائے آمین ثم آمین۔

التماس:

قارئین کرام کی خدمت عالیہ میں مؤدبانہ التماس ہے کہ اگر وہ کوئی سقم دیکھیں تو اطلاع دیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس کی اصلاح کی جاسکے۔

فقط والسلام

الخادم المخلص

محمد حنیف یزدانی

۲۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۲ھ }
۵ جولائی ۱۹۷۲ } بروز بدھ

لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دیباچہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ نَحْمَدُہٗ وَ نُثْنِیْ عَلَیْہِ کَمَا ھُوَ اَھْلُہٗ ثُمَّ الصَّلٰوۃُ عَلٰی اَفْضَلِ الْبَشَرِ وَ خَیْرِ الْاَنَامِ اِمَامِ الْاَنْبِیَآءِ وَ خَاتَمِ النَّبِیّٖنَ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ مُحَمَّدِ الْاَمِیْنِ وَ اٰلِہٖ وَ بَارِکْ وَ سَلِّمْ

اَمَّا بَعْدُ میرے نزدیک مسلمانوں کی پستی و ذلت کی وجہ محض اپنے مذہب اور بانیٔ مذہب اور جملہ صنادید و کبارِ اسلام کی تاریخ کو فراموش کر دینا ہے۔ کیونکہ جو قوم اپنی تاریخ اور اس کے بنانے والی مایۂ ناز ہستیوں کو بھلا دیتی ہے۔ اس کے تمام جذبات اور امنگیں، حوصلے اور ولولے سلب ہو جاتے ہیں جو فی الحقیقت ملل و اقوام کی زندگی و تحرک کا سبب اور نشوونما کا باعث ہوتے ہیں۔ انہیں کے ساتھ ساتھ اس قوم کا نام بھی صفحۂ روزگار سے مٹتا چلا جاتا ہے۔ شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے کیا خوب فرمایا ہے ؎

نام نیک رفتگاں ضائع مکن تا بماند نام نیکت برقرار

اسی خیال سے متاثر ہو کر راقم نے یہ تجویز پیش کی ہے کہ افرادِ ملت کو بیدار کرنے کے لیے سلفِ صالحین کے حالات کو صحیح صحیح روایات سے انتخاب کروں اور اخوانِ ملت کے سامنے قدمائے دین کے اخلاقِ مرضیہ اور زعمائے ملت کے صفاتِ حمیدہ کا ایک قابلِ تقلید نمونہ ایک لائقِ اتباع اسوہ پیش کر دوں۔

اگرچہ قبل ازیں ہماری زبان کا علم ادب اس فن سے خالی نہیں ہے اور کئی ایک اچھی اچھی کتب شائع ہو کر شائقین کی طبائع کو لطف اندوز اور نکتہ آموز کر چکی ہیں تاہم ان مقدس نفوس کی سیر و سوانح کو متعدد اسلوب سے روشنی میں لانے کی ضرورت ہے جیسا کہ کسی صاحب نے کہا ہے ؎

ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر است ہر بیانے را جمالے دیگر است

راقم نے اپنی اس تالیف کا نام عشرہ مبشرہ رکھا ہے۔ اس دربارِ گوہر بار میں مندرجہ ذیل اصحاب کی نشستوں کا نقشہ جمال آرا ہو گا۔

(۱) عشرہ مبشرہ (۲) نقباء (۳) نجباء (۴) ادباء (۵) شعراء (۶) خطباء (۷) عمال ولایات (گورنران صو... (۸) قضاۃ بلاد (۹) امرائے عساکر (۱۰) سفرائے ممالک (۱۱) عمال صدقات (۱۲) اصحاب الخراج (۱۳) اصحاب ال... (۱۴) باج گزار سلاطین و روساء (۱۵) کاتبین (۱۶) اصحاب الوفود۔

تاریخ اسلام کی اساس و بنیاد کی خشتِ اولین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہی کے مقدس ہاتھوں ... رکھی گئی۔ لہٰذا ہر اس صاحبِ قلم کے لیے جو اس موضوع پر کچھ خامہ فرسائی کا ارادہ رکھتا ہو تو اسے ان مقدس ... ہستیوں اور انہی پاک نفوس کے حالات سے آغاز کرنا چاہیے۔

امتِ اسلامیہ کے قوام یہی بزرگوار ہیں۔ یہی قرآن کریم کے مخاطب اول ہیں اور یہی وہ واجب الاحترام ہستیاں ہیں جن کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے بلا واسطہ شرفِ تربیت و تلمذ حاصل ہوا ہے۔

اشاعتِ اسلام کے داعی و مبلغ ہونے کی اولیت و فضیلت بھی اسی ایک گروہ کے حصہ میں آئی نیز یہی ... فدائیت رسالت اور راہِ حق میں مخلصانہ سرفروشی اور امتحانِ الٰہی میں کامیابی کے تاج انہیں کے زیب و زینت ... ہیں۔ ان کے متعلق اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ امْتَحَنَ اللّٰہُ قُلُوْبَھُمْ لِلتَّقْوٰی[1]	یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کا اللہ تعالیٰ نے تقویٰ میں امتحان لے لیا ہے۔

انہی کے متعلق ارشادِ ربانی ہے:

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُھٰجِرِیْنَ وَ الْاَنْصَارِ وَ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْھُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَ رَضُوْا عَنْہُ وَ اَعَدَّ لَھُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْھَآ اَبَدًا ذٰلِکَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ[2]	مہاجرین و انصار میں سے جنہوں نے اسلام لانے میں سابقیت و اولیت کا شرف حاصل کیا اور وہ لوگ جنہوں نے نیکوکاری میں ان کا اتباع کیا خدا ان سے خوش اور وہ خدا سے خوش ہیں اور خدا نے ان کے لیے ایسے باغ تیار کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں وہ ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے یہ بڑی کامیابی ہے۔

انہی کے ساتھ مالک الملک نے حکومت ارضِ مقدس کا وعدہ فرمایا اور پھر ابد الآباد کے لیے اوراقِ تاریخ کو اس کی صداقت پر شاہد موثق ٹھہرایا چنانچہ ارشادِ ربانی ہے:

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْئًا - الآیۃ[1]

تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجا لائے خدا کا اُن کے ساتھ وعدہ ہے کہ ان کو ارض موعود میں اسی طرح خلافت عنایت فرمائے گا جس طرح اُن سے پہلوں کو خلافت بخشی تھی اور یہ وہ لوگ ہوں گے جن کے لیے خدا تعالیٰ اس دین کو مضبوط کر دے گا جو اُس نے اس کے لیے پسند فرمایا ہے اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں گے۔

انہی کی منقبت میں ارشاد ہے:

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ (الآیۃ[2])

اور اسی طرح ہم نے تم کو اس کی درمیانی امت بنایا ہے تاکہ تم لوگوں پر خدا کی شہادت دو۔

انہی کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا مشیر ٹھہرا کر ان کی عزت و فضیلت میں مزید اضافہ فرما دیا اور آیت ذیل کو نازل فرمایا:

فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ[3]

اے نبی ان کی کمزوری کو معاف کر دو اُن کے لیے ہماری بارگاہ میں استغفار طلب کرو اور اُن کو اپنے کام میں شریک مشورہ بھی کر لیا کرو۔

انہیں کو خطاب زریں سے اس طرح بشارت فرمایا کہ اُن کی بزرگی و شرف میں چار چاند لگ کر نور افروز عالم بن گئے۔ آیات ذیل اسی پر دال اور شاہد ہیں' فرمایا:

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ[4]

تم بہترین اُمت ہو جو لوگوں کے لیے نکالے گئے ہو تم لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے منع کرتے ہو اور اللہ پر ایمان بھی رکھتے ہو۔

انہیں کے اخلاق حسنہ کے متعلق کلام ذیل نازل فرما کر ان کے جلال سطوت اور کمال فضیلت کو اس طرح روشن اور ظاہر فرما دیا:

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ اَشِدَّآءُ

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) خدا کے رسول ہیں اور وہ لوگ

[1] پارہ ۱۸ رکوع ۱۳ [2] پارہ ۲ رکوع ۱ [3] پارہ ۴ رکوع ۸ [4] پارہ ۴ رکوع ۳

عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْاَهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا[1]

جو اُس کے ساتھ ہیں کافروں پر بہت سخت ہیں اور آپس میں رحم دل ہیں (اے مخاطب) تو ان کو بہت رکوع و سجود کرنے والا دیکھے گا اُن کے چہروں میں سجدوں کے نشان سے (نور کے) گٹے پڑے ہوئے ہیں۔ اُن کے یہ اوصاف تورات میں مذکور ہیں اور انجیل میں اُن کی یہ صفت مذکور ہے (کہ وہ روز بروز) ایسے ترقی کرتے جائیں گے جیسے کھیتی کہ پہلے تو اس نے زمین سے اپنی بالی نکالی پھر بڑھی اور مضبوط ہو گئی پھر وہ اپنی نال پر سیدھی کھڑی ہو گئی (ایسی کہ) کسانوں کو خوش کرنے لگے اور منکرین کے لیے غصہ میں جلن کا سبب ہو رہاں (جو لوگ ایمان لائے اور اعمال نیک بجا لائے۔ ان کے لیے بخشش اور اجر عظیم ہے۔

(انہیں کے متعلق سبحانہ وتعالیٰ کا یہ ارشاد حقانی ہے:

وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى[2]

(سابقین و غیر سابقین) سب کے ساتھ خدا کا نیک وعدہ ہے۔

انہی کی عظمت شان اور رفعت مکان کے صدقے میں مومن مردوں اور عورتوں کو بشارت عظیمہ کا مستحق ٹھہرا دیا گیا ہے۔ فرمایا:

يَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ يَسْعٰى نُوْرُهُمْ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ بُشْرٰىكُمُ الْيَوْمَ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ[3]

(اے مخاطب) تم اُس دن مومنین و مومنات کو دیکھو گے کہ اُن کے آگے اور دائیں طرف نور دوڑ رہا ہوگا (اور اُن سے کہا جائے گا کہ) آج کے دن تم کو ایسے باغوں کی خوشخبری دی جاتی ہے جن کے نیچے نہریں جاری ہیں ان میں تم کو سدا کا رہنا ہوگا یہی تو ہے جو عظیم کامیابی ہے۔

[1] پارہ ۲۶ رکوع ۱۲ [2] پارہ ۲۷ رکوع ۱۸

پھر فرمایا :

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖۤ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الصِّدِّیْقُوْنَ وَالشُّھَدَآءُ عِنْدَ رَبِّھِمْ لَھُمْ اَجْرُھُمْ وَنُوْرُھُمْ۔ الآیۃ[1]

وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لاتے یہی تو وہ لوگ ہیں جو ان کے پروردگار کے نزدیک صدیق اور شہید ہیں ان کے لیے اجر اور نور ہوگا۔

سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے :

اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ بِاَیِّھِمُ اقْتَدَیْتُمُ اھْتَدَیْتُمْ[2]

میرے صحابہ مثل آسمانی کے ستاروں کے ہیں تم ان میں سے جس کی بھی اقتدا کرو ہدایت پر رہو گے۔

اور انھیں کی منقبت کو سرکارِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادِ عالی نے اس طرح آشکارا فرمایا ہے :

خَیْرُ اُمَّتِیَ الْقَرْنُ الَّذِیْ بُعِثْتُ فِیْھِمْ[3]

میری اُمت میں نیکو ترین قوم وہ ہے جس میں میں بھیجا گیا ہوں۔

ایک اور مقام پر اس طرح فرمایا :

خَیْرُ النَّاسِ قَرْنِیْ[4]

بہترین لوگ میرے اصحاب ہیں

ایک اور موقع پر یہ الفاظ مبارک ارشاد فرمائے :

خَیْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِیْ

بہترین اقوام میری قوم کے لوگ ہیں

اسی روایت کے آخر الفاظ میں ان کی شان رفعت مکان کو اتنا بلند فرما دیا کہ ان کے آداب تنظیم و احترام کو علامتِ ایمانی اور ذوقِ ایقانی قرار دیا اور فرمایا :

مَنْ سَرَّتْہُ حَسَنَتُہٗ وَسَآءَتْہُ سَیِّئَتُہٗ فَذٰلِکُمُ الْمُؤْمِنُ۔

جن کو ان کی نیکو کاری خوش آئے اور ان کی برائی بری معلوم ہو بس وہی تم میں سے مومن ہے۔

یہ الفاظ ترمذی کی روایت کے ہیں صحیح مسلم میں بھی اسی مضمون کی یہ حدیث ہے :

لَا تَسُبُّوْا اَصْحَابِیْ فَوَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَوْ اَنَّ اَحَدًا اَنْفَقَ مِثْلَ اُحُدٍ ذَھَبًا مَا بَلَغَ مُدَّ اَحَدِھِمْ وَلَا نَصِیْفَہٗ[5]

میرے صحابہ کو برا مت کہو کیونکہ مجھے اس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے اگر تم میں سے کوئی ایک شخص احد پہاڑ کے برابر بھی

[1] پارہ ۲۷ رکوع ۱۸ [2] رواہ رزین کذا فی المشکوٰۃ ص ۵۵۴ [3] مسلم شریف جلد دوم باب فضل اصحابہ ص ۳۰۹

[4] مسلم شریف جلد دوم باب فضل اصحابہ ص ۳۰۹ [5] کذا فی المشکوٰۃ باب فضائل الصحابہ

سونا خرچ کرے گا تو وہ ان میں سے کسی ایک کے مُد بلکہ نصف مُد کے ثواب کو بھی حاصل نہیں کر سکے گا۔

الغرض ان مسانید صادقین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے فضائل و مناقب پر کتاب اللہ اور دواوین احادیث علمی اور مصحف اخبار و آثار یکے بعد دیگرے بصارت و بصیرت کو نور بیز کر رہی ہیں۔ یہاں پر راقم نے چند ایک احادیث مسلم، ترمذی و جامع الاصول ابن اثیر بطور مشتے نمونہ از خروارے نقل کر دی ہیں۔ امید ہے کہ راقم السطور آئندہ کسی اشاعت میں ایک مستقل جلد انہی کے خصائص و اخلاق پر مکمل اور جامع تحریر ناظرین کی خدمت میں پیش کرنے کا شرف حاصل کر سکے گا۔

میں جانتا ہوں کہ تاریخ اسلام جیسے بحر ذخار میں غواصی کرنا ایک بے باکانہ جرأت اور علمی جسارت ہے لیکن اس کی وجہ وہ تحریک اور جذبۂ قلب ہے جس نے عظام اسلام سے بالعموم اور صحابہ کرام کے بزرگ طبقے سے بالخصوص ایک تعلق باطنی اور نسبت روحانی سی پیدا کر دی ہے جن کے اذکار و محاسن سے رگ و پے اور دم دم میں ایک برقی لہر دوڑ جاتی ہے اور اس سے طبیعت میں ایک جوش محبت ریز اور کیف و ولولہ انگیز موجزن ہو جاتا ہے اور خون دل و خون جگر مُدر دگوہر ریز کر دامن طلب کو مالا مال کر دیتے ہیں۔

یہ اسی دولت و عجب کا مختصر ہدیہ ہے جو ان اوراق کے طباق میں رکھ کر استفادہ ناظرین کے لیے پیش کیا جاتا ہے۔

مجھے امید ہے کہ قوم و ملت کا کوئی فرد اس سے مستفیض اور بہرہ ور ہو اور یہ اوراق مطبوعہ اسی واسطے سے جناب الٰہی میں شرف قبولیت حاصل کر سکیں۔ اس نیت کو دل میں رکھتے ہوئے میں اپنی تالیفات مسعود الذہن کا افتتاح اشہر المشاہیر کے مبارک حالات سے کرتا ہوں۔

ترتیب کتاب کا یہ اسلوب اس لیے اختیار کیا گیا ہے کہ جہاں بھی یہ سلسلہ منقطع ہو جائے خود ایک کامل اور جامع تالیف معلوم اور تدوین جداگانہ تمام محسوس نہ ہو۔

اگر ناظرین نے میری اس ناچیز خدمت کو قابل قبول سمجھا اور وقتاً فوقتاً اپنے مفید مشورے بیش بہا آراء اور مسامحات سے راقم کو آگاہ فرما کر شکر گزار فرمایا تو اس کی بقیہ مجلات و حصص بھی جلد جلد شائع کر سکوں گا بلکہ یہ کوشش ہوگی کہ بار دیگر مضامین کو کسی قدر جامعیت اور وسعت کے ساتھ پیش کر سکوں۔

اللہ تعالیٰ مؤلف کی حسن نیت کے عوض اس کی سعی کو مشکور فرمائے اور اس کی تالیف کو تحسین قبولیت سے مشرف فرمائے اور اس ناچیز کی صدق نیت کو توفیق خیر میں زیادتی و فزونی عطا فرمائے اور اس کٹھن راہ میں جامع

اوراق کی نصرت و رہبری فرمائے، نیز راقم اور اس کے والدین محترمین اور اعزہ و اقارب، احباب و رفقاء اور جملہ اخوان ملت کو کتاب و سنت کے اتباع کی توفیق رفیق عطا فرمائے نیز صلاحیت و تقوی کے زیور سے آراستہ فرمائے اور ظاہراً و باطناً جمیع حالات میں ان بزرگوں کے رنگ سے اصطباغ دے۔

الٰہی آثار نگاہ عشرہ مبشرہ کو بقیہ حصص کی تحریر و تالیف سے قبل دیار رسول میں پہنچا دے اور دربار رسول کی حضوری نصیب فرما کر مزید نشر و اشاعت کی توفیق عطا فرما آمین یارب العالمین۔

الٰہی اس کا ثواب میرے والدین محترمین کے نامۂ اعمال میں ثبت فرما رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ۝

الراقم الآثم راجی شفاعت و غفران:

قاضی ابوالفضل حبیب الرحمٰن کان اللہ لہ الی یوم النیران

یکم ستمبر ۱۹۳۲ء پٹیالہ

عشرہ مبشرہ رض

فضائل

جماعت صحابہ کرام میں مہاجرین و انصار جملہ صحابہ سے بالاتفاق افضل ہیں۔ پھر انصار پر مہاجرین کو اور مہاجرین پر عشرہ مبشرہ کو فضیلت خاص حاصل ہے۔ لہٰذا اس کتاب کا باب افتتاحی **افضل الصحابہ** رضی اللہ عنہم کے دلآویز و شوق انگیز حالات پر مشتمل کیا جاتا ہے۔ سادات عشرہ مبشرہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے دربار دربار میں وزراء کی حیثیت رکھتے تھے۔

نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ان نجوم اسلام کی منقبت میں ارشاد فرمایا ہے:

اَبُوْ بَكْرٍ فِي الْجَنَّةِ وَعُمَرُ فِي الْجَنَّةِ وَعُثْمَانُ فِي الْجَنَّةِ وَعَلِيٌّ فِي الْجَنَّةِ وَطَلْحَةُ فِي الْجَنَّةِ وَالزُّبَيْرُ فِي الْجَنَّةِ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ عَوْفٍ فِي الْجَنَّةِ وَسَعْدُ بْنُ اَبِي وَقَّاصٍ فِي الْجَنَّةِ وَاَبُوْ عُبَيْدَةَ فِي الْجَنَّةِ [1]

ابوبکر جنت میں ہیں۔ عمر جنت میں ہیں۔ عثمان جنت میں ہیں۔ علی جنت میں ہیں۔ طلحہ جنت میں ہیں۔ زبیر جنت میں ہیں۔ عبدالرحمٰن بن عوف جنت میں ہیں۔ سعد بن ابی وقاص جنت میں ہیں اور ابوعبیدہ جنت میں ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے:

مَا اَحَدٌ اَحَقُّ بِهٰذَا الْاَمْرِ مِنْ هٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَنْهُمْ رَاضٍ

کوئی ایک شخص بھی اس امر خلافت کا ان لوگوں سے زیادہ حق دار نہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم انتقال مبارک تک ان سے خوش تھے

پھر نام لے کر کہا عثمان و علی۔ طلحہ و زبیر۔ سعد اور عبدالرحمٰن [2]

---

[1] مشکوٰۃ بحوالہ سنن ترمذی عن عبدالرحمٰن و مسند ابن ماجہ عن عبدالرحمٰن بن عوف و سعید بن زید رضی اللہ عنہما

[2] مشکوٰۃ باب المناقب بحوالہ صحیح بخاری

ملا علی قاری صاحب مرقاۃ فرماتے ہیں کہ اس اثر میں ابوعبیدہ اور سعید بن زیدؓ کا ذکر اس لیے نہیں کیا گیا کہ ابوعبیدہؓ اس سے پیشتر ہی انتقال فرما چکے تھے اور سعید بن زید کا ذکر سیدنا فاروق رضؓ نے اس لیے چھوڑ دیا تھا کہ وہ ان کے بہنوئی تھے۔[1]

حضرت انسؓ بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَرْحَمُ اُمَّتِیْ بِاُمَّتِیْ اَبُوْبَکْرٍ وَّاَشَدُّھُمْ فِیْ اَمْرِ اللّٰہِ عُمَرُ وَاَصْدَقُھُمْ حَیَاءً عُثْمَانُ وَاَفْرَضُھُمْ زَیْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَاَقْرَءُھُمْ اُبَیُّ بْنُ کَعْبٍ وَاَعْلَمُھُمْ بِالْحَلَالِ وَالْحَرَامِ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ وَّلِکُلِّ اُمَّۃٍ اَمِیْنٌ وَاَمِیْنُ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ اَبُوْعُبَیْدَۃَ بْنُ الْجَرَّاحِ[2]

میری اُمّت میں سے میری اُمّت پر سب سے زیادہ رحم کرنے والا ابوبکرؓ اور امر الٰہی میں سب سے زیادہ مضبوط عمرؓ اور سچی حیا میں سب سے بڑھ کر عثمانؓ فرائض کا سب سے زیادہ واقف زید بن ثابتؓ سب سے بڑھ کر قاری ابی بن کعب اور حرام وحلال کا سب سے زیادہ عالم معاذ بن جبل ہے۔ ہر امّت کے لیے ایک امین ہوتا ہے اور اس امت کا امین ابو عبیدہ بن جراح ہے۔

معمرؒ نے قتادہ سے مرسلاً روایت کی ہے:

وَاَقْضَاھُمْ عَلِیٌّ[3]

اور علی سب سے اچھا قاضی (جسٹس) ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا قول ہے:

ثَلٰثَۃٌ مِّنْ قُرَیْشٍ اَصْبَحُ قُرَیْشٍ وُّجُوْھًا وَّاَحْسَنُھَا اَخْلَاقًا وَّاَثْبَتُھَا جَنَانًا اِنْ حَدَّثُوْکَ لَمْ یَکْذِبُوْکَ وَاِنْ حَدَّثْتَھُمْ لَمْ یُکَذِّبُوْکَ اَبُوْبَکْرٍ الصِّدِّیْقُ وَاَبُوْ عُبَیْدَۃَ بْنُ الْجَرَّاحِ وَعُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ[4]

قریش کے تین شخص ایسے ہیں جو سب سے زیادہ درخشاں ہیں۔ ان کے اخلاق عمدہ اور دل مضبوط ہیں اگر وہ تجھ سے کوئی بات کریں گے تو جھوٹ نہ کہیں گے اور اگر تو ان سے بات کرے گا تو وہ تجھے نہ جھٹلائیں گے وہ ابوبکر صدیقؓ، ابوعبیدہ بن جراح اور عثمان بن عفان ہیں

---

[1] حاشیہ مشکوٰۃ بحوالہ مرقاۃ

[2] مشکوٰۃ بحوالہ مسند امام احمد و سنن ترمذی وقال الترمذی ہذا الحدیث حسن صحیح

[3] حاشیہ مشکوٰۃ بحوالہ مرقاۃ

[4] تاریخ الخلفاء سیوطی

مصعب بن بکارؒ کا قول ہے:

سَمِعْتُ بَعْضَ اَھْلِ الْعِلْمِ یَقُوْلُ خُطَبَاءُ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَبُوْبَکْرِنِ الصِّدِّیْقُ وَعَلِیُّ ابْنُ اَبِیْ طَالِبٍ[1]

میں نے بعض اہل علم سے سنا ہے کہ صحابہ کرام میں سب سے بڑھ کر خطیب ابوبکر صدیقؓ اور علی المرتضیٰؓ تھے۔

حافظ سیوطی سے روایت ہے کہ

اِنَّ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا سُئِلَتْ مَنْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مُسْتَخْلِفًا لَوِ اسْتَخْلَفَ قَالَتْ اَبُوْبَکْرٍ قِیْلَ لَھَا ثُمَّ مَنْ بَعْدَ اَبِیْ بَکْرٍ قَالَتْ عُمَرُ قِیْلَ لَھَا مَنْ بَعْدَ عُمَرَ قَالَتْ اَبُوْعُبَیْدَۃَ بْنُ الْجَرَّاحِ[2]

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کسی نے پوچھا اگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کسی کو خلیفہ بھی مقرر کرتے تو کسے کرتے کہا ابوبکرؓ کو ان سے پوچھا ان کے بعد کہا عمرؓ کو پھر ان سے پوچھا ان کے بعد کہا ابوعبیدہ بن الجراحؓ کو۔

حضرت سعید ابن المسیب کہتے ہیں کہ ابوبکر و عمر و عثمان و علی و طلحہ و زبیر، سعد بن ابی قاص عبدالرحمٰن بن عوف اور سعید بن زید رضی اللہ عنہم صف قتال میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے آگے اور صف نماز میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے پیچھے (یعنی قریب تر) رہا کرتے تھے۔[3]

---

[1] تاریخ الخلفاء سیوطی

[2] تاریخ الخلفاء سیوطی

[3] اسد الغابہ ذکر سعید بن زیدؓ۔ صف نماز میں امام سے قریب تر کھڑے ہونے کا استحقاق اس شخص کو ہوتا ہے جو امام کے بعد امام بنے کی اہلیت رکھتا ہو (سیدی و مولائی قاضی محمد سلیمان صاحب)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اوّل الصحابہ خلیفۃ الرسول سیّدنا ابوبکر صدّیق رضی اللہ عنہٗ

نام و نسب

امام النسب زبیر بن بکار کا قول ہے کہ آپ کا نام عبد الکعبہ تھا اور عتیق اس لیے مشہور تھے کہ ان کے نسب میں کوئی عیب نہ تھا۔ مسلمان ہونے پر نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے آپ کا نام عبد اللہ رکھ دیا تھا اور عتیق من النار کا لقب عطا فرمایا تھا۔ آپ کی کنیت ابوبکر تھی جب اللہ تعالےٰ نے آیت اَلَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِہٖ[1] نازل فرمائی تب سے آپ کا لقب صدیق ہوگیا۔

آپ کے والد کا نام عثمان اور کنیت ابی قحافہ تھی اور کنیت ہی سے مشہور تھے۔ والدہ کا نام سلمیٰ اور کنیت ام الخیر ہے۔ سلمیٰ ابی قحافہ کے چچا صخر بن عامر کی بیٹی تھیں۔

عامر کا نسب: عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن لوی القریشی التیمی ہے۔

منصب

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرداران مکہ میں شمار ہوتے تھے اور دیت و عوم کا فیصلہ آپ ہی کے سپرد تھا۔

قبول اسلام

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے اوّل ہی روز سب سے اوّل اسلام قبول کیا۔ صحابہ و تابعین کے ایک گروہ کا یہی قول ہے کہ مردوں میں سب سے اوّل ابوبکر ایمان لائے اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اوّلین نماز پڑھنے والوں میں ان کا اسم گرامی بیان کیا گیا ہے[2]۔

خدماتِ صدّیق رضؓ بعد قبولیتِ اسلام

ابن اسحاق راوی ہیں کہ ابوبکر اسلام لاتے ہی تبلیغ دین میں مصروف ہوگئے اور متعدد دوستوں کو دعوت دی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا لوگوں سے بہت میل ملاپ تھا۔ ان کی تبلیغ سے عثمان غنی، زبیر بن عوام،

---

[1] پارہ ۲۴ رکوع ۱

[2] کتاب الاستیعاب لابن عبد البر ذکر ابوبکر صدیق

عبدالرحمٰن بن عوف، طلحہ بن عبید اللہ، سعد بن ابی وقاص اسلام لائے[1]۔

(۱) بلال حبشی (۲) نہدیہ (۳) نہدیہ کی لڑکی (۴) بنی المؤمل کی ایک لونڈی اور (۵) ام عبیس ان سب نے بھی اسلام قبول کیا۔ اسی وقت سے قریش نے ان کو نوع در نوع عذاب سے ستانا شروع کیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ نے ان سب کو خرید کر فی سبیل اللہ آزاد فرمایا[2]۔

ایک روز نبی صلے اللہ علیہ وسلم کعبہ میں نماز پڑھ رہے تھے۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم سجدہ میں تھے عقبہ بن ابی معیط نے اپنی چادر کو لپیٹ دے کر گلے میں ڈال کر اوپر پیچ در پیچ دے کر گردن مبارک کو سختی سے بھینچنا شروع کیا مگر حضور صلے اللہ علیہ وسلم اسی اطمینان قلب سے تسبیح ربانی فرماتے رہے۔ اسی اثنا میں ابوبکر صدیق آئے۔ انھوں نے دھکا دے کر عقبہ کو یہ آیت پڑھتے ہوئے ہٹایا۔

أَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ یَّقُوْلَ رَبِّیَ اللّٰہُ وَقَدْ جَآءَکُمْ بِالْبَیِّنٰتِ مِنْ رَّبِّکُمْ[3]

کیا تم ایک مرد کو اس لیے قتل کیا چاہتے ہو کہ وہ اللہ کو اپنا پروردگار کہتا ہے اور تمہارے پاس اپنے رب سے روشن دلایل بھی لے کر آیا ہے۔

چند شریر ابوبکر رضؓ کو لپٹ گئے اور ان کو خوب مارا پیٹا[4]۔ ان کے سر پر لمبے لمبے بال تھے۔ انھوں نے ان کے بالوں کو خوب نوچا کہ سر غیور نے حمایت نبوی میں چوٹ بھی کھائی۔

سنہ ۱۰ نبوت میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے چچا ابوطالب اور ان سے تین دن بعد حضرت خدیجۃ الکبریٰ نے انتقال فرمایا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان دونوں سچے اور وفادار غم خواروں کی وفات سے سخت صدمہ ہوا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ نے اسی سال ماہ شوال (سنہ ۱۰ نبوت) میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی تسکین قلب کے لیے حضرت عائشہ رضؓ کا نکاح نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے منعقد کر دیا۔

اسی سال ۲۷ رجب (سنہ ۱۰ نبوت) کی شب کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو معراج ہوئی صبح کو قریش کے بہت سے لوگ حضرت ابوبکر رضؓ کے پاس آکر کہنے لگے کہ تمہارا دوست کہتا ہے کہ وہ آج رات

---

[1] رحمۃ للعالمین جلد اول طبع دوم ص ۴۲

[2] سیرۃ ابن ہشام

[3] پارہ ۲۴ رکوع ۹

[4] رحمۃ للعالمین جلد اول طبع دوم

[5] سیرۃ ابن ہشام

بیت المقدس کی سیر کو گئے اور وہاں سے نماز پڑھ کر واپس بھی آ گئے۔ حضرت صدیق رضؓ نے کہا اگر فی الواقعہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے ایسا فرمایا ہے تو ضرور سچ ہے[1]۔

ہجرت

۲۷ صفر ۱۳ سنہ نبوت شب پنج شنبہ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت فرمائی۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم اوّل حضرت ابوبکرؓ کے مکان پر تشریف لائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کو ساتھ لے کر تاریکی شب میں مکہ سے جانب جنوب کوہ ثور[2] کی طرف روانہ ہوئے۔ راستہ سنگلاخ اور دشوار گزار تھا۔ سیدنا ابوبکر رضؓ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو کندھے پر اٹھا لیا تا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں مبارک نکیلے پتھروں سے زخمی نہ ہونے پائیں۔ آخر ایک غار پر پہنچ کر سیدنا ابوبکر رضؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو باہر ٹھہرایا اور خود اندر گئے۔ غار کو صاف کیا۔ بدن کے کپڑے پھاڑ پھاڑ کر تمام روزن بند کیے پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اندر تشریف لانے کے لیے عرض کی۔

صبح کو قریش سیدنا ابوبکر کے گھر پہنچے دروازہ کھٹکھٹایا۔ اسماء بنت ابوبکر باہر نکلیں۔ ابوجہل نے کہا۔ لڑکی تیرا باپ کہاں ہے کہا مجھے کیا خبر۔ اس پر ابوجہل جھنجھلایا۔ حضرت اسماء کے ایک طمانچہ ایسا کھینچ کر مارا کہ ان کے کان کی بالی نیچے گر گئی[3]۔

اب قریش حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی تلاش میں نکلے اور چلتے چلتے غار کے دہانہ تک آ گئے سیدنا ابوبکر رضؓ نے آہٹ پائی تو عرض کی دشمن بالکل قریب آ گیا ہے۔ اگر انہوں نے اپنے قدموں کی طرف دیکھا تو ہمیں دیکھ لیں گے۔ فرمایا

لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا[4] گھبراؤ نہیں خدا ہمارے ساتھ ہے[5]۔

اَللّٰهُ اَكْبَرُ! یہ کمال فضل و شرف ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس محبت میں جس میں نبی، صلے اللہ علیہ وسلم کو لے لیا تھا۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضؓ کو بھی شامل فرما دیا

حضرت اسماء بنت ابوبکر صدیق کا بیان ہے۔ کہ ابا تو تمام زر نقد جو پانچ چھ ہزار روپے تھا

ـــــــــــــــــــ

[1] سیرۃ ابن ہشام ذکر معراج و اسراء بروایت ابن اسحاق عن قتادہ

[2] مکہ سے جانب جنوب چار پانچ میل کے فاصلہ پر واقع ہے

[3] رحمۃ للعالمین جلد اول طبع دوم ص ۸۳

[4] پارہ ۱۰ ار کوع ۱۲

[5] رحمۃ للعالمین جلد اوّل بیان ہجرت و سیرۃ النبی جلد اول حصہ اول طبع اول ص ۱۹۹

اپنے ہمراہ لے گئے تھے ان کے چلے جانے کے بعد میرے دادا نے کہا۔ لڑکی معلوم ہوتا ہے کہ ابوبکر تمہیں بھوکا پیاسا چھوڑ گیا ہے اور تمہارے لیے کچھ بھی باقی نہیں چھوڑا۔ وہ نابینا تھے میں نے کہا۔ دادا جان! وہ ہمارے لیے کافی روپیہ چھوڑ گئے ہیں۔

اسماء نے ایک پتھر لیا اسے کپڑے میں لپیٹ کر اس گڑھے میں رکھ دیا جس میں روپیہ رکھا رہتا تھا پھر دادا کا ہاتھ پکڑ کر لے گئیں کہا ہاتھ لگا کر دیکھیے سب روپیہ موجود ہے۔ ابی قحافہ نے ٹٹول کر کہا خیر اب ابوبکر کے چلے جانے کا زیادہ افسوس نہیں۔

اللہ اکبر! یہ قوت ایمانیہ بے شک صدیق اکبر رضؓ ہی کی بیٹی کی ہو سکتی ہے۔ آج بڑے بڑے مشہور مدعیان علم و فضل اور صاحبان زہد و ورع اور سخی و جواد ترین لوگ بھی ایسے وسیع الظرف اور عالی حوصلہ نہیں پائے جاتے وہ بھی آزمائش کے مقامات میں اکثر ڈگمگا جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب اہل ایمان پر رحم فرمائے اور ہمیں صحابہ کرام رضؓ اور اسلاف عظام کے اسوۂ نیک پر پیروی کی توفیق خیر سے بہرہ ور فرمائے آمین!

الغرض نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق رضؓ اس غار میں تین دن رہے۔ رات کے اندھیرے میں اسماء بنت ابوبکر گھر سے روٹی دے جایا کرتیں۔ عبداللہ بن ابوبکر اہل مکہ کی باتیں سنا جاتے۔ عامر بن فہیرہ سیدنا ابوبکر رضؓ کی بکریوں کے چرواہے تھے شب کو ریوڑ لا کر بقدر ضرورت دودھ دے جاتے نیز ریوڑ سے وہاں آنے والوں کے آثار قدم کو بھی مٹا جاتے۔

تین روز کے بعد لوگوں میں یہ چرچا دب گیا۔ چوتھی شب عبداللہ بن ابی بکر مکہ سے دو اونٹنیاں جن کو سیدنا ابوبکر صدیق رضؓ نے کچھ عرصہ پہلے ہجرت کے لیے تیار کر رکھا تھا لے کر حاضر ہوئے حضرت اسماء بنت ابوبکر گھر سے راستہ کے لیے خوراک لائیں اسے اونٹ پر باندھ کر لٹکانے کے لیے رسی درکار تھی رسی تو وہاں نہ ملی حضرت اسماء نے اپنا نطاق[1] پھاڑ کر اس کے ایک حصہ سے زادِ راہ کو کجاوہ سے باندھ دیا اور دوسرے حصہ سے اپنی کمر کو باندھا اس موقع پر نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ذات النطاقین سے انہیں ملقب فرمایا[2]۔

ـــــــــــــــــــ

[1] نطاق اس کپڑے کو کہتے ہیں جو پٹکے کی مانند عرب کی عورتیں کمر سے باندھا کرتی تھیں اس کا ایک سرا گھٹنے تک اور دوسرا ذرا نیچے تک لٹکتا تھا۔

[2] سیرۃ ابن ہشام ذکر ہجرت النبی صلے اللہ علیہ وسلم

اس سفر مبارک کا بیان بزبانِ صدیقی حسب ذیل ہے:

"ایک اونٹنی پر نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور میں اور دوسری پر عامر[1] بن فہیرہ اور عبداللہ بن اریقط (جسے رہبری کے لیے نوکر رکھ لیا تھا) سوار ہوئے اور صبح سویرے ہی شب کی تاریکی میں یہاں سے جانب مدینہ روانہ ہوئے۔ سارا دن اور ساری رات سفر مسلسل جاری رہا۔ دوسرے دن دوپہر کو جب دھوپ سخت ہوگئی تب ذرا ٹھیرے۔ میں نے نظر دوڑائی ایک چٹان دکھائی دی۔ اس کے سایہ میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے جگہ صاف کرکے ایک کپڑا بچھایا۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم لیٹ گئے اور میں دودھ کی تلاش میں نکلا۔ اسی اثنا میں ایک چرواہا بکریاں چراتے ہوئے نظر آیا۔ میں نے اس سے دریافت کیا کہ ان بکریوں میں دودھ ہے۔ کہا ہاں ہے۔ تب میں نے اسے دودھ دوہنے کے لیے کہا اور اوّل اس کے ہاتھ صاف کرائے۔ پھر برتن کے منہ پر کپڑا باندھ کر اس کو دیا۔ وہ دودھ لے آیا تو میں نے اُسے خوب ٹھنڈا کیا اور اس میں قدرے پانی ملا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مبارک میں لایا۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم بیدار ہوچکے تھے۔ میں نے دودھ پیش کیا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اسے نوش فرمایا۔ میں بہت شادماں تھا کہ میری محنت ٹھکانے لگی۔

پھر میں نے عرض کی کہ چلنے کا وقت ہوگیا ہے پھر ہم وہاں سے سوار ہوگئے راہ میں سراقہ بن مالک ملا یہ اس وقت تک اسلام سے مشرف نہ ہوا تھا اور کفار سے ایک سو اونٹ کے انعام کا وعدہ لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی گرفتاری کے ارادہ سے تلاش میں چلا آرہا تھا۔ جب بہت نزدیک آپہنچا تب نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے زبان مبارک سے فرمایا اے اللہ جس طرح تجھے منظور ہو اسے روک لے زمین اگرچہ بہت سخت تھی مگر سراقہ کا گھوڑا اسی وقت زمین میں دھنس گیا۔ سراقہ نیچے اُتر پڑا۔ اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے معافی کا خواستگار ہوا۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے معاف فرما دیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے اس کا گھوڑا نکل آیا اور وہ واپس لوٹ گیا۔[2]

الغرض ١٢ ربیع الاول بروز جمعہ ١ھ ہجرت بوقت سہ پہر یہ دشوار گزار سفر ختم ہوا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں داخل ہوئے۔[3]

---

[1] یہ ابوبکر صدیق رض کے غلام تھے۔

[2] اسد الغابہ ذکر ابوبکر صدیق رض بروایت خود

[3] سیرۃ ابن ہشام ذکر ہجرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی المدینہ وصحبۃ ابی بکر صدیق رض

نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں سیدنا ابو ایوب انصاری کے ہاں فروکش ہوئے اور ابوبکر صدیق مقام سخ میں حبیب بن اساف اور بروایت زید بن خارجہ بن ابی زہیر کے ہاں ٹھہرے یہ ہر دو بزرگ قبیلہ بنی حارث بن خزرج سے ہیں۔[1]

مدینہ میں قیام فرما کر نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ١ھ ہجری میں باہمی ارتباط و نصرت کے لیے مہاجرین و انصار کے درمیان سلسلۂ مواخات عقد فرمایا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھائی زید بن خارجہ بن ابی زہیر انصاری بنائے گئے۔[2]

١٧ رمضان ٢ھ ہجرت کو جنگ بدر کا معرکہ ہوا۔ قریش کو ہزیمت فاش ہوئی۔ اسیرانِ جنگ کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے مشورہ طلب فرمایا۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ یہ سب عزیز و اقارب ہیں انہیں فدیہ لے کر چھوڑ دیا جائے چنانچہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اسی رائے کو پسند فرمایا اور انہیں فدیہ لے کر رہا کر دیا گیا۔[3]

اس غزوہ میں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چیف آف دی جنرل سٹاف کی حیثیت سے ہمرکاب تھے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وزارت وحفاظت کا منصب صرف انہی کو حاصل تھا۔[4]

٦ھ ہجری میں سریہ ام قرفہ اور سریہ بن کلاب پیش آئے۔ ان کی امارت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تفویض کی گئی۔[5]

رمضان ٨ھ ہجری میں مکہ فتح ہوا۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے والد ابی قحافہ اسی روز مسلمان ہوئے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ انہیں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انہیں یہاں کیوں لے آئے میں خود وہاں پہنچ جاتا۔[6]

فتح مکہ کے بعد ہی شوال میں جنگ حنین واقع ہوئی۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے گھرانے میں سے عبداللہ

---

[1] سیرۃ ابن ہشام ذکر ہجرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی المدینہ

[2] رحمۃ للعالمین جلد اول ذکر مواخات

[3] سیرۃ النبی طبع اول جلد اول حصہ اول

[4] تاریخ الخلفاء سیوطی

[5] رحمۃ للعالمین جلد دوم ص ٢٥٨

[6] سیرۃ ابن ہشام ذکر فتح مکہ

بن ابوبکر زخمی ہو کر چند روز بعد ہی انتقال کر گئے۔

رجب ۹ھ ہجری میں جیشِ عسرت یا جنگ تبوک وقوع میں آئی نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ سے عام چندہ فرمایا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے گھر کا تمام مال و اسباب لا کر پیش کر دیا جو بظاہر بہت کم قیمت تھا۔ اس جنگ میں قیصر روم جیسے زبردست بادشاہ سے مقابلہ تھا۔ لشکر اسلام کا اجتماع بھی کبھی اتنا نہ ہوا تھا۔ عہد نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) کا یہ سب سے آخری اور سب سے بڑا غزوہ تھا۔ اس میں علم سپہ سالاری نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی کو سپرد فرمایا۔ اسی سال فرضیتِ حج کا حکم نازل ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو امیر الحاج منتخب فرمایا اور تین سو صحابہ رضؓ بھی آپ کی معیت میں بھیجے گئے۔ ۱۰ھ ہجری میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع فرمایا۔[1]

۱۱ھ ہجری میں بروز دوشنبہ ۲۹ صفر کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو مرض الموت میں صاحب فراش ہوئے۔ گیارہ دن تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنفس نفیس نماز پڑھائی۔ گیارھویں دن ضعف اتنا ترقی کر گیا کہ عشاء کے وقت وضو فرمانے کی کوشش میں تین مرتبہ بے ہوش ہوئے۔ آخر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا کہ صحابہؓ کی امامت کریں اور اُن کو نماز پڑھائیں۔

آخری دن

انتقال مبارک کے دن صبح کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز فجر سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ مل کر ادا فرمائی۔[2]

چاشت کے وقت روح انور جسم اطہر سے پرواز کر گئی۔ اس حادثۂ عظیم سے صحابہ کرام پر ایک عالم سراسیمگی چھا گیا۔ بعض صحابہ کو جس میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی شامل ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات حسرت آیات کا یقین ہی نہ آتا تھا۔

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ یہ خبر سنتے ہی تشریف لائے اور حجرہ مبارک میں گئے چہرہ مبارک سے چادر ہٹا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی مبارک بوسہ دیا اور فرمایا میرے ماں باپ آپ پر قربان۔ یہی ایک موت آپ پر لکھی ہوئی تھی جو وارد ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ آپ پر دو موتیں نازل نہ فرمائے گا۔

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک پر کپڑا ڈال دیا اور باہر آ کر لوگوں میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم

[1] رحمۃ للعالمین جلد اول طبع دوم ص ۲۵۱

[2] رحمۃ للعالمین جلد اول طبع دوم ص ۲۷۱

کی وفات کا اعلان کیا اور فرمایا:

فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ يَعْبُدُ مُحَمَّدًا فَإِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ مَاتَ وَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ يَعْبُدُ اللّٰهَ فَإِنَّ اللّٰهَ حَيٌّ لَا يَمُوتُ

جو کوئی شخص محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی عبادت کرتا تھا وہ جان لے کہ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) تو انتقال کر گئے اور جو کوئی تم میں سے خدا کی عبادت کرتا تھا وہ جان لے کہ خدا ہمیشہ زندہ ہے اور وہ کبھی نہ مرے گا۔

پھر فرمایا:

قال الله تعالیٰ: وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَإِنْ مَاتَ أَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَنْقَلِبْ عَلَىٰ عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَضُرَّ اللّٰهَ شَيْئًا وَسَيَجْزِي اللّٰهُ الشَّاكِرِينَ[1]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بھی تو ایک رسول ہیں ان سے پہلے بھی رسول ہو چکے ہیں۔ کیا اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے وفات پائی یا شہید ہو گئے تو تم لوگ الٹے پاؤں پھر جاؤ گے اور اگر کوئی پھر بھی جائے تو وہ خدا کو کیا ضرر پہنچا سکتا ہے اور اللہ تعالیٰ شکر گزاروں کو جزا عطا فرمائے گا۔

ابھی وصال نبوی کی مصلحت فَإِنَّ اللّٰهَ حَيٌّ وَلَا يَمُوتُ کے معانی معرفت خیز صحابہ پر منکشف ہو کر باعث سکون ہوئی تھی کہ ایک اور مسئلہ نے اضطراب و ہیجان کا تموّج پیدا کر دیا یعنی اسی روز سقیفہ بنی ساعدہ میں انصار نے جمع ہو کر چاہا کہ مسئلہ خلافت کو طے کر لیں۔ یہ خبر سن کر ابوبکر صدیق و عمر فاروق و ابو عبیدہ رضی اللہ عنہم نہایت مضطربانہ حالت میں وہاں پہنچے۔ یہاں بھی ثبات و روحانیتِ صدیق رضی اللہ عنہ نے کام دیا۔ انھوں نے امّت کو اختلافات کی خلیج سے نکال کر ایک کنارے لگا دیا۔ حاضرین نے سیدنا صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ دوسرے دن بیعت عامہ ہوئی۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ منبر پر کھڑے ہوئے اور فرمایا۔ لوگو! میں تم پر حاکم و والی بنایا گیا ہوں مگر میں تم سے بہتر نہیں ہوں۔ پس اگر میں نیکی کروں تو تم میری مدد کرو۔ اور اگر میں برائی کروں تو تم مجھے درست کر دو۔ حق گوئی امانت ہے

[1] پارہ ۴ رکوع ۶

[2] سیرۃ ابن ہشام و رحمۃ للعالمین جلد اول ذکر واقعات ۱۱ ہجری

اور جھوٹ خیانت۔ تم میں سے کمزور میرے نزدیک قوی ہے اور قوی اس وقت تک کمزور ہے جب تک وہ لوگوں کا غصب شدہ حق ادا نہ کر دے۔

لوگو! جس قوم نے جہاد فی سبیل اللہ ترک کیا۔ خدا اس قوم کو ذلیل کر دیتا ہے اور جس قوم میں علانیہ فواحش کا رواج ہوا۔ خدا اُن پر طرح طرح کے عذاب نازل فرماتا ہے۔ لوگو! جب تک میں خدا اور رسول کی اطاعت کروں تم میری اطاعت کرو۔ جب میں خدا اور رسول کی نافرمانی کروں اس وقت تم پر میری اطاعت واجب نہیں ہے جاؤ نماز پڑھو اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے۔

بیعت کے بعد سب سے پہلا کام خلیفۃ الرسول کے سامنے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے غسل کا پیدا ہوا۔ ایک ایک صحابی کی خواہش تھی کہ وہ ان آخری ساعات میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت کا شرف حاصل کر سکے مگر یہ رشک اور شوق طبعًا اختلاف و نزاع کے اسباب بن سکتے تھے۔ لیکن چونکہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا انتخاب ہو چکا تھا۔ ان کی دانش مندی و فرزانگی نے اس عقدہ کو حل فرمایا

ؔ ناظرین اگر مسلمان خلیفۃ الرسول ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اس ارشاد پر عمل پیرا ہوتے تو آج یہ روز بد نصیب نہ ہوتا کہ جملہ اقوام عالم میں مسلمان ہی سب سے زیادہ غربت و افلاس، نکبت و ادبار، رذالت و سفاہت کے شکار ہیں۔ علوم و فنون حکمت و ثروت۔ اقتدار و عزت وقار اور عظمت حمیت قومی و غیرت شخصی سب کچھ کھو بیٹھے ہیں۔ اور اُخروی فضائل و خصائص اور دنیوی مکارم و شمائل سے محروم۔ کاش! مسلمان اب بھی حجاب جہالت و غفلت کو ہٹا کر چشم بصیرت کو وا کریں اور فواحش سے محترز ہو کر میدان عمل میں گامزن ہوں تو نوع در نوع عذاب و عقاب الٰہی سے نجات پائیں اور دنیا میں جمیع نعم ربانی کے وارث اور عقبیٰ میں مفلحون اور فائزون العظیم کے درجات تک بلند ہوں۔

اے خدائے قادر تو غفور الودود ہے اور تواب الرحیم بھی ہے۔ ہم تیرے خطا کار ہیں اور گنہگار ہیں۔ مگر تیری مغفرت کے طلب گار اور تیری عقوبت سے ترساں اور تیری عفو و رحمت کے جویاں ہیں۔ تیری ستاری کے آرزومند اور تیری غفاری کے مستمند ہیں۔ تو ہماری خطاؤں سے اجڑے ہوئے کھیت کو اپنی باران رحمت سے سیراب و شاداب فرما۔

الٰہ العالمین تو قادر و کریم ہے۔ ہمارے ذنوب و عیوب پر پردہ داری فرما اور ہمیں ذلت و رسوائی سے بچا۔ الٰہی ہم تیرے بندے اور تیری توفیق کے بھکاری ہیں تو ہماری زبان کو صدق و سچائی اور اعلان حق کو بھی توفیق عطا فرما۔ ہمارے دلوں کو ہمارے اقوال کی تصدیق عطا فرما رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ

ؔ سیرۃ ابن ہشام و سیوطی رحمۃ اللہ علیہ

اور ارشاد کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے غسل کی خدمت اہل بیت انجام دیں۔ اور یہ حکم دے کر کافۃ الناس کی تسکین فرما دی۔

غسل کے بعد تدفین کا سوال درپیش تھا۔ جائے تدفین میں بھی صحابہ مختلف الرائے تھے یہاں بھی سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس اختلاف کو مٹایا۔ فرمایا:

مَا مِنْ نَّبِيٍّ يُقْبَضُ اِلَّا دُفِنَ تَحْتَ مَضْجَعِهِ الَّذِيْ مَاتَ فِيْهِ — نبی جس جگہ انتقال کرتے ہیں وہیں دفن ہوتے ہیں۔

چنانچہ بستر مبارک اٹھا کر وہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تدفین کی گئی ؔ

اللہ اکبر! سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے وجود مبارک کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے بعد امامت و امارت کے لیے کس جامعیت کے ساتھ تیار کیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ ایسی ایسی نازک مہمات کو اس خوبی و آسانی سے سلجھا دیتے تھے اور سینکڑوں اور ہزاروں اختلافات کو بہت مختصر الفاظ میں رفع فرما دیتے تھے۔

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے انتقال فرماتے ہی مسلمانوں پر ہر چہار طرف سے مصائب کی گھٹائیں چھا گئیں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی وراثت کے متعلق اختلاف ہوا۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بتایا۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

نَحْنُ مَعْشَرَ الْاَنْبِيَآءِ لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَاهُ صَدَقَةٌ — ہم گروہ انبیاء کا کوئی وارث نہیں ہوتا۔ جو کچھ چھوڑتے ہیں صدقہ ہوتا ہے۔

تمام صحابہ نے اسے تسلیم کر لیا اور یہ اختلاف بھی مٹ گیا۔ اس کے بعد بیرونی مصائب کا سامنا ہوا۔

۱۔ یہود و نصاریٰ نے سرکشی کی اور خود مختاری کا تہیہ کر لیا۔

۲۔ اعراب بادیہ نشین و نو آموز اشخاص نے ارتداد کا اعلان کیا۔

۳۔ ایسا گروہ اٹھا جو زکوٰۃ کا منکر ہوا۔

۴۔ عرب کے بعض ذہین دماغوں نے نبوت کو بادشاہی کا ایک مقدس پردہ باور کیا۔ اور ان کذابوں نے دعاوی نبوت کا علم بلند کیا۔

ان سب فتنوں اور ریشہ دوانیوں کے پس پردہ عربوں کی وہ خود پسندی پنہاں تھی جو عرب میں صدیوں

ؔ سیرت ابن ہشام

تک کسی نظامِ حکومت کے نہ ہونے سے دماغوں میں گھر کر چکی تھی۔

ادھر ان سب شورشوں کو فرو کرنا تھا اور اُدھر لشکرِ اُسامہ کو روانہ کرنا تھا۔ اس لشکر کو ملک شام میں قیصر کے مقابلہ کے لیے خود نبی صلے اللہ علیہ وسلم تیار فرما چکے تھے۔ اور اس کا کوچ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری کی خبر سن کر ملتوی کر دیا گیا تھا لیکن اب خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ضروری سمجھا کہ اس لشکر کو فوراً روانہ کر دیا جائے چنانچہ مجاہدین کا یہ عسکر نور پیکر روانہ ہو گیا۔

مرتدین اور مدعیانِ نبوت نے صحابہ کو بہت گھبرا رکھا تھا اور حوالیٔ مدینہ کا ارتداد زیادہ اندیشہ ناک تھا بنا بریں بعض اکابر نے یہ مشورہ دیا کہ ان مفسدوں اور فتنہ پردازوں کو فرو کرنا چاہیے جو خود ہستیٔ اسلام کے منکر ہو چکے ہیں اور منکرینِ زکوٰۃ سے جنگ نہ کی جائے۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے خلیفہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب تک لوگ لا الٰہ الا اللہ کہیں اس وقت تک ان سے قتال نہ کیا جائے اور کلمہ پڑھ لینے کے بعد ان کی جان و مال محفوظ ہو جاتے ہیں۔ دریں صورت آپ کیونکر ان پر اسلحہ اٹھا سکتے ہیں آخر وہ اس حفاظت سے مامون ہیں۔ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے بھی سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے اتفاق کیا۔

سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ واللہ جو کچھ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں ادا کرتے تھے اگر اس میں سے اس رسّی کے برابر بھی روک لیں گے جس سے اونٹ کا گھٹنا باندھا جاتا ہے تو میں اس کے لیے بھی ان سے قتال کروں گا۔ سیدنا صدیق رضی اللہ عنہ کے ارشاد کا منشا یہ تھا کہ مانعینِ زکوٰۃ قصرِ اسلام کے اس رکن کو توڑنا چاہتے ہیں جس کی شکستگی سے تمام عمارت ہی منہدم ہو جائے گی اور جارحین کی مدافعت ناممکن ہو جائے گی۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا خدا کی قسم جو لوگ نماز اور زکوٰۃ میں فرق کریں گے میں اُن سے ضرور لڑوں گا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی الّا بحق الاسلام کی استثنا فرمادی ہے اور زکوٰۃ تو اسلام کا حق ہے۔ اور پھر یہ فرما کر گھر میں چلے گئے کہ آج ابو بکر راہ خدا میں اکیلا لڑے گا اس کے بعد سج دھج کر اونٹ پر سوار ہو کر تن تنہا جہاد کے لیے نکل گئے۔ سیّدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تیز گھوڑے پر سوار ہو کر ان کے پیچھے گئے اور انہیں یہ کہہ کر واپس لائے کہ تلوار میان میں کیجیے اور واپس چلیے اگر خلیفہ پر کوئی آفت آئی تو اسلام کا نظام کبھی بھی قائم نہ رہ سکے گا۔ غرض سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ واپس تشریف لائے۔ تمام اطراف میں لشکر اسلام روانہ کیے گئے اور خلافت صدیقی کی برکات ظہور میں آئیں کہ:

(۱) لشکر اُسامہ ملک شام کو روانہ کیا گیا جو افواج قیصر کو پسپا کر کے ظفریاب ہوا اور صحیح و سالم بہت سا مالِ غنیمت لے کر واپس آیا۔

(۲) لشکر اُسامہ کی روانگی کے بعد سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے خود مہاجرین و انصار کو لے کر مرتدین سے قتال کے لیے خروج کیا اور ان کو نجد کے قریب شکست دی۔ اس کے بعد صحابہ کے مشورہ سے خود تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ مدینہ تشریف لے آئے اور جمادی الاخریٰ ۱۱ھ ہجری میں خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو سردار لشکر بنا کر مرتدین اور مانعین زکوٰۃ سے قتال کے لیے روانہ فرمایا اور ان الفاظ میں نصیحت فرمائی جب تک لوگ لا الٰہ الا اللہ کا اقرار نہ کریں۔ نماز پڑھنا، زکوٰۃ دینا، روزہ رکھنا منظور نہ کریں برابر لڑتے چلے جانا۔ ایسا نہ کرنا کہ ایک ہی بات کے تسلیم ہو جانے پر سست پڑ جاؤ۔ ان سے ایک رکن کے ترک پر بھی ایسے ہی جنگ کرنا جیسا کہ ارکانِ خمسہ کے ترک پر جنگ کی جاتی ہے چنانچہ سیدنا خالد بنی اسد و غطفان کے قبائل سے لڑے۔ دشمن کی کثیر تعداد قتل ہوئی۔ اور کثیر اسیران کے سوا جو باقی رہے۔ دوبارہ مسلمان ہوئے۔ ان فتوحات کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمانوں کے حوصلے بڑھ گئے اور بڑے بڑے لشکروں کا رعب ان کے دلوں سے بالکل اُٹھ گیا اور آئندہ کے لیے فتوحات کا راستہ صاف ہو گیا۔

(۳) سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے سجاح و طلیحہ اور مسیلمہ اور جملہ اعدائے اسلام کے مقابلہ کے لیے اندرون عرب و شام میں متعدد لشکر تیار کر کے روانہ فرمائے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھوں مدعیانِ نبوت کاذبہ کو بھی اس بدگمانی کی سزا دی جو ان تینوں مفتریوں کو اپنے متعلق ہو گئی تھی۔ مسیلمہ تلوار کے گھاٹ اترا۔ سجاح بھاگ نکلی۔ طلیحہ نبی برحق حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر ایمان لے آیا۔

(۴) اندرون ملک کی بغاوتوں کو فرو کیا اور سلسلہ فتوحات بیرونی شروع ہوا۔ شام کا ایک حصہ قلمرو خلافت میں داخل ہوا۔ حقیقت یہ ہے کہ فتح شام اور جملہ فتوحات کی داغ بیل صدیقی حزم و تدبیر نے ڈالی۔

قرآن شریف کا جمع کرنا

سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زرین کارناموں سے ایک یہ بھی ہے کہ جنگ یمامہ کے بعد سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے مشورہ سے انہوں نے سیدنا زید بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ کو اس خدمت پر مامور فرمایا کہ قرآن مجید کی تمام سورتوں کو جمع کر دیا جائے انہوں نے بکمال خوبی یہ خدمت انجام دی اور اس وقت سے قرآن شریف کو مصحف کے نام موسوم کیا گیا۔[1]

[1] تاریخ الخلفاء سیوطی

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی آخری گھڑیاں

۲۲ جمادی الاخری ۱۳ھ ہجری بروز دوشنبہ کو مابین مغرب وعشاء اس دار فانی سے عالم بقا کی طرف انتقال فرمایا اور شب انتقال ہی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلوئے مبارک میں آپ کو دفن کیا گیا۔

انتقال سے پیشتر فرمایا:

مجھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں دفن کرنا اور اسی چادر میں جو اس وقت پہنے ہوئے ہوں مجھے کفن دینا۔ کیونکہ زندہ کو مُردہ کی نسبت نئے کپڑے کی زیادہ ضرورت ہے۔ اسماء بنت عمیس[1] مجھے غسل دیں اور عبد الرحمٰن[2] ان کی مدد کریں۔

پھر اپنے مال میں سے پانچواں حصہ فی سبیل اللہ خیرات کرنے کی وصیت فرمائی اور فرمایا:

اٰخُذُ مِنْ مَالِیْ مَا اَخَذَ اللّٰہُ مِنْ فَیْءِ الْمُسْلِمِیْنَ — جتنا حصہ مال فے میں اللہ تعالیٰ منظور فرماتا ہے میں اتنا ہی حصہ اس کی راہ میں خیرات کرتا ہوں۔

پھر دریافت فرمایا دیکھو۔ ابتدائے خلافت سے اس وقت تک میں نے کس قدر مال لیا ہے اس تمام رقم کو میری طرف سے ادا کردو

انتقال سے پیشتر دریافت فرمایا کہ آج کونسا دن ہے عرض کی دوشنبہ۔ فرمایا اگر میں اسی رات مرجاؤں تو کل کا انتظار نہ کرنا۔ کیونکہ مجھے وہ ساعت بہت محبوب ہے جو نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قریب کرے۔

ایام مرض میں کسی نے بغرضِ علاج حکیم کو بلانے کے لیے عرض کی۔ فرمایا حکیم نے مجھے دیکھ لیا ہے۔ عرض کی گئی کہ پھر حکیم نے کیا کہا۔ فرمایا اِنِّیْ فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ۔ ہم جو چاہتے ہیں سو کرتے ہیں۔[3]

---

[1] زوجہ صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

[2] پسر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

[3] اشہر المشاہیر الاسلام الجزو الاول من مجلد الاول ص ۱۳۰

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی وفات پر صحابہؓ کی تقریریں

سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی تقریر

آپ کے انتقال پر سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا:

"پیارے باپ! خدا آپ کے چہرہ کو نورانی کرے اور آپ کی کوششوں کا نیک پھل لائے۔ آپ نے اپنے اٹھ جانے سے دنیا کو ذلیل اور عقبیٰ کو عزیز کردیا۔ اگرچہ آپ کی مصیبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد سب سے بڑی مصیبت ہے اور آپ کی موت تمام حوادث سے بڑھ کر حادثہ ہے۔ لیکن کتاب اللہ صبر پر نیک اجر کا وعدہ دلاتی ہے۔ لہٰذا میں آپ پر صبر کرکے وعدۂ الٰہی کے ایفا کو پسند کرتی اور آپ کے لیے طلب مغفرت کرتی ہوں۔ خدا آپ کو اس رخصت کرنے والی[1] کا سلام پہنچاتے جس نے آپ کی زندگی سے نفرت کی نہ آپ کے حق میں قضائے الٰہی کو برا جانا۔"

تقریر سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ اے خلیفہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آپ نے اپنے بعد قوم کو سخت تکلیف میں مبتلا کردیا۔ آپ کے گرد راہ تک پہنچنا مشکل ہے۔ پھر میں آپ تک کیوں کر مل سکتا ہوں۔

تقریر سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ

سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے فرمایا:

رَحِمَكَ اللّٰہُ یَا اَبَا بَکْرٍ کُنْتَ وَاللّٰہِ — اے ابوبکر رضی اللہ عنہ! خدا آپ پر رحم فرمائے

اَوَّلَ الْقَوْمِ اِسْلَامًا وَّاَخْلَصَهُمْ اِیْمَانًا — بخدا آپ تمام امت میں سب سے پہلے اسلام

وَّاَشَدَّهُمْ یَقِیْنًا وَّاَعْظَمَهُمْ غِنًی — لائے اور سب سے زیادہ ایمان کو اپنا خلق بنایا

---

[1] یہاں حضرت عائشہؓ خود ہی مراد ہیں۔

وَاحْفَظَهُمْ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ وَاٰخَذَ مَهُمْ عَلَى الْاِسْلَامِ وَ
اَنْحَاهُمْ عَنْ اَهْلِهٖ وَاَنْسَبُهُمْ بِرَسُوْلِ
اللّٰهِ خُلُقًا وَّفَضْلًا وَّهَدْيًا وَّصَمْتًا
فَجَزَاكَ اللّٰهُ عَنِ الْاِسْلَامِ وَعَنْ رَسُوْلِ
اللّٰهِ وَعَنِ الْمُسْلِمِيْنَ خَيْرًا۔ صَدَّقْتَ
رَسُوْلَ اللّٰهِ حِيْنَ كَذَّبَهُ النَّاسُ وَاٰتَيْتَهٗ
حِيْنَ بَخِلُوْا وَكُنْتَ مَعَهٗ حِيْنَ قَعَدُوْا
وَسَمَّاكَ اللّٰهُ فِيْ كِتَابِهٖ صِدِّيْقًا فَقَالَ
وَالَّذِيْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖ
يُرِيْدُ مُحَمَّدًا وَّيُرِيْدُكَ كُنْتَ وَاللّٰهِ
لِلْاِسْلَامِ حِصْنًا وَّلِلْكَافِرِيْنَ نَاكِبًا لَمْ
تَضْلُلْ حُجَّتُكَ وَلَمْ تَضْعُفْ بَصِيْرَتُكَ
وَلَمْ تَجْبُنْ نَفْسُكَ كَالْجَبَلِ لَا تُحَرِّكُهُ الْعَوَاصِفُ
وَلَا تُزِيْلُهُ الْقَوَاصِفُ كُنْتَ كَمَا قَالَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَعِيْفًا
فِيْ بَدَنِكَ قَوِيًّا فِيْ دِيْنِكَ مُتَوَاضِعًا
فِيْ نَفْسِكَ عَظِيْمًا عِنْدَ اللّٰهِ جَلِيْلًا فِي
الْاَرْضِ كَبِيْرًا عِنْدَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَمْ يَكُنْ
لِاَحَدٍ عِنْدَكَ مَطْمَعٌ وَّلَا هَوٰى فَالضَّعِيْفُ
عِنْدَكَ قَوِيٌّ وَالْقَوِيُّ عِنْدَكَ ضَعِيْفٌ
حَتّٰى تَاْخُذَ الْحَقَّ مِنَ الْقَوِيِّ وَتَاْخُذَهٗ

سب سے بڑھ کر کامل الیقین سب سے زیادہ غنی تھے۔ سب سے بڑھ کر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کرنے والے اور سب سے بڑھ کر اسلام کے خدمت گزار اور سب سے بڑھ کر اسلام کے دوستدار تھے۔ اور خلق و فضل و سیرت وصحبت میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے آپ کو سب سے زیادہ نسبت حاصل تھی۔ خدا آپ کو اسلام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کی طرف سے جزائے خیر دے۔ آپ نے اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کی جب لوگوں نے تکذیب کی اور اس وقت غمخواری کی جب اوروں نے بخل کیا جب لوگ نصرت و حمایت سے رُکے رہے آپ نے اس وقت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دیا۔ آپ کو خدا نے اپنی کتاب میں صدیق فرمایا اور آپ کی شان میں وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ فرمایا ہے[1] اس سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ ہیں۔ بخدا آپ اسلام کا قلعہ تھے اور کفار کو ذلیل کر دینے والے تھے نہ آپ کی حجت میں غلطی ہوئی اور نہ آپ کی بصیرت میں ضعف آیا۔ جبن آپ کو کبھی چھو بھی نہیں گیا۔ آپ پہاڑ کی مثل مضبوط تھے جسے نہ تند ہوائیں ہلا سکتی ہیں اور نہ اکھاڑنے والے اکھاڑ سکتے ہیں۔ آپ ایسے ہی

۱؎ ترجمہ یہ ہے: اور جو سچ لے کر آیا اور جس نے تصدیق کی۔ جَآءَ بِالصِّدْقِ سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صَدَّقَ بِہٖ سے ابوبکرؓ ہیں۔ ۱۲ منہ

لِلضَّعِيْفِ فَلَا حَرَمَنَا اللّٰهُ اَجْرَكَ وَلَا اَضَلَّنَا بَعْدَكَ۔[1]

تھے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا یعنی ضعیف البدن، قوی الایمان، منکسر المزاج اللہ کے ہاں آپ عالی مرتبت تھے۔ زمین پر بزرگ اور مومنوں میں افضل تھے۔ آپ کے سامنے کوئی بے جا طمع اور ناجائز خواہش نہ کر سکتا تھا۔ آپ کے نزدیک کمزور قوی اور قوی کمزور تھا۔ یہاں تک کہ طاقتور سے لے کر ضعیف کو اس کا حق دلا دیا جاتا۔ خدا ہمیں آپ کے اجر سے محروم نہ کرے اور آپ کے بعد ہم کو گمراہ نہ کرے

خلق صدیقی

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اخلاق حمیدہ وصفات ستودہ کی تفصیل کو ایک دفتر درکار ہے اہل بصیرت ومعرفت کے لیے تو سیدنا امیر المومنین علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی بلیغ اور جامع تقریر ہی مشعل کا کام دے سکتی ہے۔ تاہم سطور ذیل میں ہم ناظرین کے استفادہ کے لیے خصائص صدیقی کا اجمالی بیان بھی پیش کرتے ہیں۔

اتباع سنت

عمرو بن العاص اور شرجیل بن حسنہ رضی اللہ عنہما نے ایک رومی سردار کا سر کاٹ کر جناب صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا آپ نے منع کر دیا اور فرمایا آئندہ ایسا نہ کیا جائے انہوں نے جواب میں یہ عذر پیش کیا کہ وہ بھی تو مسلمانوں کے سر اپنے امراء کے پاس بھیجتے ہیں۔ سیدنا صدیق رضی اللہ عنہ نے تحریر کیا کہ جب ہمارے پاس خدا و رسول کا حکم موجود ہے تو کیوں روم و فارس کی تقلید کی جائے۔

محبت خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی محبت خدا و رسول کی کیفیت خود ان کے قول و عمل سے دیکھنی چاہیے۔ فرماتے ہیں۔ دنیا کی چیزوں میں سے مجھے تین چیزیں پیاری ہیں:

۱۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک کی طرف دیکھنا۔

۲۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنا مال صرف کرنا

۱؎ اشہر المشاہیر الاسلام الجزء الاول من مجلد الاول ص ۱۳۵

(۴) میری لڑکی کا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں ہونا

خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے خدا ابوبکر پر رحم کرے۔ انہوں نے اپنی بیٹی میری زوجیت میں دی مجھے دار الہجرت تک پہنچایا اور بلال کو آزاد کیا۔

نماز نماز میں جھک جاتے تو خشک لکڑی کی طرح ہلتے ہیں نہ آتے۔ سالم بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا۔ آؤ سحر تک اقامت کریں اور نماز ہی میں شب گزار دیں۔ نیز فرمایا کرتے سحر تک میرا دروازہ بند کردو۔

روزہ: نفلی روزے ہمیشہ گرمیوں میں رکھا کرتے۔

فصاحت: سب سے بڑھ کر فصیح اور خوش کلام تھے

تواضع مدینہ میں ایک بڑھیا تھی۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ اس کی خبرگیری کیا کرتے تھے۔ اس کا کام کاج کر آتے۔ پانی بھر آتے۔ پھر ایسا ہونے لگا ان کے آنے سے پہلے ہی یہ سب کام ہوئے ہوتے۔ کئی دن ایسا ہوتا رہا۔ ایک روز سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ تاک میں چھپ گئے دیکھا تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے حالانکہ آپ اس وقت خلیفہ تھے۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے دیکھ کر کہا خدا کی قسم وہ آپ ہی تھے۔

انیسہ سے روایت ہے کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تین برس ہم لوگوں کے پاس رہے۔ دو برس قبل خلافت اور ایک برس زمانہ خلافت میں۔ قبیلہ کی لڑکیاں اپنی بکریاں ان کے پاس لے جاتی تھیں وہ ان کو دودھ دوھ دیتے تھے۔

ماتم میں عذرخواہی جب کہیں عزا میں جاتے تو فرمایا کرتے صبر میں کوئی مصیبت نہیں۔ رونے دھونے سے کچھ فائدہ نہیں۔ موت کے بعد جو کچھ ہونے والا ہے۔ موت اس سے آسان تر ہے اور جو کچھ گذر چکا اس سے شدید تر۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال مبارک کو یاد کرو گے تو تم کو اپنی مصیبت کم معلوم ہوگی اور خدا کا اجر تمہارے لیے بڑھ جائے گا۔

جود و سخا ایک بار نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے صدقہ دینے کا حکم دیا۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس ان دنوں مال بھی تھا۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے اپنے دل میں کہا کہ میں آج ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بڑھ جاؤں گا۔ چنانچہ میں اپنا نصف مال لے آیا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

ا؎ طبقات [illegible]

فرمایا۔ گھر والوں کے لیے کیا چھوڑا میں نے عرض کیا اسی قدر۔
حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنا کل مال لے آئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ابوبکر! (رضی اللہ عنہ) گھر میں کتنا چھوڑا؟ عرض کی اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ۔

آن کس کہ ترا بخواست جاں راچہ کند ۔۔۔ فرزند و عیال و خانماں راچہ کند
دیوانہ کنی ہر دو جہانش بخشی ۔۔۔ دیوانۂ تو ہر دو جہاں راچہ کند

سیدنا فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے کہا واللہ میں ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کبھی نہ بڑھ سکوں گا۔

شجاعت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ نے ایک بار لوگوں سے سوال کیا کہ تمہارے نزدیک شجاع ترین کون شخص ہے کہا آپ۔ فرمایا میں ہمیشہ اپنے برابر کے جوڑ سے لڑتا رہا ہوں۔ یہ کوئی شجاعت نہیں تم شجاع ترین کا نام لو سب نے عرض کی ہمیں نہیں معلوم۔ فرمایا شجاع ترین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ بدر کے دن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے عریش بنا دیا گیا تھا۔ سوال پیدا ہوا کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس کفار کی روک کے لیے کون رہے گا۔ خدا کی قسم ہم سے کسی کو جرأت نہیں ہوئی۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تلوار کھینچ کر کھڑے ہوئے۔ جس کسی نے بھی حضور صلے اللہ علیہ وسلم پر حملہ کیا انھوں نے اس کی مدافعت کی۔

ایک بار مشرکین مکہ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو پکڑ کر گھسیٹا اور کہنے لگے کہ تم ہی ہو جو ایک خدا بتلاتے ہو واللہ کسی کو ان کے مقابلہ کی جرأت نہ ہوئی۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور کافرین کو مار مار کر ہٹانے لگے اور زبان سے یہ کہہ رہے تھے افسوس تم ایسے شخص کو قتل کیا چاہتے ہو جو یہ کہتا ہے کہ میرا خدا ایک ہے۔ اس تقریر کے بعد علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ رو پڑے۔

ایمان پھر فرمایا۔ آل فرعون کا مومن اچھا تھا یا ابوبکر رضی اللہ عنہ؟ جب کسی نے جواب نہ دیا تو فرمایا جواب نہیں دیتے۔ واللہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ایک ساعت اس کی ہزار ساعت سے بہتر ہے۔ وہ تو اپنے ایمان کو چھپاتا تھا اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے ایمان کا اعلان کر دیا تھا۔

زہد و ورع امام حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے وفات سے پیشتر فرمایا یہ اونٹنی جس کا ہم دودھ پیتے تھے اور یہ پیالہ جس میں ہم کھاتے تھے اور یہ چادر عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دینا۔ میں نے یہ اشیا بحیثیت خلیفہ کے بیت المال سے لی تھیں۔ جب یہ چیزیں سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچیں تو فرمایا۔ خدا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر رحم کرے۔

لے تاریخ الخلفاء سیوطی رحمۃ اللہ علیہ

میرے لیے خلافت کا کام کتنا مشکل بنا گئے۔

ابن سیرین رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ میں نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سوا کسی اور کی نسبت نہیں سنا کہ مشتبہ کھانا کھا کر قے کر دی ہو۔

فہم قرآن امام اشعری کا قول ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ قوم کی امامت وہ شخص کرائے جو ان میں قرآن کا زیادہ عالم ہو۔ اس ارشاد کے تحت میں جب ہم دیکھتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جملہ انصار و مہاجرین کی موجودگی میں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو امامت کے لیے کھڑا کیا تو ثابت ہو جاتا ہے کہ وہ تمام صحابہؓ میں سب سے بڑھ کر عالم قرآن تھے۔

علم حدیث سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے عمر فاروق، عثمان ذوالنورین، علی المرتضیٰ، عبدالرحمٰن بن عوف، عبداللہ بن مسعود، عبداللہ بن عمر، حذیفہ بن یمان، عبداللہ بن زبیر، عبداللہ بن عباس، انس بن مالک، زید بن ثابت، براء بن عازب، ابوہریرہ، عقبہ بن حارث، عبدالرحمٰن بن ابی بکر، زید بن ارقم، عبداللہ بن مغفل، عقبہ بن عامر جہنی، عمران بن حصین، ابوبرزہ اسلمی، ابوسعید الخدری، ابوموسیٰ اشعری، ابوطفیل لیثی، جابر بن عبداللہ، عائشہ صدیقہ، اسماء ذات النطاقین، عبداللہ بن عمرو بن عاص، صنابحی، مرہ بن شراحیل الطبیب، قیس بن ابی حازم، سوید بن غفلہ وغیرہم صحابہ وتابعین نے احادیث روایت کی ہیں۔

علم تعبیر امام محمد بن سیرین علم تعبیر الرویا کے امام تسلیم کیے گیے ہیں ان ہی کا قول ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مجھے اللہ تبارک و تعالیٰ نے حکم فرمایا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سامنے تعبیر بیان کیا کروں۔

علم الانساب سیدنا جبیر بن مطعم اپنے عہد میں عرب کے بڑے نساب شمار کیے جاتے تھے وہ کہا کرتے تھے کہ میں نے علم الانساب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے سیکھا ہے جو عرب کے سب سے بڑھ کر عالم الانساب تھے[1]۔

خلق صدیقی پر سیدہ عائشہ رضی کی تقریر ایک دفعہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ذکر ان الفاظ میں فرمایا تھا۔

اَبِیْ مَا اَبِیْہِ لَا تَعْطُوْہُ الْاَیْدِیْ ذَاکَ وَاللّٰہِ حِصْنٌ مُنِیْفٌ وَظِلٌّ مَدِیْدٌ اَنْجَعَ

واللہ میرے والد کو کوئی بلند سے بلند ہاتھ نہیں چھو سکتا وہ مضبوط قلعہ اور دراز سایہ تھے۔ انہوں نے

[1] تاریخ الخلفاء سیوطی رحمۃ اللہ علیہ

اِذَا اَکْدَیْتُمْ سَبَقَ اِذَا وَنَیْتُمْ سَبْقَ الْجَوَادِ اِذَا اسْتَوْلٰی عَلَی الْاَمَدِ فَتَی قُرَیْشٍ نَکْثًا وَکَھْفًا وَکَھْلًا یُرِیْشُ مُمْلِقَھَا وَ یَفُکُّ عَانِیَھَا وَیَرْأَبُ صَدْعَھَا وَیَلُمُّ شَعَثَھَا حَتّٰی حَلِیَتْہُ قُلُوْبُھَا وَاسْتَشْرٰی فِیْ دِیْنِہٖ فَمَا بَرِحَتْ شَکِیْمَتُہٗ فِیْ ذَاتِ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ حَتَّی اتَّخَذَ بِفِنَائِہٖ مَسْجِدًا یُحْیِیْ بِہٖ مَا اَمَاتَ الْمُبْطِلُوْنَ وَکَانَ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ غَزِیْرَ الدَّمْعَۃِ وَقِیْذَ الْجَوَانِحِ شَجِیَّ النَّشِیْجِ فَانْصَفَقَتْ عَلَیْہِ نِسْوَانُ مَکَّۃَ وَوِلْدَانُھَا یَسْخَرُوْنَ مِنْہُ وَیَسْتَھْزِئُوْنَ بِہٖ وَاللّٰہُ یَسْتَھْزِئُ بِھِمْ وَیَمُدُّھُمْ فِیْ طُغْیَانِھِمْ یَعْمَھُوْنَ وَاَکْبَرَتْ ذٰلِکَ رِجَالَاتُ قُرَیْشٍ فَحَنَتْ لَہٗ قِسِیَّھَا وَفَوَّقَتْ اِلَیْہِ سِھَامَھَا فَامْتَثَلُوْہُ غَرَضًا فَمَا فَلُّوْا لَہٗ صَفَاۃً وَلَا قَصَفُوْا لَہٗ قَنَاۃً وَمَرَّ عَلٰی سِیْسَائِہٖ حَتّٰی اِذَا ضَرَبَ الدِّیْنُ بِجِرَانِہٖ وَاَرْسَتْ اَوْتَادُہٗ وَدَخَلَ النَّاسُ فِیْہِ اَفْوَاجًا وَمِنْ کُلِّ فِرْقَۃٍ اَرْسَالًا وَاَشْتَاتًا اخْتَارَ اللّٰہُ لِرَسُوْلِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا عِنْدَہٗ فَلَمَّا قَبَضَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ضَرَبَ الشَّیْطَانُ رِوَاقَہٗ وَشَدَّ طُنُبَہٗ وَنَصَبَ حَبَائِلَہٗ وَاَجْلَبَ بِخَیْلِہٖ وَرَجِلِہٖ

تمہاری حاجت روائی کی جب تم محتاج ہوئے وہ آگے بڑھے جب تم سست ہوئے ایسے جیسا کہ عمدہ گھوڑا جیت کے نشان پر پہنچنے کے لیے سب کے آگے نکل جاتا ہے وہ بچپن و جوانی اور پیرانہ سالی میں

قریش کے نامور مرد تھے محتاجوں کی دستگیری کرتے اسیروں کو رہائی دلاتے ان کی شکستگی کو جوڑتے ان کی پراگندگی کو جمعیت سے بدل دیتے حتیٰ کہ عزیز القلوب ہو گئے تھے لوگوں نے ان کے دین کی طرف گرویں بلند کیں ہمیشہ خدا سے مشغول رہے یہاں تک کہ گھر میں مسجد بنائی تھی باطل پرستوں نے جس امور (یعنی توحید) کو مٹا دیا تھا انہوں نے اُن کو زندہ اور قائم کیا وہ خوف سے آٹھ آٹھ آنسو روتے تھے اور ان کی پسلیاں پھڑکتی رہتی تھیں وہ سینہ میں دردمند دل رکھتے تھے مکہ کی عورتیں اور بچے ان پر تالیاں بجاتے اُن کا تمسخر اڑاتے لیکن فی الحقیقت خدا خود اُن مستہزئین سے استہزاء کر رہا تھا اور ان کو اندھوں کی طرح ٹھوکریں کھانے کے لیے چھوڑ دیا تھا میرے والد کا ایمان قریش پر سخت ناگوار تھا۔ قریش نے ان کی طرف کمانیں

وَالْتَقَى اَبُوْكَهٗ وَاضْطَرَبَ حَبْلُ
الدِّيْنِ وَالْاِسْلَامِ وَمَرِجَ عَهْدُهٗ وَ
مَاجَ اَهْلُهٗ وَعَادَ مَبْرَمُهٗ اَنْكَاثًا
وَبَغَى الْغَوَائِلُ وَظَنَّ رِجَالٌ اَنْ قَدْ
اَكْثَبَتْ اَطْمَاعُهُمْ نُهْزَهَا وَلَاحِيْنَ
الَّذِيْنَ يُرْجَوْنَ وَاَنَا وَالصِّدِّيْقُ بَيْنَ
اَظْهُرِهِمْ فَقَامَ حَاسِرًا مُشَمِّرًا قَدْ
رَفَعَ حَاشِيَتَهٗ وَقَطَرَيْهِ فَرَدَّ نَشَرَ
الدِّيْنِ عَلٰى غَرَّةٍ وَلَمَّا شَعَثَهٗ بِطِبِّهٖ
وَاَقَامَ اَوَدَهٗ بِثِقَافِهٖ فَابْذَعَرَّ
النِّفَاقُ بِوَطْأَتِهٖ وَانْتَاشَ الدِّيْنَ فَنَعَشَهٗ
فَلَمَّا اَرَاحَ الْحَقَّ عَلٰى اَهْلِهٖ وَ اَقَرَّ
الرُّؤُوْسَ عَلٰى كَوَاهِلِهَا وَحَقَنَ الدِّمَآءَ
فِيْ اُهُبِهَا وَحَضَرَتْهُ مَنِيَّتُهٗ فَسَدَّ
ثُلْمَتَهٗ فِي الْمَرْحَمَةِ وَنَظِيْرِهٖ فِي السِّيْرَةِ
الْمَعْدَلَةِ ذَاكَ ابْنُ الْخَطَّابِ لِلّٰهِ اُمٌّ
حَمَلَتْ بِهٖ وَدَرَّتْ عَلَيْهِ لَقَدْ اَوْحَدَتْ
فَفَنَّخَ الْكَفَرَةَ وَدَيَّخَهَا وَشَرَّدَ
الشِّرْكَ شَذَرَ مَذَرَ وَبَعَجَ الْاَرْضَ
وَبَخَعَهَا فَقَاءَتْ اُكُلَهَا وَلَفَظَتْ خَبْئَهَا
تَرْاَمُهٗ وَيَصُدُّ عَنْهَا وَتَصَدّٰى لَهٗ وَيَاْبَاهَا
ثُمَّ وَزَّعَ فَيْئَهَا فِيْهَا وَتَرَكَهَا كَمَا صَحِبَهَا
فَاَرُوْنِيْ مَاذَا تَرْتَاؤُوْنَ وَاَيَّ يَوْمَيَّ اَبِيْ
تَنْقِمُوْنَ يَوْمَ اِقَامَتِهٖ اِذْ عَدَلَ فِيْكُمْ

جھکا دیں اور تیر تولے اور ان کو نشانہ بنایا پھر بھی ان کو جھکا نہ سکے وہ اپنی روش پر قائم رہے حتیٰ کہ دین کا نشان گڑ گیا اور خوب جڑ پکڑ گیا جب کہ ہر قبیلہ اور فرقہ کے لوگ اس میں اِدھر سے اُدھر آکر فوج در فوج داخل ہونے لگے تھے۔ خدا نے بھی اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اسی کا مال پسند اور منتخب فرمایا اور جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو شیطان نے لوگوں کے دلوں پر تنبو تان لیے اور طنابیں مضبوط کر لیں اور اپنے لشکر لے کر مسلمانوں پر حملہ آور ہوا دین اور جمعیت اسلام میں اضطراب پیدا ہوا اور بنی ہوئی بات بگڑنے لگی اور مسلمانوں میں فساد برپا ہوا لوگ مرتد ہونے لگے۔ بدنیتوں نے طمع پر کمر باندھی اور قیامت کا خوف دلوں سے نکل گیا تو صدیق رضی اللہ عنہ ان کے پیچھے پیچھے تھے دفعتاً میرے والد برہنہ پا کمر بستہ ہو کر کھڑے ہوئے اور سمٹے ہوئے دین کو پھیلا دیا اس کے انتشار کو جمعیت سے بدلا اس کی کجی کو سیدھا نفاق کو بھگایا اور دین استوار ہو گیا حق کو امن میں آرام ملا۔ ڈگمگاتے ہوئے سر شانوں پر ٹھہر گئے۔ خون کھالوں سے بہتے بہتے محفوظ ہو گیا۔ ان کے مرنے سے جو رخنہ پیدا ہوا اس کو اپنی ہی جیسی سیرت و عدالت والے شخص یعنی عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے بند کر دیا۔ مبارک ہے وہ ماں جس کے شکم میں ایسا بچہ

اَمْ يَوْمَ ظَعْنِهٖ اِذْ نَظَرَ لَكُمْ اَقُوْلُ قَوْلِيْ هٰذَا
وَاَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ لِيْ وَلَكُمْ

رہا اور جس نے ایسے بچہ کو دودھ پلایا جس نے کفار کو پامال، شرک کا استیصال کیا۔ زمین کو نجاست سے پاک وصاف کیا۔ چنانچہ پھر اس زمین نے بھی اپنی پیداوار نکال باہر کیں اور چھپے خزانے اُگل دیئے۔ دنیا ان کے سامنے آتی تھی وہ اس سے اعراض کرتے تھے پھر انہوں نے فئے کی آمدنی کو مسلمانوں پر تقسیم کیا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد کے موافق چھوڑ کر انتقال کیا۔ اب تم لوگ مجھے بتاؤ کہ ان میں تم کو کونسی برائی نظر آتی ہے اور کون سے دن کی وجہ سے میرے والد کو برا کہتے ہو آیا اس دن کی وجہ سے جس میں کہ یہ کہتا ہوا چل بسا۔ اَقُوْلُ قَوْلِيْ هٰذَا وَاَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ لِيْ وَلَكُمْ خدا میری اور تمہاری مغفرت فرمائے۔[1]

تعلیماتِ صدیقیہ

فضیلت نماز اور قیامت کا بیان ایک بار سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔ اے سلمان خدا سے خوف کیا کر کیونکہ قریب ہی وہ وقت آنے والا ہے کہ ہر ایک بات ظاہر ہو جائے گی۔ اور لوگ معلوم کر لیں گے کہ ہر چیز میں تمہارا کیا حصہ ہے اور تم نے کیا کھایا اور کیا باقی چھوڑا۔ یہ سمجھ لو کہ جس نے پنجگانہ نماز ادا کی وہ صبح سے شام تک خدا کی حفاظت میں آگیا اس کو پھر کون مار سکتا ہے؟ اور جس نے خدا سے عہد شکنی کی وہ اوندھے منہ دوزخ میں الٹا دیا جائے گا۔

والدین کے حقوق وآداب ایک شخص اپنے والد کی شان میں گستاخانہ کہہ رہا تھا فرمایا اس کی گردن اڑا دو اس کے سر میں شیطان گھس گیا ہے۔

عاصم بن فاروق رضی اللہ عنہ کا اپنی والدہ سے جھگڑا ہو پڑا آپ نے فیصلہ کے بعد فرمایا عاصم یہ اچھی طرح جان لو کہ تمہاری والدہ کی ہر بات تم سے بہتر ہے۔

حقوقِ ہمسایہ ایک بار عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو اپنے ہمسایہ سے جھگڑتے ہوئے دیکھ کر فرمایا ہمسایہ

[1] اشہر المشاہیر الاسلام الجزء الاول من المجلد الاول ص ۰۷ باب مناقب ابی بکر صدیق و خلقہ و مآثرہ

سے مت جھگڑو کیونکہ اس کا تعلق تم سے قائم رہے گا۔ دیکھنے والے متفرق ہو جائیں گے اور آپ کی اس حالت کو نقل کریں گے۔

حقوق رعایا کی نگہداشت اور عمّال کو تنبیہ مہاجر بن ابی امیہ یمامہ کے عامل تھے۔ ایک مسلمان عورت نے نبی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ہجو کی انہوں نے اس کا ایک ہاتھ کٹوا دیا اور ایک دانت نکلوا دیا۔ ایک اور عورت نے مسلمانوں کی ہجو کی۔ اسے بھی یہی سزا دی سیدنا صدیق رضی اللہ عنہ نے انہیں تحریر فرمایا تمہارے فیصلہ کی اطلاع ملی جو تم نے نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ہجو کرنے والی عورت کو سزا دی۔ اگر تم نے ایسا نہ کیا ہوتا تو میں اس کے قتل کا حکم دیتا۔ کیونکہ کسی مسلمان کا انبیاء علیہم السلام کی ہجو کرنا اس کو اسلام سے خارج کر دیتا ہے اور اسے مرتد کہا جاتا ہے اور اگر کوئی غیر مسلم معاہد ایسا کرے تو وہ متحارب سمجھا جائے گا۔ اور یہ ضروری نہیں ہوگا کہ ہم شرائط معاہدہ کے پابند رہیں بلکہ ہم جہاد کا اعلان کر دیں گے اور اگر وہ عورت ذمیہ ہے جو مسلمانوں کی ہجو کرتی ہے تو وہ سزا جو تم نے اسے دی بالکل ناجائز ہے کیونکہ باوجودیکہ وہ مبتلائے شرک ہے اس کے ساتھ معاہدہ ٹھہر گیا ہے اس حالت میں اس کا مال و جان محفوظ ہے محض مسلمانوں کے سب و شتم کی بنا پر وہ کیوں کر اس سزا کی مستحق گردانی جا سکتی ہے آئندہ اس سلوک سے احتراز کرو۔

اعمال جاہلیت کی ممانعت ایک عورت نے حج میں خاموش رہنے کی منت مانی فرمایا بات چیت کیا کر یہ جاہلیت کا عمل شریعت اسلام میں ناجائز ہے[1]۔

امراء عساکر کو ہدایات لشکر شام پر جب یزید الخیر بن ابی سفیان اُموی رضی اللہ عنہما کو سپہ سالار بنا کر رخصت کیا تو ان سے فرمایا کسی عورت یا اپاہج یا پیر سال کو قتل نہ کرنا۔ پھلدار درخت نہ کاٹنا۔ کھیت نہ اجاڑنا۔ اونٹ کی کونچیں نہ کاٹنا۔ ہاں کھانے اور استعمال میں لانے کا کوئی حرج نہیں۔ کھجور کے درخت کو جڑ سے نہ کاٹنا نہ اسے جلانا۔ نہ اسراف کرنا نہ بخل[2]۔

خون مُسلم کی حُرمت سیدنا صدیق رضی اللہ عنہ کسی پر ناراض ہوئے ابو بردہ اسلمی رضی اللہ عنہ نے کہا اس کی گردن اُڑا دیجیے۔ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے بعد ایسا کرنے کی کسی کو اجازت نہیں[1]۔

---

[1] ماخوذ از تاریخ الخلفاء سیوطی

[2] اشہر المشاہیر الاسلام حصہ اول جلد اول

نقش خاتم: آپ کی مہر پر کندہ تھا؟ نِعْمَ الْقَادِرُ اللّٰهُ

اقوال

اکثر فرمایا کرتے جس نے ابتدائے اسلام میں انتقال کیا وہ بہت خوش قسمت تھا فتنوں سے بچ نکلا۔

بُروں کی مثال فرمایا صالحین یکے بعد دیگرے اٹھا لیے جائیں گے۔ باقی ماندہ ایسے بیکار لوگ رہ جائیں گے جیسے آٹے کی بھوسی۔ جن سے اللہ تعالیٰ کو کوئی تعلق نہ ہوگا۔

خوفِ خُدا کی تعلیم فرمایا جس سے ہو سکے خوفِ خدا سے رو لے ورنہ ایک دن ایسا آئے گا جبکہ اسے رُلایا جائے گا۔

عورتوں کی ہلاکت کا سبب فرمایا: عورتوں کو سونے کی سرخی اور زعفران کی زردی نے ہلاک کر دیا۔

مُسلمان کی شان فرمایا: مُسلمان کو ذرا سا بھی رنج پہنچتا ہے تو خدا اسے اجر دیتا ہے خواہ وہ رنج جوتے کا تسمہ ٹوٹنے سے یا کسی مال کے گم ہو جانے سے ہو جو بالآخر مایوسی کے بعد اس کی آستین ہی میں کیوں نہ پایا جائے۔

بھائی کے لیے دُعا فرمایا: اگر ایک بھائی دوسرے بھائی کے حق میں دعا کرتا ہے تو وہ ضرور مستجاب ہوتی ہے۔

راز چھپانے اور قلّتِ کلام کی خوبی فرمایا: جب تک کلام منہ میں ہے تیرا اسیر ہے جب منہ سے نکل گیا تب تو اس کا اسیر ہے۔

نماز جنازہ کی دُعا جب کسی میت پر نماز جنازہ پڑھتے تو فرماتے:

اَللّٰهُمَّ عَبْدُكَ اَسْلَمَهُ الْاَهْلُ وَالْمَالُ وَالْعَشِيْرَةُ وَالذَّنْبُ عَظِيْمٌ وَّ اَنْتَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ

الٰہی تیرے اس بندے کو اس کے اہل و مال اور اقربا نے تیرے سپرد کیا ہے اور اس کے گناہ بہت ہیں مگر تو غفور رحیم ہے۔

دُعائیں

آپ کی دعا تھی:

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ خَيْرَ عُمْرِيْ اٰخِرَهٗ وَخَيْرَ عَمَلِيْ خَوَاتِمَهٗ وَخَيْرَ اَيَّامِيْ لِقَاءَكَ

الٰہی میری عمر کا بہترین حصہ آخری عمر ہو میرا بہترین عمل خاتمہ والا ہو۔ میرا بہترین دن تیری ملاقات کا ہو۔

(۲) اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ الَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ لِّيْ فِيْ عَاقِبَةِ الْاَمْرِ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ اٰخِرَهٗ تُعْطِيْنِيَ الْخَيْرَ رِضْوَانَكَ وَالدَّرَجَاتِ الْعُلٰى مِنْ جَنَّاتِ النَّعِيْمِ

الٰہی! میں تجھ سے اس چیز کا سوال کرتا ہوں جو میرے کام کے انجام میں اچھی ہو۔ الٰہی آخری عطیہ جو مجھے عطا فرمائے وہ تیری رضوان ہو اور جنات نعیم کے بلند درجات ہوں۔

(۳) جب کوئی شخص آپ کی مدح و تعریف کرتا تو فرمایا کرتے:

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ اَعْلَمُ مِنِّيْ وَاَنَا اَعْلَمُ بِنَفْسِيْ مِنْهُمْ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ خَيْرًا مِّمَّا يَظُنُّوْنَ وَاغْفِرْلِيْ مَا لَا يَعْلَمُوْنَ وَلَا تُؤَاخِذْنِيْ بِمَا يَقُوْلُوْنَ

الٰہی تو میرے نفس کو مجھ سے زیادہ جاننے والا ہے اور میں اپنے نفس کا علم ان لوگوں سے زیادہ رکھتا ہوں۔ الٰہی مجھے ایسا ہی نیک بنا دے جیسا کہ لوگ میری نسبت گمان رکھتے ہیں جسے یہ نہیں جانتے وہ مجھے بخش دے اور ان کے قول کی مجھے پکڑ نہ ہو۔ اٰمِيْنَ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا۔

فضایل و مناقب

آیاتِ قرآنیہ

علمائے کرام نے اس موضوع پر مستقل کتب تالیف فرمائی ہیں لیکن ہم ایک آیت کے بیان پر اکتفا کرتے ہیں علمائے سلف کا بالاجماع قول ہے کہ

ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلَيْهِ[1]

دو میں سے دوسرا جب غار میں اپنے ساتھی سے کہہ رہا تھا کہ غمگین مت ہو بے شک خدا ہمارے ساتھ ہے۔ پھر اللہ نے اس پر سکینہ نازل فرمایا۔

صاحب سے مراد سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ امام التفسیر ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے حبر الامۃ رئیس المفسرین سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا بھی یہی قول نقل فرمایا ہے۔

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ قرآن شریف میں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو وہی معیّت الٰہی شامل ہے جسے خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لفظ معنا ارشاد فرما کر ظاہر فرما دیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ دونوں ایک ہی معیّت الٰہیہ میں شامل ہیں اس مقام سے سیدنا صدیق رضی اللہ عنہ کی رفعت شان اس طرح بھی آشکارا ہوتی ہے کہ ان کو وہ درجہ حاصل ہو گیا تھا جو موسیٰ علیہ السلام کے نزدیک بھی تمام بنی اسرائیل کو حاصل نہ ہوا تھا۔ اعدائے فرعونی کے قریب آجانے پر بنی اسرائیل کے لیے وہی مقام تھا جو کفار قریش کے لب غار تک پہنچ جانے پر سیدنا صدیق رضی اللہ عنہ کے لیے تھا مگر بنی اسرائیل سے موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اِنَّ رَبِّيْ مَعِيَ میرا خدا میرے ساتھ ہے یعنی بنی اسرائیل ابھی اس درجہ تک فائز نہ ہوئے تھے کہ وہ بھی اس معیّت الٰہی میں بلاواسطہ شامل ہو سکتے[2]۔

امام سفیان بن عیینہ کا قول ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنی ناراضگی کا اظہار جملہ مسلمانوں پر فرمایا ہے مگر سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ہر فعل رضائے الٰہی سے شرف اندوز رہا۔ اس کی دلیل میں وہ اس آیت کو پیش کرتے ہیں[3]:

(۲) وَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلَيْهِ

اور خدا نے اس پر سکینہ نازل فرما دیا

یہ وہ ارشاد ربانی ہے جو سارے صحابہ کرام میں کسی اور کے حق میں نہیں فرمایا گیا اور شان صدیق رضی اللہ عنہ کی رفعت و بلندی کو جملہ طبقات امم سابقہ میں وہ شہپر بلند پرواز بنا دیتی ہے۔

احادیث

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(۱) مَنْ اَنْفَقَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ دَعَاهُ خَزَنَةُ الْجَنَّةِ مِنْ كُلِّ بَابٍ تَقُوْلُ

جو شخص خدا کی راہ میں جوڑا دے گا۔ بہشت کے چوکیدار اس کو ہر ایک دروازہ سے بلائیں گے کہیں گے

---

[1] پارہ ۱۰ رکوع ۱۲

[2] رحمۃ للعالمین جلد اول

[3] تاریخ الخلفا سیوطی۔ اس اجمال کی توضیح اس سے اوپر کی آیات پڑھنے سے ہو جاتی ہے۔

انی قل هلکة فقال ابوبکر رضی الله عنه یا رسول الله ذلک الذی لا توی علیه قال رسول الله صلی الله علیه وسلم انی لارجو ان تکون منهم

فلاں صاحب ادھر آیئے۔ اس پر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس شخص کو تو کسی طرح کا ٹوٹا نہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں امید کرتا ہوں کہ تم انھیں میں سے ہو۔

پھر فرمایا:

(۲) من اصبح منکم الیوم صائما قال ابوبکر انا قال فمن تبع منکم الیوم جنازة قال ابوبکر انا قال فمن اطعم منکم الیوم مسکینا قال ابوبکر انا قال فمن عاد منکم الیوم مریضا قال ابوبکر انا قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ما اجتمعن فی امرء الا دخل الجنة۔

تم لوگوں میں سے آج کون روزہ دار ہے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں ہوں یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پھر فرمایا کون آج جنازہ کے ساتھ چلا ہے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا میں۔ پھر فرمایا کس نے آج محتاج کو کھانا کھلایا ہے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے۔ پھر فرمایا کس نے آج بیمار کی عیادت کی ہے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے۔ پھر فرمایا جس میں یہ چار باتیں جمع ہوں وہ بہشت میں داخل ہوا۔

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ان من امن الناس فی صحبته و ماله ابوبکر

حقوق صحبت کی ادائیگی اور مال خرچ کرنے میں تمام لوگوں سے بڑھ کر احسان مجھ پر بلا شبہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ہے۔

پھر فرمایا:

ولو کنت متخذا خلیلا غیر ربی لاتخذت ابابکر خلیلا

اگر میں اپنے رب کے سوا کسی اور کو خلیل بناتا تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بناتا۔

سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک عورت آئی اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے کسی امر میں گفتگو کر کے جانے لگی۔ پھر اس نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

۱ مشارق الانوار بحوالہ صحیحین

۲ مشکوۃ متفق علیہ باب مناقب ابوبکر

اگر میں آئی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ پایا یعنی انتقال فرما گئے تو فرمایا:

فان لم تجدینی فاتی ابابکر

اگر تو مجھے نہ پائے تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئیو

پھر فرمایا:

انت صاحبی فی الغار و صاحبی علی الحوض

تم غار میں میرے رفیق تھے اور حوض کوثر پر میرے رفیق ہو گے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا انت عتیق من النار تم دوزخ سے آزاد ہو چنانچہ اس دن سے ان کا نام عتیق پڑ گیا۔

پھر فرمایا:

انک یا ابابکر اول من یدخل الجنة من امتی

ابوبکر رضی اللہ عنہ! امت محمدیہ میں تم وہ شخص ہو جو جنت میں سب سے پہلے داخل ہو گا۔

آثار صحابہ رضی اللہ عنہم و ائمہ دین

سیدنا فاروق رضی اللہ عنہ کا قول ہے:

ابوبکر سیدنا و خیرنا و احبنا الی رسول الله صلی الله علیه وسلم

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہم سب کے سردار اور ہم سب سے بہتر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہم سب سے زیادہ پیارے تھے

سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کا قول ہے ہم نکوکاری میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کبھی نہیں بڑھے۔

ربیع بن یونس کا قول ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی مثال کتب سابقہ میں بارش سے دی گئی ہے کہ جہاں پڑتی ہے نفع بخشتی ہے۔ انبیاء سابقین کے اصحاب میں مجھے کوئی بھی ایسا نظر نہیں جو ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسا ہو۔

۱ مشکوۃ بحوالہ صحیح بخاری

۲ مشکوۃ بحوالہ صحیح بخاری

۳ سنن ترمذی

۴ تاریخ الخلفاء سیوطی رواہ الترمذی کذا فی المشکوۃ باب مناقب ابی بکر ص ۵۵۵

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر اہل زمین کے ایمان کو ایک پلڑے میں تولا جائے اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ایمان دوسرے پلڑے میں تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا پلڑا زیادہ وزنی ثابت ہوگا۔

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہم سے ہر بات میں سابق اور ہم سب میں بزرگ تھے۔ یہ بھی سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔ کاش میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سینہ کا بال ہوتا۔ نیز فرمایا جس حالت میں میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو جنت میں دیکھتا ہوں اس کی مجھے بھی آرزو ہے یہ بھی ان کا قول ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بدن کی بو مشک کی خوشبو سے بہتر ہے۔

ابوحصین کا قول ہے کہ سیدنا آدم علیہ السلام کی اولاد میں انبیاء و مرسلین کے بعد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جیسا کوئی بھی نہیں ہوا۔ مرتدین پر فوج کشی کرنے میں آپ نے ایک نبی کا سا فعل ادا کیا ہے۔

محمد بن زبیر کا بیان ہے کہ میں نے امام حسن بصری سے عرض کی کہ بعض لوگوں کے دلوں میں شکوک پیدا ہو گئے ہیں آپ میری تسکین فرما دیجیے۔ کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو خلیفہ بنا دیا تھا؟ یہ سن کر حسن بصری غصہ سے بھر گئے اور فرمانے لگے کیا تمہیں اس میں شک ہے واللہ خدا ہی نے ان کو خلیفہ بنا دیا تھا اور کیوں نہ بناتا وہ سب سے زیادہ عالم تھے ان کے دل میں سب سے بڑھ کر خوف خدا تھا وہ خلیفہ بنائے جاتے یا نہ بنائے جاتے وہ تا وفات اسی حالت میں رہتے۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود کا قول ہے کہ اگر غور سے دیکھا جائے تو عقل و فراست میں تین شخص سب سے بڑھے ہوئے ہیں ان میں ایک ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ اگر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ نہ ہوتے تو خدائے واحد کی پرستش کرنے والا ایک بھی دکھائی نہ دیتا۔

امام شعبی کا قول ہے کہ چار خصوصیات ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میں ایسی ہیں کہ کسی کو نصیب نہیں:

(۱) آپ کے سوا کسی کا نام صدیق نہیں رکھا گیا (۲) رفاقت غار کا شرف آپ ہی کو ملا (۳) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو امام بنایا (۴) آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمرکابی میں ہجرت کی۔[1]

راقم کہتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی آخری نماز ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا مقتدی بن کر ادا فرمائی یہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی پانچویں خصوصیت ہے۔

ابوجعفر کا قول ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور جبریل علیہ السلام کی سرگوشی سنا کرتے

[1] یہ تمام اقوال و آثار تاریخ الخلفاء سیوطی سے ماخوذ ہیں۔

تھے گو انہیں دیکھ نہ سکتے تھے یہ ان کی چھٹی خصوصیت ہے۔

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی چار نسلیں صحابی ہیں (۱) سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ (۲) ان کے والد (۳) ان کے بیٹے عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ (۴) اور سیدنا عبدالرحمٰن کے لڑکے عتیق رضی اللہ عنہ۔ اور یہ سیدنا صدیق رضی اللہ عنہ کی ساتویں خصوصیت ہے۔

اشعار

ملک الشعرائے دربار نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی شان میں اپنے خیالات کا اظہار فرماتے ہوئے کہتے ہیں۔

إذا تذكرت شجوا من أخي ثقة ۔۔۔ فاذكر أخاك أبا بكر بما فعلا

جب تم رنج و غم کے ساتھ کسی بھائی کا ذکر کرو تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بھی یاد کرو جو ہم سے جدا ہو گئے

خير البرية أتقاها وأعدلها ۔۔۔ بعد النبي وأوفاها بما حملا

وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بہترین خلق سب سے زیادہ متقی اور عادل ہیں وہ اپنے فرائض کو سب سے زیادہ پورا کرنے والے تھے۔

والثاني التالي المحمود مشهده ۔۔۔ وأول الناس ممن صدق الرسلا

وہی ہیں جن کو قرآن میں ثانی اثنین کہا گیا اور ان کی حاضری غار کی تعریف کی گئی ہے۔ وہی ہیں جنہوں نے سب سے پہلے تصدیق رسالت کی۔

وكان حب رسول الله قد علموا ۔۔۔ خير البرية لم يعدل به رجلا

سب جانتے ہیں کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، نبی صلے اللہ علیہ کو پیارے تھے وہ بہترین خلق تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کے برابر کسی کا درجہ نہ سمجھتے تھے۔

ابو محجن ثقفی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

وسميت صديقا وكل مهاجر ۔۔۔ سواك يسمى باسمه غير منكر

آپ ہی کو صدیق کہہ کر بلایا جاتا ہے۔ حالانکہ تمام مہاجر سوائے آپ کے اپنے اپنے نام سے پکارے جاتے ہیں اس پر کسی کا انکار نہیں۔

سبقت إلى الإسلام والله شاهد ۔۔۔ وكنت جليسا بالعريش المشهر

[1] یہ تمام اقوال و آثار تاریخ الخلفاء سیوطی سے ماخوذ ہیں۔

خدا نشاہد ہے آپ ہی کو سبقت الی الاسلام ہے اور عریش کے اندر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہم نشینی کا درجہ آپ ہی کو حاصل ہے۔

وَبِالْغَارِ اِذْ اَسْتَیْتُ بِالْغَارِ صَاحِبًا ‏ ‏ ‏ ‏ وَکُنْتُ رَفِیْقَ النَّبِیِّ الْمُطَهَّرِ

غار میں آپ ہی تھے اور صاحب الغار آپ ہی کا نام ہے اور آپ ہی نبی مطہر کے رفیق ہیں۔

خاتمہ الاحوال صدیقی

الغرض سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حالات سے ایک محقق اور صداقت پسند انسان کو جسے مشاہیر عالم کی تاریخ پر بھی نظر ہو صاف طور پر معلوم ہو جائے گا کہ جن مشکلات کا سامنا ان کو ہوا شاید اس کی نظیر تاریخ پیش کرنے سے قاصر ہے۔

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کوئی پھولوں کی سیج نہ تھی بلکہ کانٹوں کا بستر تھا جس کو آرام دہ بنانے سے پیشتر ایک ایک کانٹا چننا ضروری تھا۔ اتنے قلیل ترین ایام میں نہ صرف اندرون ملک کے فتنوں کو ہی فرو کیا بلکہ بلاد غیر کو ممالک محروسہ اسلامی بنا کر آئندہ فتوحات کے دروازوں کا افتتاح فرما دیا۔ ہم اس مختصر مضمون میں ان کے محاسن کو کماحقہ آشکارا نہیں کر سکتے۔ مگر پھر بھی سیدنا صدیق اکبر خلیفۃ المسلمین ابوبکر عتیق رضی اللہ عنہ کے یہ فضائل و شواہد اس مرتبت کے ہیں جو ان کو افضل البشر خیر الانام امام الانبیاء خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جملہ امم سابقہ اور امتِ محمدیہ کے درمیان شرف اولیت اور امتیاز فضیلت عطا کرتے ہیں۔ وَذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ۔

این سعادت بزورِ بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

امیر المومنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ

نام ونسب
عمر نام۔ ابو حفص کنیت ہے۔ آپ کا نسب عمر بن خطاب بن نفیل بن عبد العزیٰ بن رباح بن عبد اللہ
بن ازراح بن عدی بن کعب بن لوی القریشی العدوی ہے۔ اور آپ کی والدہ کا نام ونسب
حنتمہ بنت ہاشم بن مغیرہ بن عبد اللہ بن مخزوم ہے۔

حالات
۱۳ سنہ ولادت نبوی کو مکہ میں پیدا ہوئے عرب کے دورِ جاہلیت میں سفارت کا عہدہ انہیں کے
سپرد تھا اور منافرت کے ثالث بھی یہی ہوا کرتے تھے۔ تجارت پیشہ تھا اور تجارت ہی میں اتنی
ترقی کی کہ شاہان روم و فارس کے درباروں میں بارسوخ ہو گئے تھے۔

اسلام
۶ سنہ نبوت مطابق ۴۶ سنہ ولادت نبوی میں بعمر ۳۳ سال اسلام سے مشرف ہوئے۔ قبل
ازیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کے خلاف بہت متشدد تھے۔ حضرت عمرؓ سے پیشتر ۳۹
اسلام قبول کر چکے تھے۔ ان کے قبول اسلام کی تقریب اس طرح ہوئی کہ ایک روز تلوار لگائے مکہ کے ایک کوچہ میں
چلے جا رہے تھے۔ راہ میں نعیم بن عبد اللہ بن ابی سے ملے پوچھا عمر کہاں کا ارادہ ہے کہا محمد کو قتل کرنے چلا ہوں
اس نے دانشوران قریش کو بے وقوف گردانا ہے اور ہمارے معبودوں کی شان میں گستاخانہ کلمات کہے ہیں
نعیم نے کہا خدا کی قسم تم بہت بری راہ چل رہے ہو اور یہ سخت نادانی کی بات کر رہے ہو۔ عمر بولے میں گمان
کرتا ہوں کہ تم بھی مسلمان ہو گئے ہو اور اگر مجھے اس بات کا یقین ہو جائے تو تم ہی سے آغاز کروں۔ نعیم نے کہا
میں تمہیں خبر دیتا ہوں کہ یہ دین تمہارے گھرانے میں داخل ہو چکا ہے۔ انھوں نے کہا یہ کیا کہا، انھوں نے کہا آپ کی
بہن اور آپ کے بہنوئی اور چچازاد بھائی مسلمان ہو چکے ہیں۔ عمر غصہ میں بھرے ہوئے لوٹ گئے۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ ایک ایک دو دو کمزور و نادار مسلمانوں کو صاحب استطاعت
مسلمان کی کفالت میں دے دیا کرتے تھے۔ اور ان کی ضروریات اسی مسلمان کے ہاں سے پوری کی جایا کرتی
تھیں۔ عمر وہاں سے اپنی بہن کے ہاں آئے۔ دروازہ بند تھا۔ اندر سے کچھ آدمیوں کی تلاوت کی آواز آ رہی
تھی۔ دروازہ کھٹکھٹایا۔ اندر سے آواز آئی۔ کون؟ کہا ابن الخطاب۔ آواز سن کر وہ بکھر گئے بہن نے دروازہ
کھولا۔ اندر قدم رکھتے ہی بہن کو مارنا شروع کیا۔ اتنا مارا کہ اس کے کپڑے بھی لہولہان ہو گئے۔ آخر اس

روتے ہوئے کہا عمر! تم سے جو بن آئے کرو میں تو مسلمان ہو چکی پھر یہ اسی غصہ میں تخت پر جا بیٹھے مکان کے ایک طرف ایک کتاب نظر پڑی۔ انھوں نے اسے پڑھنا چاہا بہن نے اسے دکھانے سے انکار کیا اور انھوں نے اصرار کیا آخر بہن نے کتاب دے دی اُس پر بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ لکھی دیکھی۔ لرز گئے۔ کتاب ہاتھ سے گر پڑی۔ پھر جب دل قابو میں آیا اسے اٹھا کر پڑھا تو یہ سورۃ لکھی دیکھی يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ۔ انھوں نے پڑھنا شروع کیا جب اسماء الٰہی میں سے کسی نام پر پہنچتے تو بے خود ہو ہو جاتے۔ ہوش آتی تو پھر پڑھنے لگ جاتے یہاں تک کہ آیت اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاَنْفِقُوْا مِمَّا جَعَلَكُمْ مُّسْتَخْلَفِيْنَ فِيْهِ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ پر پہنچے اور کہا اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ یہ آواز سنتے ہی وہ لوگ جو اندر مکان میں پوشیدہ تھے باہر آ گئے اور جوش مسرت میں نعرۂ تکبیر لگایا۔ اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لائے اور کہا ابن الخطاب تمہیں بشارت ہو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دوشنبہ کے دن دعا کی تھی کہ یا اللہ دو شخصوں میں سے ایک عمر بن ہشام (ابوجہل) یا عمر بن الخطاب سے اسلام کو غلبہ دے اور ہم سمجھتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی دعا تمہارے ہی حق میں تھی۔ لہٰذا ہم سب تمہیں مبارکباد دیتے ہیں۔

جب ان لوگوں کو ان کی صداقت کا یقین ہو گیا وہ ان کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے مسلمان ان سے بخوبی واقف تھے۔ دروازہ کھٹکھٹایا۔ پوچھا کون؟ جواب دیا ابن الخطاب۔ صحابہ نے دروازہ کھولنے میں تامل کیا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دروازہ کھول دو۔ اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہے تو اسے ہدایت فرمائے گا۔ چنانچہ دروازہ کھول دیا گیا اور حاضرین میں سے دو آدمیوں نے آگے بڑھ کر ان کے دونوں بازو پکڑ لیے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب پہنچے تو فرمایا چھوڑ دو۔ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیٹھ گئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا گریبان پکڑ کر انھیں اپنی طرف کھینچا اور فرمایا ابن الخطاب اسلام لاؤ کہا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ۔ اس پر مسلمانوں نے ایسے زور سے تکبیر کہی کہ مکہ معظمہ کے گلی کوچہ میں سنی گئی حالانکہ اس سے پیشتر بھی مسلمان پست آواز میں تکبیر کہا کرتے تھے۔

(کہ سورۂ طٰہٰ کی آیات) کا ذکر بعض سیرت نگار حضرات نے کیا ہے علامہ شبلی مرحوم بھی یہی لکھتے ہیں لیکن صحیح بات وہی ہے جو حضرت قاضی محمد سلیمان منصور پوری نے رحمۃ للعالمین جلد اول ص ۰ پر ارشاد فرمائی ہے کہ حضرت عمرؓ نے سورہ طٰہٰ کی ابتدائی آیات کی تلاوت کی تھی کیونکہ سورہ طٰہٰ مکی ہے اور حضرت عمرؓ کہ مکہ میں ایمان لائے تھے اور مذکورہ آیات سورہ حدید کی ہیں اور یہ سورہ مدنی ہے تو نزول سے پہلے ہی ایمان لانے سے (باقی صفحہ ۵۳ پر)

سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کے قلب میں کیفیات اسلام

اوپر بیان ہو چکا ہے کہ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ حالتِ کفر میں مسلمانوں کی مخالفت اور ایذا رسانی میں اشد شدید تھے چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کے لیے نکلنا۔ نعیم کو قتل کی دھمکی دینا۔ اپنی بہن کو زدوکوب کرنا بیّن شواہد ہیں۔ کہ ان کو اسلام، بانیٔ اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حلقہ بگوشان اسلام سے کس قدر منافرت تھی اب جب کہ ان کا شرح صدر ہُوا تو وہی جذبات اسلام کے لیے ابھرے اور کفار کو گن گن کر ان کا فرانہ کرتوتوں کا جواب دینے لگے۔ اب یہ عالم تھا کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو یہ بھی گوارا نہ تھا کہ کوئی بے یارو مددگار مسلمان تو اسلام کے لیے پٹے اور عمر رضی اللہ عنہ محبوب اسلام کے کوچہ میں ایذا پسندی کی لذت سے بے ذوق و ناآشنا رہے بلکہ یہ چاہتے تھے کہ جن جن مصیبتوں اور دقتوں کو سہہ کر جملہ مسلمان پختہ ہوئے ہیں وہ بھی اسی طرح پختہ ہو جائیں۔ چنانچہ یہ ذوق انہیں پہلے اپنے ماموں کے گھر لے گیا شرفاء قریش میں اس کا شمار تھا۔ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا میں مسلمان ہو گیا ہوں۔ اُس نے تعجب سے کہا ہیں! ایسا نہیں کہا ہاں ہاں۔ اس نے منع کیا اور کہا ایسا مت کرنا۔ کہا میں تو ہو چکا۔ اس نے مکرر کہا دیکھو ایسا نہ کرو اور یہ کہہ کر مکان سے باہر نکال دیا اور دروازہ بند کر لیا۔ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کے دل ایذا طلب کو یہ پسند نہ آیا جوش نے پھر انگیختہ کیا اور کہا کہ یہ تو کچھ نہ ہُوا۔ ایک اور قریشی رئیس کے ہاں پہنچے اس نے بھی ان کو صرف نکال دینے پر کفایت کی۔ یہ یہاں سے بھی پھیکے پھیکے پلٹے اب انہیں ایک شخص ملا اس نے ان کو بتایا کہ اگر تم اپنے اسلام کا اظہار کیا چاہتے ہو تو جمیل بن عمر کے پاس جاؤ اس سے راز نہیں پچتا۔ اس کو چپکے سے جا کر کہہ دینا کہ تم مسلمان ہو گئے ہو وہ شور مچا کر اعلان کر دے گا۔ چنانچہ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ایسا ہی کیا وہ خانہ کعبہ میں آیا پکار کر کہا۔ لوگو عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہ) مسلمان ہو گیا۔ یہ سننا تھا کہ سب نے سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کو مل کر مارنا شروع کیا۔ کفار انہیں مارتے تھے۔ جب ان کے ماموں کو معلوم ہُوا تو انھوں نے آستین چڑھا کر کہا میں اپنے بھانجے کو پناہ دیتا ہوں لوگ ہٹ گئے۔ غیرت عمری کو یہ مداخلت بھی پسند نہ آئی ان کی اخوتِ اسلامی کب گوارا کر سکتی تھی کہ جملہ مسلمان تو کفار کے عذاب و عقاب میں مبتلا ہوں اور وہ ماموں کی پناہ میں مامون و مصئون رہیں۔ ایک روز اپنے ماموں سے کہا میں آپ کی پناہ واپس کرتا ہوں۔ اس نے کہا بھانجے ایسا نہ کرو انھوں نے پھر وہی انکار کیا اس نے کہا بہتر تمہیں اختیار ہے جو چاہو کرو اس کے بعد پھر یہ اسی طرح کفار کو مارتے اور ان سے مار کھاتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کو غالب کر دیا۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۲: قبل ان آیات کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کیسے پڑھ لیا۔ (ریدانی)

ہجرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مجھے کوئی ایسا مہاجر معلوم نہیں جس نے ہجرت خفیہ طور پر نہ کی ہو مگر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ کو علانیہ نکلے جب سفر ہجرت کو نکلے اول بدن پر ہتھیار سجائے۔ تلوار گلے میں حمایل کی، کندھے پر کمان رکھی، تیر سنبھالے اور نیزہ بلند کیے ہوئے کعبہ کی طرف گئے۔ گروہ قریش کعبہ کے گرد موجود تھا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے تمکنت سے سات بار طواف کیا پھر مقام ابراہیم میں آکر اطمینان سے نماز پڑھی۔ پھر ایک ایک دروازہ پر جاکر کہا جو شخص اپنی ماں کو رُلانا اور اپنے بیٹے کو ماتم میں مبتلا کرنا اور اپنی بیوی کو رانڈ بنانا پسند کرتا ہو وہ ہم سے اس وادی کے پار آکر ملے۔ مدینہ منورہ میں پہنچ کر رفاعہ بن المنذر کے ہاں قیام کیا۔ لوگوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت دریافت کیا کہ عنقریب تشریف لا رہے ہیں۔

شرکت غزوات تمام غزوات میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب رہے اور ثابت قدم رہے۔ جنگ احد میں ابو سفیان سے گفتگو انہیں نے کی تھی اور جنگ بدر کے قیدیوں کے قتل کی رائے ان ہی نے دی تھی[1]۔

خدمات

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمات میں سے اول خدمت یہ ہے کہ:

قرآن مجید قرآن مجید اگرچہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے حکم سے اور انہیں کے عہد میں جمع کیا گیا مگر بہ تجویز سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی تھی اور انہیں کے اصرار سے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حکم صادر فرمایا تھا۔

حدیث سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے محدثین کے لیے ورود شک پر نقل حدیث میں ثبت روایت کی سنت کو قائم فرمایا ایک دن سیدنا ابو موسیٰ اشعری نے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب کوئی تم میں سے تین بار سلام کرے اور اسے جواب نہ ملے تو اسے لوٹ جانا چاہیے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اس پر گواہ طلب فرمایا چنانچہ سیدنا

۱؎ اسد الغابہ ذکر عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ

ابو سعید خدری نے گواہی دی[1]۔

اعلائے کلمہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے قبول اسلام پر مسلمانوں نے تکبیر بلند کی۔ یہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی ہی خصوصیت ہے۔ پھر سیدنا فاروق رضی اللہ عنہ کی فاروقیت کا کمال ہے کہ اسلام کا کتنی جرأت کے ساتھ کفار قریش میں اس کا اعلان کیا۔

نماز ماہ رمضان المبارک میں نماز تراویح کی جماعت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے قائم فرمائی۔ چنانچہ سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کا قول ہے کہ خدا عمر رضی اللہ عنہ کی قبر کو روشن کرے کہ انھوں نے ہماری مساجد کو روشن کیا۔

اذان اذان کے کلمات بھی سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی تجویز سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جاری فرمائے تھے۔

زکوٰۃ: زکوٰۃ کی آمدنی کے اندراج کی غرض سے بیت المال قائم فرمایا۔

حج سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف سے آپ ہی امیر الحاج مقرر ہوا کرتے تھے اور اپنے زمانہ خلافت میں بنفس نفیس امیر الحاج ہوا کرتے تھے۔

جہاد اور جنگی خدمات سیدنا عمر رضی اللہ عنہ جیسا کہ ہم قبل ازیں تحریر کر آئے ہیں عہد نبوت میں تمام غزوات میں شامل رہے ہے۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد میں فتوحات کی جو داغ بیل پڑی تھی ان کی تکمیل ان ہی کے عہد میں ہوئی۔ چنانچہ شام و فلسطین کی مہمات ان ہی کے عہد میں سرانجام ہوئیں اور پھر عراق، فارس اور دیار مصر کی فتوحات انہیں کے زمانہ خلافت اور حسن سیاست کی زریں یادگاریں تھیں جن کی آزادی و حیات آج ہم اپنی سہل انگاری و عیش پسندی، زیاں کاری و تفرقہ بندی کے طفیل کھو بیٹھے ہیں۔

جزئی اصلاحات اور دیگر خدمات اب ہم ذیل میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی جزئی اصلاحات اور مزید خدمات کا مختصر ذکر کرتے ہیں جو ان کے فضایل و مناقب کو تاریخی روشنی کی حقیقت نمائی میں اور نمایاں کرتی ہیں:

فوجی دفتر کی ترتیب، رضاکاروں کے وظائف کا تقرر اور دفاتر دیوانی کی آئین بندی اور نظارت عدل

۱؎ تذکرۃ الحفاظ ذہبی و ادب المفرد للبخاری

والنصاف کی تنظیم انہیں کے ذہن وعمل کے نتائج ہیں انہوں نے ہی بندوبست اراضی کا طریق جاری کیا شادابی ملک اور ترقی زراعت کے لیے نہریں کھدوائیں۔

کوفہ، بصرہ، فسطاط، موصل اور جزیرہ وغیرہ شہر آباد کیے۔

ممالک مفتوحہ کو ولایات اور صوبہ جات میں تقسیم فرمایا دریا کی پیداوار مثل عنبر وغیرہ پر محصول لگایا اور ان کی تحصیل کے لیے محصل مقرر کیے۔ عشور کا عملہ مقرر کیا۔ جیل خانے قائم کیے اور محکمہ پولیس قائم فرمایا۔ مناسب مقامات پر فوجی چھاؤنیاں بنائیں اور مملکت کے اخبار و حالات معلوم کرنے کے لیے پرچہ نویس مقرر فرمائے۔ مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ تک سفر کرنے والوں کے لیے روزینے مقرر کیے۔ مختلف شہروں میں مہمان خانے تعمیر کرائے، مفلوک الحال اہل کتاب کے روزینے مقرر فرمائے۔ تعلیم دین کے لیے قرّاء اور معلّمین کا تقرر کیا۔ مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ تک ہر منزل پر چوکیاں بنوائیں اور چشمے جاری کرائے۔ غرض امر خلافت اور اس کے جملہ شعوب کو بکمال وخوبی ایسا مرتب فرمایا کہ آیندہ آنے والے جانشینوں کو اس سے بہتر اور عمدہ انتظام کر سکنے سے عاجز و قاصر کر دیا۔[1]

چنانچہ کتب تاریخ و سیر اس امر پر شاہد ہیں کہ ان تیرہ صدیوں میں فاروقی نظام حکومت سے احسن اور عمدہ تر نظام بلا استثناء فرد واحد مدبر ترین حکمرانوں کو مرتب کرنا ناممکن ہی ثابت ہوا۔

وفات

۲۶ ذی الحجہ ۲۳ھ کی صبح کو مسجد نبوی میں آپ نماز فجر کی جماعت کرا رہے تھے کہ فیروز نامی مجوسی المذہب غلام نے دو دھارے خنجر سے زخمی کیا۔ اور یکم محرم ۲۴ھ کو انتقال فرمایا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلوئے مبارک میں دفن کیے گئے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ سیدنا صہیب رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی۔

وفات سے پیشتر فرمایا دیکھو جب میں مر جاؤں تو میری آنکھیں بند کر دینا اور مجھے متوسط درجہ کا کفن دینا اگر اللہ کے ہاں میری کچھ بھلائی ہے تو مجھے اس سے بہتر لباس مرحمت فرمائے گا۔ اگر اس کے سوا کچھ اور سلوک ہوا تو یہ بھی چھن جائے گا۔

اسی حالت میں یہ بھی ارشاد فرمایا: واللہ اگر مجھے تمام روئے زمین کی چیزیں مل جائیں تو میں اس ہولناک منظر پر جو پیش آنے والا ہے قربان کر دوں۔

[1] ماخوذ از الفاروق مصنفہ مولانا شبلی نعمانی مرحوم و شہر الخلفا سبیل الاسلام جز ثانی من المجلد الاول مصنفہ علامہ رفیق بک العظم المصری

ابن عباسؓ بولے مجھے امید ہے کہ آپ کو کسی وحشت ناک منظر کا سامنا نہ ہوگا سوائے اس کے جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا۔ الخ

جہاں تک مجھے علم ہے آپ امیر المومنین، امین المومنین اور سید المومنین ہیں۔ آپ کتاب اللہ کے موافق فیصلہ فرماتے اور تقسیم میں انصاف کا خیال رکھتے تھے۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو یہ الفاظ سن کر تسکین سی ہوئی اور اٹھ کر سیدھے بیٹھ گئے اور فرمانے لگے۔ کیا تم اس کی گواہی دیتے ہو۔ ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ میں نے بوثوق کہا تو سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے میرے شانے پر ہاتھ پھیر کر فرمایا گواہ رہنا میں نے کہا ہاں ضرور۔

سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے آپ کے جنازہ پر فرمایا۔ عمر رضی اللہ عنہ! آپ نے اپنے بعد کوئی ایسا نہیں چھوڑا کہ اس جیسے نامۂ اعمال کی میں خواہش کر سکوں۔ بے شک میں نے اکثر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میں اور ابوبکر و عمر نکلے۔ اور میں اور ابوبکر و عمر آئے۔ اور میں اور ابوبکر و عمر نے یہ کیا۔ یعنی ہر کام میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپ دونوں کو اپنے ساتھ ضرور شریک فرماتے تھے۔ مجھے پہلے سے یقین تھا کہ اللہ آپ کو ان دونوں کے پاس جگہ دے گا۔[1]

اکثر صحابہ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے رنج وفات کو اشعار میں ظاہر کیا ہے۔ سیدنا فاروق رضی اللہ عنہ کی بیوی سیدہ عاتکہ بنت زید بن عمرو بن نفیل فرماتی ہیں:

اشعار

عین جودی بعبرۃ ونحیب — ولا تملی علی الامام النجیب
اے آنکھ آنسو بہا جس کے ساتھ فریاد ہو — اور امام برگزیدہ کے لیے رونے میں تاخیر نہ کرو
فجعتنی المنون بالفارس المعلم — یوم الھیاج والتلبیب
اے شخص تو نے مجھے اس کے غم کی خبر سنائی — جس کی تلوار چمکتی تھی جو میدان کارزار کا معلم تھا
عصمۃ الناس والمعین علی الدھر — وغیث الملھوف والمکروب
وہ لوگوں کی جائے پناہ اور مصائب دہر میں ان کی مدد کرنے والے وہ آفت رسیدوں اور مصیبت زدوں کی

[1] بخاری شریف جلد دوم مناقب عمر بن الخطاب ص ۵۲۰

فریاد رسی کرنے والے تھے۔

سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

ثَلٰثَةٌ بَرَزُوْا بِفَضْلِهِمْ نَضَّرَهُمْ رَبُّهُمْ اِذَا نُشِرُوْا

تین بزرگ فضائل کے ساتھ ظاہر ہوئے جبکہ ان کو پروردگار نے تروتازہ کیا (یعنی جب وہ ظاہر ہوئے)

فَلَيْسَ مِنْ مُّؤْمِنٍ لَّهٗ بَصَرٌ يُنْكِرُ تَفْضِيْلَهُمْ اِذَا ذُكِرُوْا

پس کوئی ایسا مومن نہیں جس کو بصیرت ملی ہو کہ جب ان کے فضائل کا ذکر کیا جائے تو وہ ان کا انکار کرے

عَاشُوْا بِلَا فُرْقَةٍ ثَلٰثَتُهُمْ وَاجْتَمَعُوْا فِي الْمَمَاتِ اِذْ قُبِرُوْا

وہ تینوں زندگی میں بھی جدا نہیں ہوئے اور موت کے بعد قبر میں پھر اکٹھے ہوگئے

اخلاق فاروقی

امام ابن الاثیر جزری فرماتے ہیں۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ تمام لوگوں پر عطایا و بخشش فرماتے اور اپنے تئیں بیت المال کا اجیر سا خیال فرماتے اور اپنے نفس کو کسی مسلمان پر ذرا بھی فوقیت نہ دیتے۔

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ اور سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کا قول ہے جو کوئی امین قوی کو دیکھنا چاہے وہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو دیکھ لے۔

سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا باطن ان کے ظاہر سے بہتر ہے ہم میں سے ان کی مثل کوئی بھی نہیں۔

سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو قیامت تک آئندہ سلاطین کے لیے حجت بنایا ہے خدا کی قسم وہ دونوں سبقت لے گئے اور اپنے بعد والوں کو سخت مشکل میں چھوڑ گئے۔ ان کی یاد امت کو مغموم اور حکام کو مطعون کرتی ہے۔

سیدنا طلحہ اور سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہما کا قول ہے کہ بخدا عمر (رضی اللہ عنہ) سے ہم اسلام لانے میں مقدم تھے اور ہجرت میں بھی۔ لیکن وہ دنیا میں ہم سے زاہد تھے اور امور آخرت میں ہم سب سے زیادہ راغب تھے۔

ابو عثمان نہدی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ انھوں نے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی چادر میں چمڑے کا پیوند لگا ہوا دیکھا۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دونوں شانوں کے درمیان کرتے میں چار پیوند لگے ہوئے تھے۔ عتبہ بن ابی فرقد رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ میں نے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا کھانا دیکھا۔ روٹی کے ساتھ زیتون تھا ایسا بدمزہ کہ میں ایک لقمہ نگل نہ سکا۔ میں نے کہا۔ امیرالمومنین آپ کے پاس مائدہ نہیں ہے۔ فرمایا۔ کیا اور سب مسلمانوں کے لیے ہو سکتا ہے۔ عرض کیا نہیں۔ فرمایا عتبہ تم پر افسوس ہے کیا میں دنیاوی زندگی میں لذیذ کھانا کھاؤں؟

ایام خلافت میں لوگوں کے گھر جا کر ان کا کاروبار کر آتے۔ رات کو گشت کر کے رعایا کی تکلیف و شکایات معلوم کیا کرتے۔

سیدنا ابن عمر کہتے ہیں کہ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ آپ کو غصہ آیا ہو اور کسی نے خدا کا ذکر کیا یا خوف خدا دلایا یا قرآن شریف کی کوئی آیت پڑھ دی ہو اور آپ کا غصہ فرو نہ ہو۔[1]

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ارشادات

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ کا قول ہے۔ اگر صبر و شکر دو (۲) سواریاں ہوتیں تو میں پرواہ نہ کرتا کہ کس پر سوار ہوں۔[2]

۲۔ فرمایا جو شخص راز چھپاتا ہے اس کا راز اس کے ہاتھ میں ہے۔

۳۔ فرمایا لوگوں کی فکر میں اپنے تئیں نہ بھول جاؤ۔

۴۔ مجھے سائل کے سوال سے اس کی عقل کا اندازہ ہو جاتا ہے۔

۵۔ دنیا تھوڑی سی لو تب آزادانہ بسر کر سکو گے۔

۶۔ آدمی کے نماز روزہ پر نہ جاؤ بلکہ اس کی درست معاملگی اور عقل کو دیکھو۔

۷۔ علم، عقل کی زیادتی پر موقوف نہیں۔

[1] یہ تمام روایات اسد الغابہ سے ماخوذ ہیں

[2] عدۃ الصابرین و ذخیرۃ الشاکرین لابن قیم رحمۃ اللہ علیہ

۸- اشعارِ عرب، بلند اخلاق، صحتِ لغات اور انساب کی طرف رہنمائی کرتے ہیں۔

۹- توبہ کی تکلیف سے گناہ کا ترک کر دینا زیادہ سہل ہے۔

۱۰- دولت سر اونچا کیے بغیر نہیں رہتی۔

۱۱- جو شخص برائی سے آگاہ نہیں وہ ضرور اس میں گرفتار ہوگا۔

۱۲- آج کا کام کل پر نہ اٹھا رکھو۔

۱۳- جو چیز پیچھے ہٹی پھر آگے نہیں بڑھتی۔

۱۴- کسی کی شہرت کا آوازہ سن کر دھوکا نہ کھاؤ۔[1]

۱۵- فرمایا۔ حکومت کے لیے ایسی شدت کی ضرورت ہے جس میں جبر نہ ہو اور ایسی نرمی کی جس میں سستی نہ ہو۔[2]

دعائیں

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی دعائیں:

۱- اَللّٰھُمَّ تَوَفَّنِیْ مَعَ الْاَبْرَارِ وَلَا تُخَلِّفْنِیْ فِی الْاَشْرَارِ وَاَلْحِقْنِیْ بِالْاَخْیَارِ۔[3]

اے خدا مجھے نیکوکار لوگوں کے ساتھ وفات دے اور مجھے بروں کے ساتھ نہ چھوڑ اور نیک بندوں کے ساتھ میرا الحاق فرما۔

۲- اَللّٰھُمَّ کَبُرَتْ سِنِّیْ وَضَعُفَتْ قُوَّتِیْ وَانْتَشَرَتْ رَعِیَّتِیْ فَاقْبِضْنِیْ اِلَیْكَ غَیْرَ مُضَیِّعٍ وَلَا مُفَرِّطٍ۔

الٰہی اب میں عمر رسیدہ ہو گیا ہوں اور میری قوّت کمزور ہو گئی ہے اور رعیت میں انتشار ہو گیا ہے پس قبل اس کے کہ میں ضائع ہوں یا میری عقل میں فتور آئے مجھے اپنی طرف کھینچ لے۔

۳- اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ شَھَادَةً فِیْ سَبِیْلِكَ

یا اللہ مجھے اپنی راہ میں شہادت نصیب فرما اور

[1] ماخوذ از الفاروق علامہ شبلی مرحوم۔

[2] تاریخ الخلفاء سیوطیؒ

[3] ادب المفرد للبخاریؒ

وَاجْعَلْ مَوْتِیْ فِیْ بَلَدِ رَسُوْلِكَ

اور اپنے رسول (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے شہر میں موت دیجیو۔

فضائل ومناقب

احادیث

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(۱) وَلَقَدْ کَانَ فِیْمَا قَبْلَکُمْ مِّنَ الْاُمَمِ مُحَدَّثُوْنَ فَاِنْ یَّكُ فِیْ اُمَّتِیْ اَحَدٌ فَاِنَّهٗ عُمَرُ۔[1]

تم سے پہلی امتوں میں محدَّث[2] ہوا کرتے تھے سو میری امت میں اگر کوئی محدَّث ہے تو وہ عمر رضی اللہ عنہ ہے۔

(۲) سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک دن سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ مَا لَقِیَكَ الشَّیْطَانُ سَالِكًا فَجًّا قَطُّ اِلَّا سَلَكَ فَجًّا غَیْرَ فَجِّكَ۔[3]

خدا کی قسم تمہارے راستہ میں شیطان ہرگز نہ چلیگا بلکہ وہ دوسرا راستہ اختیار کرے گا۔

(۳) فرمایا:

رَاَیْتُ قَصْرًا بِفِنَائِهٖ جَارِیَةٌ فَقُلْتُ لِمَنْ هٰذَا فَقَالُوْا لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَاَرَدْتُّ اَنْ اَدْخُلَهٗ فَاَنْظُرَ اِلَیْهِ فَذَکَرْتُ غَیْرَتَكَ فَقَالَ عُمَرُ بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَعَلَیْكَ اَغَارُ۔[4]

میں نے جنت میں ایک محل دیکھا اس کے صحن میں ایک حبشیہ عورت تھی میں نے اس میں داخل ہونے کا ارادہ کیا۔ پھر مجھے تمہاری غیرت یاد آ گئی۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ماں باپ حضور پر قربان۔ میں اور آپ پر غیرت کروں۔

(۴) فرمایا:

[1] مشکوٰۃ متفق علیہ عن ابی سعید خدریؓ

[2] محدَّث اسے کہتے ہیں جس سے فرشتے بات چیت کریں۔

[3] مشکوٰۃ متفق علیہ عن ابی عمرہ

[4] مشکوٰۃ متفق علیہ

بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُ النَّاسَ يُعْرَضُونَ عَلَيَّ وَعَلَيْهِمْ قُمُصٌ مِنْهَا مَا يَبْلُغُ الثُّدِيَّ وَمِنْهَا مَا دُوْنَ ذٰلِكَ وَعُرِضَ عَلَيَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَعَلَيْهِ قَمِيْصٌ يَجُرُّهُ قَالُوْا فَمَا أَوَّلْتَ ذٰلِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الدِّيْنَ[1]

میں نے خواب میں دیکھا کہ لوگ میرے سامنے پیش کیے گئے وہ قمیص پہنے ہوئے تھے۔ ان میں سے بعض کی قمیصیں سینے سے زیادہ لمبی تھیں اور عمر رضی اللہ عنہ میرے سامنے پیش ہوئے ان کی قمیص زمین تک پہنچی ہوئی تھی پوچھا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اس کی کیا تعبیر فرمائی۔ فرمایا "دین"

۵۔ فرمایا:

بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ أُتِيْتُ بِقَدَحِ لَبَنٍ فَشَرِبْتُ حَتّٰى إِنِّيْ لَأَرَى الرِّيَّ يَخْرُجُ فِيْ أَظْفَارِيْ ثُمَّ أَعْطَيْتُ فَضْلِيْ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالُوْا فَمَا أَوَّلْتَهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الْعِلْمَ[2]

میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے سامنے دودھ کا پیالہ لایا گیا میں نے اسے پیا حتیٰ کہ اس کی تازگی میرے ناخنوں تک پہنچ گئی پھر میں نے اس کا بقیہ عمر رضی اللہ عنہ کو دے دیا۔ لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم حضور نے اس کی کیا تعبیر فرمائی فرمایا "علم"

۶۔ فرمایا:

بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِيْ عَلٰى قَلِيْبٍ عَلَيْهَا دَلْوٌ فَنَزَعْتُ مِنْهَا مَا شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ أَخَذَهَا ابْنُ أَبِيْ قُحَافَةَ فَنَزَعَ مِنْهَا ذَنُوْبًا أَوْ ذَنُوْبَيْنِ وَفِيْ نَزْعِهِ ضُعْفٌ وَاللّٰهُ يَغْفِرُ لَهُ ضُعْفَهُ ثُمَّ اسْتَحَالَتْ غَرْبًا فَأَخَذَهَا ابْنُ الْخَطَّابِ فَلَمْ أَرَ عَبْقَرِيًّا مِنَ النَّاسِ يَنْزِعُ نَزْعَ عُمَرَ حَتّٰى ضَرَبَ النَّاسُ بِعَطَنٍ[3]

میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک چاہ پر کھڑا ہوں اس پر ایک ڈول پڑا ہے میں نے اس سے ڈول نکالے جتنے خدا کی منشا تھی پھر وہ ڈول ابوبکر نے لے لیا پھر اس نے بھی اس سے ایک یا دو ڈول آہستہ آہستہ نکالے۔ خدا نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اس کمزوری کو معاف کر دیا پھر وہ ڈول بڑا چرسا بن گیا اور عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اسے جا تھاما۔ میں نے کوئی ایسا عجیب شخص نہیں دیکھا

[1-2] مشکوٰۃ متفق علیہ

[3] مشکوٰۃ متفق علیہ عن ابی ہریرہؓ

جو عمر رضی اللہ عنہ کی طرح پورا کھینچتا ہو حتی کہ اس نے سب ہی کو سیراب کر دیا۔

آثار صحابہ وتابعینؒ

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا قول ہے:

مَا عَلٰى ظَهْرِ الْأَرْضِ رَجُلٌ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ عُمَرَ

روئے زمین پر مجھے عمر رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر کوئی شخص پیارا نہیں۔

سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کا قول ہے کہ صالحین کا ذکر کیا جائے تو عمر رضی اللہ عنہ کو نہ بھولو کیونکہ عمر رضی اللہ عنہ کی زبان پر سکینہ بولتا ہے۔

سیدنا عبد اللہ بن مسعود کا قول ہے اگر دنیا کا علم ترازو کے ایک پلڑے میں اور عمر رضی اللہ عنہ کا علم دوسرے پلڑے میں رکھا جائے تو عمر رضی اللہ عنہ کا پلڑا وزنی ہو گا۔

سیدنا حذیفہ کا قول ہے کہ دنیا بھر کا علم عمر رضی اللہ عنہ کی گود میں پڑا ہے۔ نیز انہیں کا قول ہے میں سوائے عمر رضی اللہ عنہ کے کسی کو نہیں جانتا کہ اس نے راہ خدا میں ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ نہ کی ہو۔

سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کا قول ہے:

مُلِئَ عَزْمًا وَحَزْمًا وَعِلْمًا وَنَجْدَةً

(عمر فاروق رضی اللہ عنہ) پختگی رائے۔ زیرکی اور علم و دلیری سے پُر ہیں۔

سیدنا عبد اللہ بن مسعود کا قول ہے جب صالحین کا ذکر ہو تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو ضرور یاد کیا کرو کیونکہ وہ ہم میں سب سے زیادہ عالم و فقیہ ہیں۔

مجاہدؒ کا قول ہے کہ اکثر یہ چرچا رہا کرتا کہ خلافت عمر رضی اللہ عنہ میں شیاطین قید تھے اور آپ کے انتقال کے بعد آزاد ہو گئے۔[1]

---

[1] ماخوذ از تاریخ الخلفاء سیوطیؒ

جامع مناقب شیخین رضؓ

احادیث

شیخین کے ایمان پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اعتماد

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

بَيْنَمَا رَجُلٌ يَسُوقُ بَقَرَةً فَرَكِبَهَا فَقَالَتْ إِنَّا لَمْ نُخْلَقْ لِهٰذَا إِنَّمَا خُلِقْنَا لِلْحِرَاثَةِ الْاَرْضِ فَقَالَ النَّاسُ سُبْحَانَ اللّٰهِ بَقَرَةٌ تَكَلَّمُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِنِّیْ اُوْمِنُ بِهٖ اَنَا وَاَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ وَمَا هُمَا ثَمَّ۔[1]

ایک شخص بیل ہانکے جا رہا تھا اس پر کچھ سامان لادے ہوئے تھا۔ وہ بیل بولا میں اس لیے نہیں پیدا کیا گیا بلکہ ہمیں کھیتی کے لیے پیدا کیا گیا ہے۔ اس پر کسی نے کہا سبحان اللہ بیل نے کلام کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں، ابوبکر و عمر اس پہ ایمان رکھتے ہیں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کے وقت شیخین موجود بھی نہ تھے۔

(۲) فرمایا: بَيْنَمَا رَجُلٌ فِيْ غَنَمٍ لَّهٗ اِذْ عَدَا الذِّئْبُ عَلٰى شَاةٍ مِّنْهَا فَاَخَذَهَا فَاَدْرَكَهَا صَاحِبُهَا فَاسْتَنْقَذَهَا فَقَالَ لَهُ الذِّئْبُ فَمَنْ لَّهَا يَوْمَ السَّبُعِ يَوْمَ لَا رَاعِيَ لَهَا غَيْرِيْ فَقَالَ النَّاسُ سُبْحَانَ اللّٰهِ ذِئْبٌ يَتَكَلَّمُ فَقَالَ اُوْمِنُ بِهٖ اَنَا وَاَبُوْبَكْرٍ وَّعُمَرُ وَمَا هُمَا ثَمَّ۔[2]

ایک چرواہا بکریاں چرا رہا تھا۔ بھیڑیئے نے بکریوں پر حملہ کیا۔ چرواہے نے اس کا پیچھا کیا اور اسے پالیا اس پر بھیڑیئے نے کہا یوم السبع کو کون ہوگا اس دن بکریوں کا کوئی چرواہا نہ ہوگا سوائے میرے لوگوں نے کہا سبحان اللہ بھیڑیئے نے کلام کیا اس پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس بات پر میں اور ابوبکر و عمرؓ ایمان رکھتے ہیں۔

ؔ[1] مشکوٰۃ بحوالہ صحیحین

[2] مشکوٰۃ متفق علیہ باب مناقب ابوبکر و عمرؓ

سیدنا ابو سعید خدری رضؓ سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ اَهْلَ الْجَنَّةِ لَيَتَرَاءَوْنَ اَهْلَ عِلِّيِّيْنَ كَمَا تَرَوْنَ الْكَوْكَبَ فِيْ اُفُقِ السَّمَآءِ وَاِنَّ اَبَابَكْرٍ وَّعُمَرَ مِنْهُمَا وَاَنْعَمَا۔[1]

بے شک اہل جنت عالی درجہ لوگوں کو ایسے ہی دیکھیں گے جیسا کہ تم افق آسمان پر ستاروں کو چمکتے ہوئے دیکھتے ہو اور بے شک ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما ان میں سے ہیں اور وہ دونوں ہی صاحب منزلت ہیں

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

بَيْنَا رَاْسُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَجْرِيْ فِيْ لَيْلَةٍ ضَاحِيَةٍ اِذْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ يَكُوْنُ لِاَحَدٍ مِّنَ الْحَسَنَاتِ عَدَدَ نُجُوْمِ السَّمَاءِ قَالَ نَعَمْ عُمَرُ فَقُلْتُ اَيْنَ حَسَنَاتُ اَبِيْ بَكْرٍ قَالَ اِنَّمَا جَمِيْعُ حَسَنَاتِ عُمَرَ كَحَسَنَةٍ وَّاحِدَةٍ مِّنْ حَسَنَاتِ اَبِيْ بَكْرٍ۔[2]

ایک چاندنی رات میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا سر میری گود میں تھا تو میں نے کہا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کسی کی نیکیاں آسمان کے ستاروں جتنی بھی ہوں گی فرمایا ہاں عمر رضی اللہ عنہ کی۔ میں نے عرض کی ابوبکر رضی اللہ عنہ کی نیکیاں کہاں گئیں۔ فرمایا عمر رضی اللہ عنہ کی تمام نیکیاں ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ایک نیکی کے برابر ہیں۔

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِقْتَدُوْا بِالَّذِيْنَ مِنْ بَعْدِيْ اَبِيْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ۔[3]

میرے بعد ان دو شخصوں کا اقتدار کرنا، ابوبکر کا اور عمر کا رضی اللہ عنہما

آثارِ صحابہ رضؓ

سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کا قول ہے:

خَيْرُ النَّاسِ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبُوْبَكْرٍ وَّعُمَرُ لَا يَجْتَمِعُ حُبِّيْ وَبُغْضُ اَبِيْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ فِيْ قَلْبِ مُؤْمِنٍ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے بہتر ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما ہیں کسی مومن کے دل میں میری محبت کے ساتھ ان کا بغض جمع نہیں ہوسکتا۔

[1] مشکوٰۃ باب ابی بکر و عمرؓ بحوالہ شرح السنۃ

[2] مشکوٰۃ باب مناقب ابی بکر و عمرؓ بحوالہ رزین

[3] تاریخ الخلفاء سیوطی رحمۃ اللہ علیہ ورواہ الترمذی کذا فی المشکوٰۃ باب مناقب ابی بکرؓ و عمرؓ ص ۵۶۰

سیّدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کا قول ہے:

اَمَّا اَبُوْبَکْرٍ فَلَمْ یُرِدِ الدُّنْیَا وَلَمْ تُرِدْہُ وَاَمَّا عُمَرُ فَاَرَادَتْہُ الدُّنْیَا وَلَمْ یُرِدْھَا۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نہ دنیا کو چاہا اور نہ دنیا کو ان کی خواہش ہوئی عمر رضی اللہ عنہ کی طلب دنیا نے تو کی مگر انھوں نے کبھی دنیا کی طلب نہیں کی۔

اقوالِ تابعین

امام سفیان ثوری کا قول ہے:

مَنْ زَعَمَ اَنَّ عَلِیًّا کَانَ اَحَقُّ بِالْوِلَایَۃِ مِنْ اَبِیْ بَکْرٍ وَّ عُمَرَ فَقَدْ خَطَّاَ اَبَابَکْرٍ وَّ عُمَرَ وَالْمُھَاجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارَ۔

جس نے یہ گمان کیا کہ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما سے علی کرم اللہ وجہہ سے زیادہ حق دار خلافت تھے تو بے شک اُس نے ابوبکرؓ و عمرؓ اور مہاجرین و انصار سب کو خطاوار ٹھہرایا۔

امام جعفر صادق علیہ السلام کا قول ہے:

اَنَا بَرِیْٓءٌ مِّمَّنْ ذَکَرَ اَبَابَکْرٍ وَّ عُمَرَ اِلَّا بِخَیْرٍ

میں اُس شخص سے بیزار ہوں جو ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو نیکی سے یاد نہ کرے۔

امام شریک رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے: لَیْسَ یُقَدِّمُ عَلِیًّا عَلٰی اَبِیْ بَکْرٍ وَّ عُمَرَ اَحَدٌ فِیْہِ خَیْرٌ[1]۔ کوئی نیک شخص علیؓ کو ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما پر مقدم نہ کرے گا۔

سیّدنا عثمان بن عفّان رضی اللہ عنہ

نام و نسب

سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے والد عفّان بن ابی العاص بن اُمیّہ بن عبدشمس اور والدہ اروی بنت کریز بن ربیعہ بن حبیب بن عبدشمس ہیں۔ عبدشمس، عبدمناف کے فرزند ہیں جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا عبدالمطلب کے والد ہیں۔

---

[1] یہ تمام اقوال تاریخ الخلفاء سیوطی سے منقول ہیں۔

سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی نانی ام حکیم بیضاء بنت عبدالمطلب ہیں جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی پھوپھی ہیں۔ سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو عبداللہ اور ابو عمرو ہے۔ ذوالنورین لقب اور امیرالمومنین خطاب تھا۔

شخصیت

عشرہ مبشرہ کے نامور رکن، تیسرے خلیفہ راشد ہیں۔ ان کی خلافت خلیفہ پیشرو کی نامزدگی، عشرہ مبشرہ میں سے باقی ۶ کے انتخاب اور جملہ مہاجرین و انصار کے اتفاق کلی کی پیش کردہ خلعت تھی۔ سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے معتمد دوستوں میں سے تھے۔ سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی کی دعوت سے اسلام لائے اور قبولیت اسلام میں یہ چوتھے مسلمان ہیں۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی لڑکی سیّدہ رقیہؓ کا نکاح ان سے کر دیا تھا۔ ان کے بطن سے سیّدنا عبداللہ بن عثمان پیدا ہوئے۔ سیّدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کے انتقال کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نکاح اپنی دوسری صاحبزادی امّ کلثوم رضی اللہ عنہا سے فرما دیا تھا۔

حالات

دو بار ہجرت حبشہ کی۔ پھر حبشہ سے مدینہ کو ہجرت فرمائی۔ سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد خلیفہ ہوئے ۱۲ سال تک امور خلافت انجام دیتے رہے۔ ایامِ تشریق ۳۵ھ ہجری میں بعمر ۸۲ سال باغیانِ مصر کے ظالم ہاتھوں سے شہید ہوئے۔ بعض نے آپ کی عمر ۸۶ سال اور بعض نے ۹۰ سال بھی بیان کی ہے۔

خدمات

سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں فتوحات بہت وسعت سے ہوئیں۔ چنانچہ مشرق میں خراسان، ماوراء النہر، ترکستان، سندھ اور کابل۔ اور مغرب میں اسکندریہ، مراکش، تونس، طرابلس الغرب، سلطنت اسلامیہ میں داخل ہوئے۔ مسلمانوں میں بحری لڑائی سب سے پہلے سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں ہوئی۔ اس معرکہ میں ہرقل کا بحری بیڑہ تباہ ہوا۔ اور پرچم اسلامی بہت سے آباد جزائر پر لہرانے لگا۔ جزائر قبرص، کریٹ و مالٹا وغیرہ کی فتوحات انہی کے منتخب کردہ عمّال و امراء کی شجاعت و قابلیت کے نتائج و ثمرات تھے۔ سب سے پہلے آپ ہی نے لوگوں کی جاگیرات مقرر کیں۔ جانوروں کے لیے چراگاہیں چھوڑیں۔ تکبیر میں آواز دھیمی کی مسجد میں خوشبو جلوائی۔ جمعہ میں اذان اوّل کا اضافہ کیا۔ مؤذنین کے روزینے مقرر کیے۔

سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ ہی نے تمام مسلمانوں کو ایک قرأت پر متفق کیا۔ کبوتربازوں اور غلیل اندازوں پر ایک حاکم مامور کیا جن کا کام کبوتروں کو قینچ کرنا اور غلیل کا توڑنا تھا۔ یہ تمام امور آپ کی اوّلیات میں شمار کیے جاتے ہیں اور جیسا کہ ہم ذکر کر چکے ہیں سب سے اول ہجرت بھی آپ ہی نے فرمائی۔[1]

---

[1] رحمۃ للعالمین جلد دوم حاشیہ صفحہ ۹۹ بحوالہ الاستیعاب

۲۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی ایک لڑکی کا نکاح مجھ سے کر دیا پھر دوسری میرے نکاح میں دے دی۔

۳۔ میں نے کبھی راگ نہیں گایا۔

۴۔ میں نے کبھی برائی کی خواہش نہیں کی۔

۵۔ جب سے میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی ہے اپنا دایاں ہاتھ شرمگاہ کو نہیں لگایا۔

۶۔ میں ہر جمعہ کو ایک غلام آزاد کرتا ہوں۔

۷۔ اگر کسی جمعہ کو میرے پاس غلام نہیں ہوا تو اس کی قضا ادا کی۔

۸۔ کبھی زمانہ جاہلیت یا اسلام میں زنا نہیں کیا۔

۹۔ کبھی زمانہ جاہلیت یا اسلام میں چوری نہیں کی۔

۱۰۔ اور میں نے قرآن شریف کو عہد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موافق جمع کیا۔

سیدنا مغیرہ بن شعبہ کی ملاقات اور اُن کا مشورہ اور امیر المومنین رضی اللہ عنہ کا جواب

سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے ایام محاصرہ میں ایک دن آپ کی خدمت مبارک میں حاضر ہو کر عرض کی کہ افسوس آپ پر خلیفہ ہو کر یہ مصیبت آئی ہوئی ہے۔ اب میں کچھ باتیں کہتا ہوں۔ آپ ان میں سے ایک بات کیجیے (۱) باغی لوگوں سے قتال کیجیے۔ آپ کے مددگار بہت ہیں۔ آپ حق پر ہیں۔ اور آپ کے مخالفین باطل پر ہیں (۲) نہیں تو کسی دروازہ سے نکل کر مکہ معظمہ کی راہ لیجیے۔ وہاں آپ کو بوجہ حرم لوگ کوئی ضرر نہ پہنچا سکیں گے (۳) ورنہ شام کو تشریف لے جائیے وہاں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ وہ آپ کی مدد کریں گے۔

امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ میں لڑائی کے لیے نہ نکلوں گا۔ یہ ہرگز نہ ہوگا کہ میں خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہو کر مسلمانوں کا کشت و خون کراؤں۔ مکہ معظمہ جانا بھی مجھے پسند نہیں کیونکہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے:

يُلْحِدُ رَجُلٌ مِّنْ قُرَيْشٍ بِمَكَّةَ يَكُونُ عَلَيْهِ نِصْفُ عَذَابِ الْعَالَمِ فَلَنْ أَكُونَ أَنَا۔

قریش کا ایک شخص مکہ معظمہ میں فساد برپا کرے گا اس پر نصف عالم کا عذاب ہوگا۔ پس میں اس کا مورد بننا نہیں چاہتا۔

اور میں شام بھی جانا نہیں چاہتا۔ کیونکہ میں اپنے دار الہجرت اور ہمسائیگی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کی مفارقت نہ کروں گا۔

ثمامہ بن حزن القشیری سے روایت ہے امیر المومنین سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ ایام محاصرہ میں ایک روز چھت پر چڑھے۔ میں اُن کی خدمت میں حاضر ہوا۔ فرمایا ان دونوں آدمیوں کو میرے سامنے لاؤ جو تم کو مجھ پر چڑھا کر لائے ہیں۔ چنانچہ وہ دونوں حاضر کیے گئے معلوم ہوتا تھا کہ دو اونٹ ہیں یا دو گدھے۔ آپ نے اُن سے اس طرح تقریر فرمائی۔

(۱) أَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ وَالْإِسْلَامِ هَلْ تَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدِمَ الْمَدِينَةَ وَلَيْسَ بِهَا مَاءٌ يُسْتَعْذَبُ غَيْرَ بِئْرِ رُومَةَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَشْتَرِي بِئْرَ رُومَةَ فَيَجْعَلُ دَلْوَهُ مَعَ دِلَاءِ الْمُسْلِمِينَ بِخَيْرٍ لَهُ مِنْهَا فِي الْجَنَّةِ فَاشْتَرَيْتُهَا مِنْ صُلْبِ مَالِي فَأَنْتُمُ الْيَوْمَ تَمْنَعُونَ أَنْ أَشْرَبَ مِنْهَا حَتَّى أَشْرَبَ مِنْ مَاءِ الْبَحْرِ قَالُوا اللّٰهُمَّ نَعَمْ فَقَالَ

میں تم کو خدا اور اسلام کا واسطہ دیتا ہوں کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو یہاں سوائے بیر رومہ کے پینے کے لیے میٹھا پانی نہ تھا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اس کنوئیں کو خرید کر وقف کر دے اور اپنے ڈول کو جملہ مسلمانوں کے ڈول کا سا سمجھے اس کا بدلہ جنت سے چن لیا جائے گا۔ چنانچہ میں نے اُسے اپنے مال سے خرید لیا۔ آج تم لوگ مجھے اس کنوئیں کا پانی پینے سے روکتے ہو اور میں کھارا پانی پی رہا ہوں۔ انہوں نے کہا بخدا ایسی بات ہے۔

پھر فرمایا:

(۲) أَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ وَالْإِسْلَامِ هَلْ تَعْلَمُونَ أَنَّ الْمَسْجِدَ ضَاقَ بِأَهْلِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَشْتَرِي بُقْعَةَ آلِ فُلَانٍ فَيَزِيدُهَا فِي الْمَسْجِدِ بِخَيْرٍ لَهُ مِنْهَا فِي الْجَنَّةِ فَاشْتَرَيْتُهَا مِنْ صُلْبِ مَالِي وَأَنْتُمْ تَمْنَعُونَ فِي الْيَوْمِ أَنْ أُصَلِّيَ فِيهَا رَكْعَتَيْنِ قَالُوا اللّٰهُمَّ نَعَمْ قَالَ

میں تمہیں اللہ اور اسلام کا واسطہ دیتا ہوں تمہیں معلوم ہے کہ نمازیوں کے لیے مسجد تنگ تھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو فلاں کی زمین کو خرید کر مسجد کو بڑھا دے اس کو جنت میں چن کر بدلہ دیا جائے گا سو میں نے اصل مال سے اس زمین کو خرید کیا۔ آج تم مجھے اس میں دو رکعت نماز پڑھنے سے روکتے ہو۔ انہوں نے جواب دیا بخدا درست ہے پھر فرمایا:

(۳) اُنْشِدُكُمْ بِاللّٰهِ وَالْاِسْلَامِ هَلْ تَعْلَمُوْنَ اِنِّیْ جَهَّزْتُ جَیْشَ الْعُسْرَةِ مِنْ مَالِیْ قَالُوْا اللّٰهُمَّ نَعَمْ قَالَ

(۳) میں تمہیں اللہ اور اسلام کا واسطہ دیتا ہوں کیا تم جانتے ہو۔ میں نے جیش عسرۃ (تبوک) کا سامان اپنے مال سے تیار کیا تھا جواب ملا بخدا سچ ہے۔ پھر فرمایا

(۴) اُنْشِدُكُمْ بِاللّٰهِ وَالْاِسْلَامِ هَلْ تَعْلَمُوْنَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كَانَ عَلٰی ثَبِیْرِ مَكَّةَ وَمَعَهٗ اَبُوْبَكْرٍ وَّعُمَرُ وَاَنَا فَتَحَرَّكَ الْجَبَلُ حَتّٰی تَسَاقَطَتْ حِجَارَتُهٗ بِالْحَضِیْضِ قَالَ فَرَكَضَهٗ فَقَالَ اسْكُنْ ثَبِیْرُ فَاِنَّمَا عَلَیْكَ نَبِیٌّ وَّصِدِّیْقٌ وَّشَهِیْدَانِ قَالُوْا اللّٰهُمَّ نَعَمْ قَالَ

(۴) میں تم کو اللہ اور اسلام کا واسطہ دیتا ہوں۔ تمہیں معلوم ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مکہ میں کوہ ثبیر پر تشریف فرما تھے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ میں اور ابوبکر اور عمر تھے پہاڑ خوشی سے ہلنے لگا اور اس پر سے پتھر نیچے گرنے لگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پاؤں سے ٹھوکر مار کر فرمایا ثبیر ٹھہر جاؤ کیونکہ تجھ پر نبی اور صدیق اور دو شہید ہیں۔ باغیوں نے پھر وہی جواب دیا ہاں بخدا ٹھیک ہے۔

(۵) اَللّٰهُ اَكْبَرُ شَهِدُوْا لِیْ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ اِنِّیْ شَهِیْدٌ ثَلَاثًا

(۵) اس پر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے اللہ اکبر کا نعرہ لگایا اور فرمایا میرے لیے شہادت ادا کر دی اور اب بخدا میں شہید ہوں۔ تین بار اسی جملہ کو دہرایا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد کہ عثمانؓ ہدایت پر ہوں گے

ابی الاشعث الصنعانی سے روایت ہے کہ ملک شام میں خطیب خطبہ کے لیے کھڑے ہوئے ان میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ بھی تھے پھر ایک شخص کھڑے ہوئے۔ جن کو مرہ بن کعب رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہا اگر میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ایک حدیث نہ سُنی ہوتی تو میں کھڑا نہ ہوتا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فتنوں کا ذکر کیا اور اُن کا قریب ہونا بیان فرمایا۔ پھر ادھر سے ایک شخص منہ پر کپڑا ڈالے گذرا۔ فرمایا۔ "اس دن یہ ہدایت پر ہوگا"۔ میں نے

لہ ابواب المناقب سنن ترمذی۔ کذا فی المشکوٰۃ باب مناقب عثمان ص ۵۶۱

اُٹھ کر ان کو دیکھا تو وہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ تھے۔ میں نے ان کا چہرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کر کے عرض کی یہی ہیں۔ فرمایا ہاں یہی ہیںؓ۔

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی چند صحابہ سے گفتگو اور عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کا قصہ

ایام محاصرہ میں ایک دن امیر المؤمنین سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے چند صحابہ سے جن میں عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ کہا میں آپ لوگوں کو خدا کی قسم دے کر دریافت کرتا ہوں مجھے اس کا صحیح صحیح جواب دیجیے گا۔ کیا آپ کو معلوم ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تمام قبائل سے قریش کو بزرگ خیال فرمایا کرتے تھے اور تمام قریش میں سے بنی ہاشم کو۔

پھر فرمایا۔ اگر جنت کی کنجیاں میرے ہاتھ میں ہوتیں تو میں بنی اُمیّہ کو دے دیتا تاکہ وہ سب جنت میں داخل ہو جائیں۔ سب نے اس تقریر کو خاموشی سے سنا پھر طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما کو بلوایا۔ اور فرمایا کیا میں آپ سے عمار کی بابت بیان کروں۔ ایک روز رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بطحاء مکہ میں ٹہلتے ہوئے تشریف لا رہے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑا ہوا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عمار کے والد کے پاس سے گذرے ان دونوں کو کفار سخت عذاب دے رہے تھے۔ عمار کے والد نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہماری ہمیشہ یہی حالت رہتی ہے۔ فرمایا، صبر کرو۔ پھر اُن کے لیے دعا فرمائی۔

محاصرہ کے دنوں میں آپ نے بیس غلام فی سبیل اللہ آزاد کیے!

شہادت

یوم شہادت کو آپ نے پاجامہ منگوا کر پہنا۔ اس سے پیشتر زمانہ جاہلیت و اسلام میں کبھی نہیں پہنا تھا۔ پھر کہا۔ میں نے آج رات نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما بھی معیت میں ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے فرما رہے ہیں۔ صبر کرو۔ تم شام کو روزہ ہمارے پاس افطار کرو گے۔ اس کے بعد آپ نے تلاوت قرآن مجید شروع کر دی اور بحالت تلاوت ہی شہید کیے گئے۔ خون کے

لہ سنن ترمذی کذا فی المشکوٰۃ باب مناقب عثمان ص ۵۶۲

قطرے آیت فَسَیَکْفِیْکَهُمُ اللّٰهُ پر گرے۔

جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے تدفین کی خدمات انجام دیں۔ اور تاریکی شب میں ذوالنورین کو جنت البقیع کی آغوش میں لٹا دیا گیا۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ[1]

شہادت پر سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا ارشاد

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے جب امیر المومنین کی شہادت کی خبر سنی تو فرمایا:

لَقَدْ قَتَلُوْهُ وَاِنَّهٗ لَمِنْ اَوْصَلِهِمْ لِلرَّحِمِ وَاَتْقَاهُمْ لِلرَّبِّ[2]

تحقیق انہوں نے عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل کیا ہے۔ حالانکہ وہ سب سے زیادہ صلہ رحم کرنے والے اور پروردگار کا خوف کھانے والے تھے۔[2]

سیدنا مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کا ارشاد

سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کو جب لوگوں نے آکر امیر المومنین سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی خبر شہادت سنائی تو فرمایا:

تَبًّا لَّکُمْ اٰخِرَ الدَّهْرِ[3]

اب تم پر ہمیشہ تباہی رہے گی۔

جناب امیر رضی اللہ عنہ کی ایک اور تقریر

قیس بن عبادہ کہتے ہیں کہ جنگ جمل میں میں نے ایک روز سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کو فرماتے ہوئے سنا:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَبْرَاُ اِلَیْكَ مِنْ دَمِ عُثْمَانَ وَلَقَدْ طَاشَ عَقْلِیْ یَوْمَ قُتِلَ عُثْمَانُ وَاَنْكَرْتُ نَفْسِیْ وَجَاءُوْنِیْ لِلْبَیْعَةِ فَقُلْتُ وَاللّٰهِ اِنِّیْ لَاَسْتَحْیِیْ اَنْ اُبَایِعَ قَوْمًا قَتَلُوْا عُثْمَانَ وَاِنِّیْ لَاَسْتَحْیِیْ مِنَ اللّٰهِ اَنْ اُبَایِعَ وَعُثْمَانُ لَمْ یُدْفَنْ بَعْدُ فَانْصَرَفُوْا فَلَمَّا رَجَعَ النَّاسُ فَسَاَلُوْنِی الْبَیْعَةَ قُلْتُ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ مُشْفِقٌ مِمَّا اَقْدِمُ عَلَیْهِ ثُمَّ جَاءَتْ عَزِیْمَةٌ فَبَایَعْتُ فَقَالُوْا یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ فَکَاَنَّمَا صَدَعَ قَلْبِیْ وَقُلْتُ اَللّٰهُمَّ خُذْ مِنِّیْ لِعُثْمَانَ حَتّٰی تَرْضٰی۔

الٰہی میں تیری جناب میں خون عثمان سے اپنی برأت کا اظہار کرتا ہوں۔ تحقیق عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل کے دن میرے ہوش اڑ گئے تھے اور میں نے اُسے بُرا جانا۔ اور میرے پاس لوگ بیعت کرنے آئے۔ تو میں نے کہا خدا کی قسم مجھے تو شرم آتی ہے کہ ایسی قوم سے بیعت لوں جس نے عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل کیا اور ایسی حالت میں کہ عثمان رضی اللہ عنہ دفن بھی نہ ہوئے ہوں۔ اس کے بعد لوگ چلے گئے۔ پس جب وہ پھر لوٹ کر آئے اور پھر مجھ سے بیعت کا سوال کیا۔ میں نے کہا الٰہی ابھی میں اس کام پر جرأت کرنے سے ڈرتا ہوں پھر لوگ بضد ہو کر آئے تو میں نے بیعت لے لی۔ انہوں نے مجھے یا امیر المومنین کہا انہوں نے کہا تو سہی مگر اس خطاب نے میرے دل کو چاک کر دیا۔ اور میں نے کہا خدایا کچھ بھی ہو تو عثمان رضی اللہ عنہ کو مجھ سے راضی کر دے۔[4]

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی زندگی میں اللہ کی تلوار میان میں تھی۔ لیکن آپ کی شہادت کے بعد میان سے ایسی نکلی کہ اب قیامت تک برہنہ ہی رہے گی۔

سیدنا سمرہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ اسلام حصن حصین میں تھا مگر قتل عثمان رضی اللہ عنہ سے اس میں ایسا رخنہ پڑ گیا کہ اب قیامت تک بند نہ ہوگا۔ اُن کے قتل سے خلافت مدینہ سے ایسی نکلی کہ اب واپس نہ آئے گی

امام محمد بن سیرین رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد فرشتوں نے میدان جنگ میں مسلمانوں کی اعانت ترک کر دی۔[5]

قاسم بن اُمیہ نے آپ کی شہادت پر ایک ہی شعر میں مرثیہ کہہ دیا ہے ؎

لَعَمْرِیْ لَبِئْسَ الذِّبْحُ ضَحَّیْتُمْ بِهٖ ... خِلَافَ رَسُوْلِ اللّٰهِ یَوْمَ الْاَضَاحِیَا

لوگو! خدا کی قسم تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قربانی کے دن میں بہت بُری قربانی کی ہے۔

شہادت عثمان رضی اللہ عنہ پر نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شاعر خاص سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کے اشعار بھی ہیں۔

---

[1] اسد الغابہ ذکر عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

[2] ابواب المناقب سنن ترمذی مترجمہ نواب وحید الزمان مغفور اللہ

[3] رحمۃ للعالمین جلد دوم صفحہ ۹۹ بحوالہ استیعاب

[4] تاریخ الخلفاء سیوطی

[5] تاریخ الخلفاء سیوطی

[6] تاریخ الخلفاء سیوطی

يَا قَاتَلَ اللّٰهُ قَوْمًا كَانَ أَمْرُهُمْ — قَتْلُ الْإِمَامِ الزَّكِيِّ الطَّيِّبِ الرُّدْنِ

خدا اُس قوم کو تباہ کرے۔ جس نے پاک طیب برگزیدہ امام کو قتل کیا۔

مَا قَتَلُوهُ عَلٰى ذَنْبٍ أَلَمَّ بِهِ — إِلَّا الَّذِي نَطَقُوا زُورًا وَلَمْ يَكُنْ[1]

وہ کسی گناہ کی آلودگی سے قتل نہیں کیا گیا بلکہ لوگوں نے اُن کے خلاف خود جھوٹی باتیں بنائیں جن کی کوئی اصل نہ تھی

ملک الشعراء دربار نبی صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

مَنْ سَرَّهُ الْمَوْتُ صِرْفًا لَا مِزَاجَ لَهُ — فَلْيَأْتِ مَأْدُبَةً فِي دَارِ عُثْمَانَ

جو خالص موت دیکھنے کا آرزومند ہو کہ اُس میں کسی چیز کی آمیزش نہ ہو اُس کو چاہیے کہ عثمان رضؓ کے گھر جائے

ضَحُّوا بِأَشْمَطَ عُنْوَانُ السُّجُودِ بِهِ — يُقَطِّعُ اللَّيْلَ تَسْبِيحًا وَقُرْآنًا

لوگوں نے اس شخص کو ذبح کر ڈالا جس کی پیشانی پر سجدہ کے نشان تھے اور تمام شب نماز اور تلاوتِ قرآن میں گذار دیا کرتا تھا

صَبْرًا فِدًى لَكُمُ أُمِّي وَمَا وَلَدَتْ — قَدْ يَنْفَعُ الصَّبْرُ فِي الْمَكْرُوهِ أَحْيَانًا

مسلمانو! صبر کرو، تم پر میری ماں اور بھائی فدا ہوں۔ بے شک مصیبت کے وقت صبر نفع بخشتا ہے۔

لَتَسْمَعُنَّ وَشِيكًا فِي دِيَارِهِمْ — اللّٰهُ أَكْبَرُ يَا ثَارَاتِ عُثْمَانَا[2]

تم ضرور اُن کے شہروں میں تاخت و تاراج کی خبر سنو گے اور اللہ اکبر کے ساتھ انتقام کے نعرے سنو گے۔

امام الشعبی علیہ الرحمۃ کا قول ہے کہ امیر المومنین سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت پر کعب بن مالک رضؓ کی نظم سے بہتر میں نے کسی کے اشعار نہیں سُنے وہ فرماتے ہیں:

فَكَفَّ يَدَيْهِ ثُمَّ أَغْلَقَ بَابَهُ — وَأَيْقَنَ أَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِغَافِلِ

اس نے اپنا ہاتھ روک کر دروازہ بند کر لیا اور یقین کر لیا کہ خدا غافل نہیں ہے

وَقَالَ لِأَهْلِ الدَّارِ لَا تَقْتُلُوهُمُ — عَفَا اللّٰهُ عَنْ كُلِّ امْرِئٍ لَمْ يُقَاتِلِ

انہوں نے اپنے گھر والوں سے کہہ دیا کہ دشمنوں کو قتل نہ کرو خدا اُس کو معاف کریگا جو مسلمان کو قتل نہیں کرتا

فَكَيْفَ رَأَيْتَ اللّٰهَ صَبَّ عَلَيْهِمُ — الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ بَعْدَ التَّوَاصُلِ

پھر تم نے دیکھ لیا کہ خدا نے ان پر کیسی مصیبت نازل کی یعنی باہمی الفت کے بعد باہمی بغض و عداوت میں مبتلا ہو گئے

[1] رحمۃ للعالمین جلد دوم حاشیہ ص ۱۰۱ بحوالہ نہج البلاغۃ چھاپہ دار السلطنت تبریز ۱۲۴۷ ہجری

[2] اسد الغابہ ذکر عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

فَكَيْفَ رَأَيْتَ الْخَيْرَ أَدْبَرَ بَعْدَهُ — عَنِ النَّاسِ إِدْبَارَ الرِّيَاحِ الْجَوَافِلِ[1]

تو نے دیکھ لیا کہ عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد بھلائی لوگوں سے کیونکر پیٹھ پھیر کر چل دی گویا آندھی تھی کہ آئی اور نکل گئی۔

شمائل و اخلاق

حلیہ و شبیہ آپ میانہ قد اور خوبصورت تھے۔ ڈاڑھی کے بال گھنے تھے۔ رنگ میں سرخی بہت چمکتی تھی۔ دونوں شانوں میں بہت فاصلہ تھا۔ پنڈلیاں بھری ہوئیں، ہاتھ لانبے اور ران پر بال تھے۔ سر کے بال گھنگریالے اور کنپٹی سے نیچے تک تھے۔ دانت بہت خوشنما اور سونے کی تار سے بندھے ہوئے بالوں میں زرد خضاب لگایا کرتے

موسیٰ بن طلحہ کا بیان ہے:

كَانَ عُثْمَانُ ابْنُ عَفَّانَ أَجْمَلَ النَّاسِ[2] — عثمان رضی اللہ عنہ تمام لوگوں میں بڑھ کر جمیل تھے۔

عبداللہ بن مازنی کا قول ہے:

رَأَيْتُ عُثْمَانَ ابْنَ عَفَّانَ فَمَا رَأَيْتُ قَطُّ ذَكَرًا وَلَا أُنْثٰى أَحْسَنَ وَجْهًا مِنْهُ — میں نے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے۔ میں نے کسی مرد یا عورت کو اُن سے زیادہ حسین نہیں دیکھا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میں اور عثمان رضی اللہ عنہ اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام سے زیادہ مشابہ ہیں۔[3]

صفات و عادات عبدالرحمٰن بن حاطب کہتے ہیں کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے چہرہ مبارک پر حدیث بیان کرتے ہوئے ہیبت و عظمت چھا جاتی تھی۔ منکسر المزاج، متواضع اور زاہد سخاوت میں مشہور تھے۔ نرم خو، صابر اور مستقل مزاج۔ اپنا کام خود کر لیا کرتے تھے ہر جمعہ کو ایک غلام آزاد کیا کرتے۔

قبل اسلام بھی قریش میں صاحب ثروت، وجیہ اور سخی مشہور تھے۔ جاہلیت ہی میں اپنے نفس پر شراب حرام کر لی تھی اور زنا و چوری سے بھی نفور تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ رقیہ و سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہما کے ساتھ حسن سلوک کی وجہ سے ان سے ہمیشہ خوش رہے۔ اکثر اوقات میں آپ نے کتابت وحی بھی کی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اوّل اوّل آپ ہی نے حیس بنایا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پسند فرمایا اور آپ کے حق میں دعا فرمائی۔

[1] تاریخ الخلفاء سیوطی

[2] تاریخ الخلفاء سیوطی

قوی الحفظ تھے۔ طہارت کا بہت خیال رکھتے۔ صائم الدہر اور قائم اللیل تھے۔ رات کے ابتدائی حصہ میں آرام فرمالیتے تھے۔

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں مدینہ میں قحط پڑا۔ آپ کے ہاں ایک دن ملک شام سے ایک ہزار اونٹ اناج کے آئے۔ تجار آکر دس دس' پندرہ پندرہ گنا قیمت دینے لگے۔ فرمایا مجھے اس سے زیادہ ملتا ہے۔ عرض کیا کون دیتا ہے؟ فرمایا یہ سب فقرائے مدینہ پر صدقہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے سات سو گنا دینے کا وعدہ فرمایا ہے۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ اسی شب نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی مجھے زیارت ہوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک سرخ گھوڑے پر سوار ہیں۔ دست مبارک میں ایک نورانی چھڑی ہے اور نعلین کے تسمے بھی نور کے ہیں۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مجھے آپ کی زیارت کا بہت شوق تھا۔ فرمایا میں عثمان رضی اللہ عنہ کی شادی میں جا رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے جنت میں ایک حور سے ان کی شادی کر دی ہے۔ انہوں نے فی سبیل اللہ ایک ہزار اونٹ صدقہ دیئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے وہ اُن سے قبول کر لیے ہیں۔

امیرالمومنین عثمان رضی اللہ عنہ حج وعمرہ بھی بکثرت کرتے تھے۔ اکثر آپ ایک عمرہ سے آتے اور پھر واپسی کے لیے سوار ہو جاتے۔ اقارب سے صلہ رحم بہت فرماتے اور صلہ رحمی میں اپنے ہمسروں سے ممتاز تھے۔

حافظ سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ اکثر روزہ سے رہتے اور بحالت روزہ ہی شہید ہوئے۔ تلاوت قرآن اور عبادت بہت کیا کرتے تھے۔ پیشانی پر کثرتِ سجود سے نشان پڑ گئے تھے۔ تہجد کے وقت خود وضو کا اہتمام فرمایا کرتے تھے۔ ایک دن کسی نے کہا۔ آپ خدام کو کیوں نہیں حکم فرما دیا کرتے۔ فرمایا کیا رات ان کے آرام کے لیے نہیں بنائی گئی۔[1]

اقوال

۱۔ آپ کا قول ہے غم دنیا ایک تاریکی ہے اور غم آخرت دل میں ایک نور ہے۔

۲۔ فرمایا تارکِ دنیا خدا کا، تارک گناہ فرشتوں کا اور تارک طمع مسلمانوں کا محبوب ہوتا ہے۔

۳۔ فرمایا چار چیزیں بیکار ہیں (۱) وہ علم جو بے عمل ہو (۲) وہ مال جو خرچ نہ کیا جائے (۳) وہ زہد جس سے دنیا حاصل کی جائے (۴) وہ لمبی عمر جس میں سامان آخرت کچھ بھی تیار نہ کیا جائے۔

۴۔ فرمایا۔ مجھے دنیا میں تین باتیں پسند ہیں (۱) بھوکوں کو کھانا کھلانا (۲) ننگوں کو کپڑا پہنانا (۳) قرآن مجید خود پڑھنا اوروں کو پڑھانا۔

۵۔ فرمایا بظاہر چار باتوں میں ایک خوبی ہے مگر حقیقت میں چاروں کی تہ میں چار ضروری امر بھی ہیں۔

---

[1] ابواب المناقب سنن ترمذی حصہ دوم مترجمہ نواب وحید الزمان صاحب مغفور۔

(۱) نیکو کاروں سے ملنا ایک خوبی ہے مگر ان کا اتباع ایک ضروری امر ہے (۲) تلاوت قرآن مجید ایک خوبی ہے مگر اس پر عمل کرنا ضروری ہے (۳) مریض کی عیادت ایک خوبی ہے مگر اس سے وصیت کرانا ضروری امر ہے (۴) زیارت قبور ایک خوبی ہے مگر وہاں کی تیاری کرنا ایک ضروری امر ہے۔

۶۔ فرمایا مجھے چار باتوں میں عبادت الٰہی کا مزہ آتا ہے (۱) فرائض کی ادائیگی میں (۲) حرام اشیاء سے پرہیز کرنے میں (۳) امید اجر پر نیک کام کرنے میں۔ اور (۴) خوف خدا سے برائیوں سے بچنے میں۔

۷۔ فرمایا متقی کی پانچ علامات ہیں۔ ایسے شخص کی صحبت میں رہنا جس سے دین کی اصلاح ہو۔ شرمگاہ اور زبان کو قابو میں رکھنا۔ مسرت دنیا کو وبال خیال کرنا۔ شبہات کے خوف سے حلال سے بھی پرہیز کرنا پس ایک میں ہی ہلاکت میں پڑا ہوں۔

۸۔ فرمایا یہ چیزیں بہت بیکار ہیں۔ وہ عالم جس سے کوئی سوال نہ کرے۔ وہ عمدہ عقل جس سے کچھ حاصل نہ کیا جائے۔ بیکار اور مستعمل ہتھیار۔ ویران مسجد۔ وہ قرآن جس پر تلاوت نہ کی جائے۔ وہ مال جو خرچ نہ کیا جائے وہ گھوڑا جس پر سواری نہ کی جائے۔ علم زہد جو طالب دنیا کے پیٹ میں ہے۔ وہ عمر دراز جس میں توشۂ آخرت تیار نہ کیا جائے۔[1]

نقش خاتم

آپ کی انگوٹھی پر نقش تھا: اٰمَنْتُ بِالَّذِیْ خَلَقَ فَسَوّٰی[2]

مرویات

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے ۱۴۶ احادیث روایت کی گئی ہیں۔ بہت سے صحابہ اور تابعین نے آپ سے روایت کی ہے۔ ہم تبرکاً دو تین احادیث نقل کرتے ہیں۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ تَوَضَّأَ نَحْوَ وُضُوْئِیْ هٰذَا ثُمَّ قَامَ فَرَكَعَ رَكْعَتَیْنِ لَا یُحَدِّثُ فِیْهِمَا نَفْسَهٗ غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ قَالَهٗ حِیْنَ تَوَضَّأَ ثَلٰثًا[3]

جو میری طرح وضو کرے (یعنی جس طرح میں نے کیا ہے) پھر اٹھ کر دو رکعت پڑھے کہ اس اثناء میں اس کے دل میں کوئی بیہودہ خیال نہ آئے۔ اس کے تمام گناہوں کی بخشش ہے جو اس وقت سے پہلے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اُس وقت فرمایا تھا

---

[1] منبہات ابن حجر عسقلانی

[2] سیوطیؒ

[3] مشارق الانوار بحوالہ صحیحین

جب تین تین بار ہر ایک عضو کو دھویا تھا۔

۲۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ صَلَّى الْعِشَاءَ فِي جَمَاعَةٍ فَكَأَنَّمَا صَلَّى اللَّيْلَ وَمَنْ صَلَّى الصُّبْحَ فِي جَمَاعَةٍ فَكَأَنَّمَا صَلَّى اللَّيْلَ كُلَّهُ ؎

جس نے عشاء کی نماز باجماعت پڑھی۔ گویا اس نے نصف رات تک عبادت کی اور جس نے صبح کی نماز باجماعت ادا کرلی گویا اس نے تمام شب عبادت کی۔

۳۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ مَاتَ وَهُوَ يَعْلَمُ أَنَّهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ ؎

جو شخص یہ جانتا ہو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اس پر وہ مرگیا وہ جنت میں داخل ہوا۔

فضایل ومناقب

احادیث: سیدنا ابی موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

انْطَلَقْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَخَلَ حَائِطًا لِلْأَنْصَارِ فَقَضَى حَاجَتَهُ فَقَالَ لِي يَا أَبَا مُوسَى أَمْلِكْ عَلَى الْبَابَ فَلَا يَدْخُلَنَّ أَحَدٌ إِلَّا بِإِذْنٍ فَجَاءَ رَجُلٌ فَضَرَبَ الْبَابَ فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالَ أَبُو بَكْرٍ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ هٰذَا أَبُو بَكْرٍ يَسْتَأْذِنُ قَالَ ائْذَنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ فَدَخَلَ وَجَاءَ رَجُلٌ آخَرُ فَضَرَبَ الْبَابَ فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا فَقَالَ عُمَرُ فَقُلْتُ

میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انصار کے ایک باغ میں داخل ہوئے قضائے حاجت کے بعد آپ نے مجھ سے فرمایا ابا موسیٰ تم دروازہ پر ٹھہرو کوئی ایک شخص بھی میرے پاس بغیر اجازت نہ داخل ہونے پائے۔ ایک شخص نے آکر دروازہ کھٹکھٹایا۔ میں نے کہا کون ہے؟ کہا ابوبکر رضی اللہ عنہ۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ابوبکر رضی اللہ عنہ اجازت چاہتے ہیں فرمایا ان کو اجازت اور جنت کی بشارت دو پھر ایک دوسرے

۱؎ مشارق الانوار بحوالہ صحیح مسلم

۲؎ مشارق الانوار بحوالہ صحیح مسلم۔ کذا فی مشکوٰۃ کتاب الایمان

يَا رَسُولَ اللهِ هٰذَا عُمَرُ يَسْتَأْذِنُ قَالَ افْتَحْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ فَفَتَحْتُ لَهُ وَدَخَلَ فَبَشَّرْتُهُ بِالْجَنَّةِ فَجَاءَ رَجُلٌ آخَرُ فَضَرَبَ الْبَابَ فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا فَقَالَ عُثْمَانُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ هٰذَا عُثْمَانُ يَسْتَأْذِنُ قَالَ افْتَحْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ عَلَى بَلْوَى يُصِيبُهُ ؎

آدمی نے آکر دروازہ کھٹکھٹایا۔ میں نے کہا کون ہے کہا عمر رضی اللہ عنہ۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمر رضی اللہ عنہ اجازت چاہتے ہیں۔ فرمایا اُن کے لیے دروازہ کھول دو اور اُن کو جنت کی بشارت دو۔ میں نے اُن کے لیے دروازہ کھول دیا۔ وہ داخل ہوئے میں نے اُن کو جنت کی بشارت دی۔ پھر ایک اور شخص آیا اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ میں نے کہا کون کہا عثمان۔ میں نے کہا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم عثمان رضی اللہ عنہ اندر آنے کی اجازت چاہتے ہیں۔ فرمایا ان کے لیے دروازہ کھول دو۔ اور ان کو جنت کی بشارت دو مع بلوہ کے جو اُن پر کیا جائے گا۔

صحیحین کی ایک دوسری روایت میں ہے:

فَأَخْبَرْتُهُ بِمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَمِدَ اللهَ قَالَ اللهُ الْمُسْتَعَانُ

کہ میں نے عثمان رضی اللہ عنہ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کی خبر دی تو انہوں نے پہلے الحمد للہ کہا اور پھر کہا اللہ المستعان۔ خدا میرا مددگار ہوگا۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

لَمَّا أَمَرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِبَيْعَةِ الرِّضْوَانِ كَانَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ رَسُولَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى أَهْلِ مَكَّةَ قَالَ فَبَايَعَ النَّاسَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بیعت الرضوان کا حکم فرمایا اس وقت عثمان رضی اللہ عنہ اہل مکہ کے پاس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے قاصد بن کر گئے تھے۔ پس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ عثمان رضی اللہ عنہ، اللہ اور اس کے رسول کے کام میں لگا ہوا ہے۔

۱؎ سنن ترمذی کذا فی المشکوٰۃ ص ۵۶۳

اِنَّ عُثْمَانَ فِیْ حَاجَۃِ اللّٰہِ وَحَاجَۃِ رَسُوْلِہٖ فَضَرَبَ بِاِحْدٰی یَدَیْہِ عَلَی الْاُخْرٰی فَکَانَتْ یَدُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِعُثْمَانَ خَیْرًا مِّنْ اَیْدِیْہِمْ لِاَنْفُسِہِمْ[1]

رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ پر مارا یعنی عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے بیعت کی پس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ عثمان رضی اللہ عنہ کے لیے خود ان کے ہاتھوں سے بہتر تھا۔

ایک روز نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح بیٹھے رہے وہ بات کر کے لوٹ گئے۔ پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ آئے اور بات کر کے چلے گئے۔ پھر سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ آئے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اٹھ بیٹھے۔ کپڑے ٹھیک کر لیے۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے لیے تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم اٹھ کر نہیں بیٹھے اور عثمان رضی اللہ عنہ کے لیے اٹھ بیٹھے فرمایا:

اَلَا اَسْتَحْیِیْ رَجُلًا تَسْتَحْیِیْ مِنْہُ الْمَلٰٓئِکَۃُ

کیا میں ایسے شخص سے شرم نہ کروں جس سے فرشتے بھی شرماتے ہیں۔

دوسری روایت کے الفاظ ہیں۔ فرمایا:

اِنَّ عُثْمَانَ رَجُلٌ حَیِیٌّ وَاِنِّیْ خَشِیْتُ اَنْ اَذِنْتُ لَہٗ عَلٰی تِلْکَ الْحَالَۃِ اَنْ لَّا یَبْلُغَ اِلَیَّ فِیْ حَاجَتِہٖ[2]

عثمان رضی اللہ عنہ بہت ہی شرمیلا ہے۔ مجھے یہ خیال آیا کہ اگر ان کو اسی حالت میں بلا لیا تو شاید وہ اپنا کام بھی مجھ سے بیان نہ کر سکیں گے۔

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ بھی روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

یَا عُثْمَانُ اِنَّہٗ لَعَلَّ اللّٰہَ یُقَمِّصُکَ قَمِیْصًا فَاِنْ اَرَادُوْکَ عَلٰی خَلْعِہٖ فَلَا تَخْلَعْہُ لَہُمْ[3]

اے عثمان رضی اللہ عنہ شاید اللہ تمہیں ایک قمیص پہنائے گا۔ پس اگر لوگ اسے اتارنا چاہیں تو تم اسے ہرگز نہ اتارنا۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک فتنہ کا بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

[1] سنن ترمذی ابواب المناقب۔ باب مناقب عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کذا فی المشکوٰۃ ص ۵۷۱

[2] سنن ترمذی

[3] ایضاً ترمذی

یُقْتَلُ ھٰذَا فِیْھَا مَظْلُوْمًا لِعُثْمَانَ[1]

اس فتنہ میں عثمان رضی اللہ عنہ مظلوم ہو کر قتل ہوگا۔

آثار صحابہؓ و تابعینؒ

امیر المومنین سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کا ارشاد ہے:

مَنْ تَبَرَّءَ مِنْ دِیْنِ عُثْمَانَ فَقَدْ تَبَرَّءَ مِنَ الْاِیْمَانِ[2]

جس نے دین عثمان رضی اللہ عنہ سے بیزاری کا اظہار کیا وہ ایمان ہی سے بیزار رہا۔

عثمان بن عبداللہ بن موہب سے روایت ہے کہ ایک سال حج بیت اللہ میں کچھ مصریوں نے بعض آدمیوں کو بیٹھا دیکھ کر پوچھا۔ یہ شیخ کون ہے؟ کہا گیا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما۔ ایک مصری نے ان کے پاس آ کر کہا میں آپ سے کچھ سوال کرتا ہوں۔ اور آپ کو اس گھر کی حرمت کی قسم دلاتا ہوں کہ آپ سچ سچ بیان فرمائیں۔

۱۔ کیا عثمان رضی اللہ عنہ احد کے دن فرار ہو گئے تھے؟ فرمایا۔ ہاں۔

۲۔ کیا آپ کو معلوم ہے کہ وہ بیعت الرضوان میں حاضر نہ تھے؟ فرمایا۔ ہاں۔

۳۔ کہا۔ کیا آپ کو معلوم ہے کہ وہ جنگ بدر میں حاضر نہ تھے؟ فرمایا۔ ہاں۔

مصری نے کہا۔ اللہ اکبر!

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا۔ اب میں تمہارے سوالات پر روشنی ڈالتا ہوں۔ سنو جو لوگ احد میں بھاگ گئے تھے میں شہادت دیتا ہوں۔ بے شک اللہ نے ان کو معاف فرما دیا اور ان کو بخش دیا۔ بدر میں غائب ہونے کا سبب یہ ہے کہ ان کے گھر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی تھیں اور وہ بیمار تھیں۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرما دیا تھا۔ کہ تمہارا اجر اور حصہ اس شخص کے برابر ہے جو بدر میں شریک ہوا اور بیعت الرضوان میں غیر حاضری کا سبب یہ ہے کہ اگر کوئی ایک بھی عثمان رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر مکہ میں عزت والا ہوتا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بجائے اس کو روانہ فرماتے۔ مگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے عثمان رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔ بیعت الرضوان ان کے مکہ چلے جانے کے بعد ہوئی۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے داہنے ہاتھ سے فرمایا ھٰذِہٖ یَدُ عُثْمَانَ یعنی یہ عثمان رضی اللہ عنہ کا ہاتھ ہے اور اس کے ساتھ دوسرا ہاتھ مار کر فرمایا ھٰذَا لِعُثْمَانَ۔ یہ عثمان رضی اللہ عنہ کی بیعت ہے۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے اس تقریر کے بعد اس (مصری) سائل سے فرمایا۔ جاؤ اپنا جواب اس تقریر کے ساتھ لیتے جاؤ[3]۔

[1] سنن ترمذی

[2] رحمۃ للعالمین جلد دوم صفحہ ۹۹ بحوالہ کتاب الاستیعاب

[3] سنن ترمذی۔ کذا فی المشکوٰۃ ص ۵۶۲۔ و رواہ البخاری کتاب المناقب باب مناقب عثمان جلد اول ص ۵۲۳

آپ کی خصوصیات

امام عبدالرحمٰن بن مہدی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ میں دو خصوصیتیں ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما سے زیادہ ہیں۔ اول شہادت کے وقت تک صبر کرنا۔ دوم ایک مصحف (یعنی ایک رسم الخط کے مصحف) پر تمام مسلمانوں کو جمع کرنا۔[1]

جامع مناقب شیخین و عثمان رضی اللہ عنہم

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا قول ہے:

كُنَّا نُخَيِّرُ بَيْنَ النَّاسِ فِي زَمَانِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبَا بَكْرٍ ثُمَّ عُمَرَ ثُمَّ عُثْمَانَ[2]

ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد میں سب سے افضل ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم کو بتلایا کرتے تھے۔

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أُرِيَ اللَّيْلَةَ رَجُلٌ صَالِحٌ كَأَنَّ أَبَا بَكْرٍ نِيطَ بِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنِيطَ عُمَرُ بِأَبِي بَكْرٍ وَنِيطَ عُثْمَانُ بِعُمَرَ

آج مرد صالح نے خواب دیکھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کا وزن کیا گیا۔ پھر عمر رضی اللہ عنہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تلے پھر عثمان رضی اللہ عنہ عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تلے۔

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس سے اٹھے تو ہماری رائے تھی کہ رجل صالح سے مراد تو خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور ایک کا دوسرے کے ساتھ ہم وزن ہونا خلافت نبوت ہے۔[3]

امام محمد بن الحنفیہ رحمۃ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ:

قُلْتُ لِأَبِي أَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ بَعْدَ رَسُولِ

ایک دفعہ میں نے اپنے والد سے پوچھا کہ رسول اللہ

[1] تاریخ الخلفاء سیوطی
[2] سیوطی بحوالہ صحیح بخاری
[3] مشکوٰۃ بحوالہ ابوداؤد

اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ قُلْتُ ثُمَّ مَنْ قَالَ عُمَرُ خَشِيتُ أَنْ يَقُولَ عُثْمَانُ قُلْتُ ثُمَّ أَنْتَ قَالَ مَا أَنَا إِلَّا رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ[1]

صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کون افضل ہے فرمایا ابوبکر رضی اللہ عنہ۔ میں نے کہا پھر کون۔ فرمایا عمر رضی اللہ عنہ۔ پھر مجھے خیال ہوا کہ عثمان رضی اللہ کا نام نہ لے دیں۔ لہٰذا میں نے خود ہی کہا پھر آپ ہیں فرمایا میں تو مسلمانوں میں سے ایک آدمی ہوں۔

امیر المومنین سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ

نام و نسب

آپ کا نسب علی بن ابی طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن فہر بن مالک بن نضر ہے۔

آپ کی والدہ فاطمہ بنت اسد بن ہاشم بن عبد مناف ہاشمیہ ہیں۔ آپ کے والد ابی طالب اپنی قوم میں نامدار اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ناصر و مددگار تھے۔

شیر خدا کی کنیتیں ابوالحسن اور ابوتراب تھیں۔ مؤخر الذکر کنیت آپ کو بہت محبوب تھی اگر کوئی آپ کو اس سے پکارتا تو بہت مسرور ہوتے۔

اسلام

قبول اسلام کے متعلق سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا خود اپنا قول ہے کہ:

بُعِثَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَأَسْلَمْتُ يَوْمَ الثُّلَاثَاءِ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم دوشنبہ کو مبعوث ہوئے اور میں سہ شنبہ کو اسلام لایا۔

اس وقت آپ کی عمر آٹھ نو سال کی تھی۔

حالات

جنگ تبوک میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں مدینہ منورہ میں اپنا خلیفہ بنایا تھا۔ سوائے اس جنگ کے باقی تمام غزوات میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب رہے۔ آپ کی شجاعت کے کارنامے

[1] تاریخ الخلفاء سیوطی بحوالہ صحیح بخاری جلد اول ص ۵۱۸ کذا فی المشکوٰۃ ص ۵۵۵

مشہور ہیں عشرہ مبشرہ کے نامور رکن ہیں مواخات میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بھائی ہیں حسن بن زید بن حسن کا قول ہے کہ آپ نے بچپن میں بھی کبھی بت پرستی نہیں کی۔

شب ہجرت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو لوگوں کی امانتیں ادا کرنے کے لیے مکہ میں چھوڑ گئے تھے۔

چنانچہ امانتیں ادا کرنے کے بعد آپ بھی مدینہ منورہ پہنچ گئے۔ جنگ احد میں آپ کے ۱۶ زخم لگے تھے جنگ خیبر میں لشکر کا جھنڈا انہی کو عنایت ہوا تھا۔ اور قلعہ قموص جو خیبر کے سب قلعوں میں مضبوط تھا۔ آپ ہی کی بسالت و شجاعت سے فتح ہوا تھا۔ علم و زہد اور خطابت و نجابت اور فصل وقضایا میں مشہور و ممتاز تھے۔

خلافت سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد اسی دن مدینہ منورہ میں آپ کے دست مبارک پر بیعت خلافت کی گئی۔

۳۶ھ ہجری میں جنگ جمل ہوئی اور صفر ۳۷ھ ہجری میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے معرکہ آرائی اور جنگ صفین واقع ہوئی۔

اسی سال فرقہ خوارج پیدا ہوا اور اُن سے جنگ ہوئی۔

شہادت ۱۷ رمضان المبارک ۴۰ھ ہجری کی صبح کو جناب امیر المومنین اشقی الناس ابن ملجم کے ہاتھوں شہید ہو گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

شہادت کی صبح کو امام حسن رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ آج شب مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی میں نے عرض کی کہ آپ کی امت سے مجھے تکلیف پہنچی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ان کے حق میں دعا کیوں نہیں کرتے چنانچہ میں نے دعا کی:

اَللّٰھُمَّ اَبْدِلْنِیْ خَیْرًا لِّیْ مِنْھُمْ وَ اَبْدِلْھُمْ بِیْ شَرًّا لَّھُمْ مِنِّیْ

الٰہی مجھے ان لوگوں کا بدل بخش جو میرے لیے اُن سے بہتر ہوں اور ان کو ایسا بدل بخش جو ان کے حق میں مجھ سے برا ہو۔

اکثر صحابہ وتابعین نے اس حادثہ جانکاہ پر اپنے دلی رنج و الم کو اشعار میں بیان کیا ہے چنانچہ اسمٰعیل بن محمد حمیری تابعی کہتے ہیں:

سَائِلْ قُرَیْشًا بِہٖ اِنْ کُنْتَ ذَا عَمَہٍ   مَنْ کَانَ اَثْبَتَھَا فِی الدِّیْنِ اَوْتَادًا

اے شخص اگر تجھے طلب ہے تو قریش سے سوال کر کہ دین میں کون سب سے زیادہ طاہر و پاک ہے

مَنْ کَانَ اَقْدَمَ اِسْلَامًا وَّ اَکْثَرَھَا   عِلْمًا وَّ اَطْھَرَھَا اَھْلًا وَّ اَوْلَادًا

اسلام میں کون سب سے زیادہ قدیم اور کثیر العلم تھا اور کس کے اہل و عیال سب سے زیادہ طاہر و پاک تھے۔

مَنْ کَانَ وَحَّدَ اللّٰہَ اِذْ کَانَتْ مُکَذِّبَۃً   یَدْعُوْا مِنَ اللّٰہِ اَوْثَانًا وَّ اَنْدَادًا

کس نے خدا کو ایک کہا جب کہ لوگ خدا کو جھٹلاتے اور بتوں اور دوسرے شرکا کو پکارتے تھے

مَنْ کَانَ یَقْدِمُ فِی الْھَیْجَاءِ اِنْ نَکَلُوْا   عَنْھَا وَاِنْ یَّبْخَلُوْا فِیْ اَزْمَۃٍ جَادَا

کون میدان جنگ میں نکلا کرتا تھا جبکہ اور لوگ سست ہو جاتے تھے اور کون سخاوت کرتا تھا جبکہ اور لوگ بخل کیا کرتے تھے۔

مَنْ کَانَ اَعْدَلَھَا حُکْمًا وَّ اَبْسَطَھَا   کَفًّا وَّ اَصْدَقَھَا وَعْدًا وَّ اِیْعَادًا

حکم میں کون زیادہ عادل اور سخاوت میں کون بڑھا ہوا تھا اور قول و قرار میں کون زیادہ سچا تھا

ابو الاسود دوئلی کے اشعار ہیں:

اَلَا عَیْنُ وَیْحَکِ اَسْعِدِیْنَا   اَلَا تَبْکِیْ اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَا

اے آنکھ ہماری کچھ مدد کر تو امیر المومنین کے لیے کیوں نہیں روتی

وَتَبْکِیْ اُمُّ کُلْثُوْمٍ عَلَیْہِ   بِعَبْرَتِھَا وَقَدْ رَأَتِ الْیَقِیْنَا

ام کلثوم اُن کے لیے آنسوؤں سے رو رہی ہیں اور اُن کی موت پر گریہ و زاری کر رہی ہیں

اَلَا قُلْ لِلْخَوَارِجِ حَیْثُ کَانُوْا   فَلَا قَرَّتْ عُیُوْنُ الْحَاسِدِیْنَا

خوارج کو جہاں کہیں بھی ہوں کہہ دو۔ خدا کرے حاسدوں کی آنکھ ٹھنڈی نہ ہو

اَفِیْ شَھْرِ الْحَرَامِ فَجَعْتُمُوْنَا   بِخَیْرِ النَّاسِ طُرًّا اَجْمَعِیْنَا

کیا تم نے شہر حرام میں ہی اس کی جدائی کا رنج پہنچایا تھا جو سب سے زیادہ نیک تھا تم نے اُسے قتل کر دیا

قَتَلْتُمْ خَیْرَ مَنْ رَکِبَ الْمَطَایَا   فَذَلَّلَھَا وَمَنْ رَکِبَ السَّفِیْنَا

تم نے اسے قتل کر دیا جو بحر و بر میں سواری کرنے والوں سے بہتر تھا

وَمَنْ لَبِسَ النِّعَالَ وَمَنْ حَذَاھَا   وَمَنْ قَرَأَ الْمَثَانِیْ وَالْمُبِیْنَا

اور جو پیادہ پا رہنہ ہوں یا کفش پوش، چلنے والوں اور قرآن پڑھنے والوں سے بہتر تھا

وَکُلُّ مَنَاقِبِ الْخَیْرَاتِ فِیْہِ   وَحُبُّ رَسُوْلِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَا

تمام فضائل ان میں جمع تھے۔ اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب تھے

لَقَدْ عَلِمَتْ قُرَیْشٌ حَیْثُ کَانَتْ   بِاَنَّکَ خَیْرُھُمْ حَسَبًا وَّ دِیْنًا

تمام قریش جانتے ہیں۔ وہ ان سب سے دین و حسب میں بہتر تھے

إِذَا اسْتَقْبَلْتَ وَجْهَ أَبِي حَسَنٍ — رَأَيْتَ الْبَدْرَ رَاقَ النَّاظِرِينَا

علی کرم اللہ وجہہ کا چہرہ دیکھ کر معلوم ہوتا تھا کہ ماہ کامل ناظرین کو محو کر رہا ہے

وَكُنَّا قَبْلَ مَقْتَلِهِ بِخَيْرٍ — نَرَى مَوْلَى رَسُولِ اللّٰهِ فِينَا

اورہم ان کی شہادت سے قبل اچھی حالت میں تھے۔ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب کو اپنے میں دیکھا کرتے تھے

يُقِيمُ الْحَقَّ لَا يَرْتَابُ فِيهِ — وَيَعْدِلُ فِي الْعِدَى وَالْأَقْرَبِينَا

وہ حق کو قائم رکھنے والے تھے اس میں شک نہ کرتے تھے وہ اعداء اور اقارب دونوں سے عدل کرتے تھے

وَلَيْسَ بِكَاتِمٍ عِلْمًا لَدَيْهِ — وَلَمْ يُخْلَقْ مِنَ الْمُتَكَبِّرِينَا

جو علم ان کے پاس تھا اس کو چھپاتے نہ تھے اور وہ مغرور و متکبر لوگوں میں سے نہ تھے

وَكَانَ النَّاسُ إِذْ فَقَدُوا عَلِيًّا — نَعَامٌ حَارَ فِي بَلَدٍ سِنِينَا

لوگوں نے جب علی کرم اللہ وجہہ کو کھو دیا تو وہ قحط زدہ رقبہ کے سرگرداں شتر مرغ جیسے ہو گئے

فَلَا تَشْمَتْ مُعَاوِيَةُ بْنَ صَخْرٍ — فَإِنَّ بَقِيَّةَ الْخُلَفَاءِ فِينَا

لوگو اب معاویہ بن صخر کو برا نہ کہو۔ کیونکہ اب وہ ہی ہم میں خلفاء کی یادگار ہیں۔

حلیہ آپ میانہ قد مائل بہ پستی سر پر کم اور باقی جسم پر بکثرت بال تھے۔ ڈاڑھی گھنی تھی سفید رو تھے۔

خصائص و عادات

شرف و مزیت سیدنا عبد اللہ بن عیاش بن ابی ربیعہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے

كَانَ لِعَلِيٍّ مَا شِئْتَ مِنْ ضِرْسٍ قَاطِعٍ فِي الْعِلْمِ وَكَانَ لَهُ الْبَسْطَةُ فِي الْعَشِيْرَةِ وَالْقِدَمُ فِي الْإِسْلَامِ وَالصِّهْرُ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

حضرت علی کرم اللہ وجہہ میں علم کی کامل پختگی و مضبوطی تھی اور قبائل میں ان کو عزت حاصل تھی۔ اُن کو قدامت اسلام اور دامادی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا شرف حاصل تھا نیز

ﻟﮧ اسد الغابہ فی احوال اصحابہ ذکر علی بن ابی طالب وتاریخ الخلفاء سیوطی

وَسَلَّمَ وَالْفِقْهُ فِي السُّنَّةِ وَالنَّجْدَةُ فِي الْحَرْبِ وَالْجُوْدُ فِي الْمَالِ۔

...سنت میں فقاہت اور جنگ میں بہادری اور مال میں جود و سخاوت کی فضیلت حاصل تھی۔

انکسار ایک شخص نے مبالغہ سے آپ کی تعریف کی تو فرمایا:

لَسْتُ كَمَا تَقُوْلُ أَنَا فَوْقَ مَا فِي نَفْسِكَ۔

یعنی میں ایسا نہیں ہوں جیسا کہ تم کہتے ہو۔ جو کچھ تمہارے دل میں ہے میں اس سے فائق نہیں ہوں۔

توکل ایک دیوار کے نیچے بیٹھ کر ایک مقدمہ کا فیصلہ فرمانے لگے کسی نے کہا دیوار گرنے والی ہے فرمایا:

اِمْضِ كَفٰى بِاللّٰهِ حَارِسًا

تم اپنی راہ لو میری حفاظت کرنے والا خدا کافی ہے

ذکاوت کسی نے کہا خدا تمہیں ہلاک کرے۔ فرمایا۔ مگر تیرے سینہ پر

علم و کمال سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا قول ہے:

عَلِيٌّ أَقْضَانَا

علی رضی اللہ عنہ ہم سب سے بڑھ کر قاضی (جج) ہیں

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ہے:

كُنَّا نَتَحَدَّثُ أَنَّ أَقْضَى أَهْلِ الْمَدِيْنَةِ عَلِيٌّ

ہم کہا کرتے تھے کہ اہل مدینہ میں علی کرم اللہ وجہہ سب سے بڑھ کر قاضی ہیں۔

ایک دوسری روایت میں ان کے یہ الفاظ ہیں:

أَفْرَضُ أَهْلِ الْمَدِيْنَةِ وَأَقْضَاهَا عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ۔

اہل مدینہ میں علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ قضا اور علم فرائض میں سب سے بڑھ کر ہیں۔

سید التابعین سعید بن المسیب رحمۃ اللہ تعالیٰ کا قول ہے کہ صحابہ میں سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کے سوا کوئی بھی ایسا نہیں جس نے یہ کہا ہو سَلُوْنِيْ مَا شِئْتُمْ جو چاہو مجھ سے پوچھ لو۔

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا قول ہے:

أَمَا إِنَّهُ أَعْلَمُ مَنْ بَقِيَ بِالسُّنَّةِ

اب علی کرم اللہ وجہہ سے بڑھ کر سنت کا عالم کوئی باقی نہیں رہا۔

ابو الاسود دوئلی کہتے ہیں کہ میں ایک دن سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کی خدمت مبارک میں حاضر ہوا دیکھا

ﻟﮧ ماخوذ از تاریخ الخلفاء سیوطی و اسد الغابہ فی احوال الصحابہ و سنن ترمذی و مشکوٰۃ ابواب المناقب ۱۲

متفکر بیٹھے ہیں۔ میں نے عرض کی یا امیرالمؤمنین متفکر کیوں ہو؟ فرمایا میں نے تمہارے شہر والوں کو دیکھا۔ بولنے میں غلطی کرتے ہیں۔ لہٰذا میرا خیال ہے کہ اصولِ عربیت میں کچھ تصنیف کر دوں۔ میں نے عرض کی اگر آپ ایسا کر دیں تو ہمارا احیاء فرمائیں گے اور ہم میں یہ زبان باقی رہ جائے گی پھر تین دن بعد میں حاضر ہوا میرے سامنے ایک کاغذ پھینک دیا اس پر تحریر تھا:

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْكَلَامُ كُلُّهٗ اِسْمٌ وَّفِعْلٌ وَّحَرْفٌ فَالْاِسْمُ مَا اَنْبَاَ عَنِ الْمُسَمّٰى وَالْفِعْلُ مَا اَنْبَاَ عَنْ حَرَكَةِ الْمُسَمّٰى وَالْحَرْفُ مَا اَنْبَاَ عَنْ مَعْنًى لَيْسَ بِاِسْمٍ وَّلَا فِعْلٍ۔

کلام تین قسم کا ہوتا ہے۔ اسم، فعل، حرف سو اسم وہ ہے جو مسمّٰی کی خبر دے اور خبر وہ ہے جو مسمّٰی کی حرکت بتائے اور حرف وہ ہے جو معنے بتائے لیکن اسم ہو نہ فعل۔

پھر فرمایا۔ اگر کچھ تیرے خیال میں آئے وہ اس پر ایزاد کر دینا پھر فرمایا ابوالاسود چیزیں تین قسم کی ہوتی ہیں۔ ظاہر، پوشیدہ، ظاہر نہ پوشیدہ۔ پھر میں چلا آیا۔ اور کچھ میں نے بھی اس میں اضافہ کیا۔ از اں جملہ اِنَّ۔ لَیْتَ لَعَلَّ حرف ناصبہ تھے۔ میں نے اُن کی اقسام تیار کیں۔ اور اسے آپ کی خدمت میں پیش کیا۔ فرمایا کَاَنَّ کیوں شامل نہیں کیا۔ میں نے کہا میرے نزدیک حرف ناصبہ نہیں۔ فرمایا یہ بھی ناصبہ ہے۔ چنانچہ میں نے یہ بھی ان میں ایزاد کر دیا۔

ابوالاسود سے یہ بھی روایت ہے کہ اس کی ابتدا عمر فاروق رضؓ نے کی تھی۔ انہوں نے یہ تبلایا تھا کہ ہر ایک فاعل مرفوع، ہر ایک مفعول منصوب اور ہر ایک مضاف الیہ مجرور ہوتا ہے[1]۔

میراث مخنث کا مسئلہ اور صحابہؓ کا باوجود مخالفت آپس میں استفسار کرنا

ایک بار سیّدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما نے آپ سے دریافت فرمایا کہ خنثیٰ مشکل کے متعلق کیا حکم ہے؟ آپ نے جواب میں تحریر فرمایا جس عضو سے وہ پیشاب کرتا ہے۔ اسی پر حکم میراث جاری ہوگا۔ پھر فرمایا خدا کا شکر ہے کہ میرا مخالف بھی مجھ سے استفسار کرتا ہے[2]۔

[1] تاریخ الخلفاء سیوطی
[2] تاریخ الخلفاء سیوطی

مسئلہ خلافت

امام حسن بصریؒ سے روایت ہے کہ جب آپ بصرہ تشریف لائے تو ابن الکواء اور قیس بن عباد، امیرالمؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ لوگ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ سے عہد کیا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ خلیفہ ہوں گے۔ لہٰذا جناب ہمیں حقیقت الامر سے آگاہ فرمائیں۔ اس امر کی تحقیق میں جناب سے زیادہ ثقہ کون ہو سکتا ہے؟

امیرالمؤمنین نے فرمایا:

اَمَّا اَنْ يَّكُوْنَ عِنْدِيْ عَهْدٌ مِّنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا وَاللهِ لَئِنْ كُنْتُ اَوَّلَ مَنْ صَدَّقَ بِهٖ فَلَا اَكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ كَذَبَ عَلَيْهِ وَلَوْ كَانَ عِنْدِيْ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَهْدٌ فِيْ ذٰلِكَ مَا تَرَكْتُ اَخَا بَنِيْ تَيْمِ بْنِ مُرَّةَ وَعُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُوْمَانِ عَلٰى مِنْبَرِهٖ لَقَاتَلْتُهُمَا بِيَدِيْ وَلَوْ لَمْ اَجِدْ اِلَّا بُرْدِيْ هٰذَا وَلٰكِنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يُقْتَلْ قَتْلًا وَّلَمْ يَمُتْ فَجْاَةً مَكَثَ فِيْ مَرَضِهٖ اَيَّامًا وَّلَيَالِيَ يَاْتِيْهِ الْمُؤَذِّنُ فَيُؤْذِنُهٗ بِالصَّلٰوةِ فَيَاْمُرُ اَبَا بَكْرٍ فَيُصَلِّيْ بِالنَّاسِ وَهُوَ يَرٰى مَكَانِيْ وَلَقَدْ اَرَادَتِ امْرَاَةٌ مِّنْ نِّسَائِهٖ اَنْ تَصْرِفَهٗ عَنْ اَبِيْ بَكْرٍ فَاَبٰى وَغَضِبَ وَقَالَ اَنْتُنَّ صَوَاحِبُ يُوْسُفَ مُرُوْا اَبَا بَكْرٍ يُّصَلِّيْ بِالنَّاسِ قَبَضَ اللهُ نَبِيَّهٗ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَظَرْنَا فِيْ اُمُوْرِنَا فَاخْتَرْنَا لِدُنْيَانَا مَنْ رَضِيَ نَبِيُّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِدِيْنِنَا

بخدا یہ تو غلط ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے کوئی عہد لیا تھا۔ جب میں نے سب سے اوّل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کی تو سب سے اوّل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ کیوں بولوں۔ اگر آپ کا کوئی مجھ سے عہد ہوتا تو ابوبکرؓ و عمرؓ کو کیوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر پر کھڑے ہونے دیتا۔ بلکہ اُن کے ساتھ میں بذاتِ خود جنگ کرتا۔ خواہ ایک بھی میرا ساتھ نہ دینے والا ہوتا۔ اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احوال پر غور کرو۔ اب یہ بھی غور کرو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل یا موت ناگہانی پیش نہیں آئی تھی بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو دنوں تک بیمار رہے۔ ہر وقت مؤذن نماز کی اجازت لینے آیا کرتا تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرما دیتے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو لے جاؤ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج میں سے ایک نے آپ کو اس ارادہ سے باز رکھنا چاہا تو آپ نے انکار کیا۔ اور غصّہ سے فرمایا کہ تم یوسف علیہ السلام کی سہیلیوں جیسی ہو۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہو وہی نماز پڑھائیں جب

وَكَانَتِ الصَّلٰوةُ اَصْلَ الْاِسْلَامِ وَهُوَ اَمِيْرُ الدِّيْنِ وَقِوَامُ الدِّيْنِ فَبَايَعْنَا اَبَا بَكْرٍ وَّكَانَ لِذٰلِكَ اَهْلًا لَمْ يَخْتَلِفْ عَلَيْهِ مِنَّا اثْنَانِ وَلَمْ يَشْهَدْ بَعْضُنَا عَلٰى بَعْضٍ وَلَمْ يَقْطَعْ مِنْهُ الْبَرَاءَ فَاَدَّيْتُ اِلٰى اَبِيْ بَكْرٍ حَقَّهٗ وَعَرَفْتُ لَهٗ طَاعَتَهٗ وَغَزَوْتُ مَعَهٗ فِيْ جُيُوْشِهٖ وَاَضْرِبُ بَيْنَ يَدَيْهِ الْحُدُوْدَ بِسَوْطِيْ فَلَمَّا قُبِضَ وَلَّاهَا عُمَرُ فَاَخَذَهَا لَمْ يَخْتَلِفْ عَلَيْهِ مِنَّا اثْنَانِ وَلَمْ يَشْهَدْ بَعْضُنَا عَلٰى بَعْضٍ وَلَمْ يَقْطَعْ مِنْهُ الْبَرَاءَ فَاَدَّيْتُ اِلٰى عُمَرَ حَقَّهٗ وَعَرَفْتُ لَهٗ طَاعَتَهٗ وَغَزَوْتُ مَعَهٗ فِيْ جُيُوْشِهٖ وَكُنْتُ اٰخُذُ اِذَا اَعْطَانِيْ وَاَغْزُوْا اِذَا اَغْزَانِيْ وَاَضْرِبُ بَيْنَ يَدَيْهِ الْحُدُوْدَ بِسَوْطِيْ فَلَمَّا قُبِضَ تَذَكَّرْتُ فِيْ نَفْسِيْ قَرَابَتِيْ وَسَابِقَتِيْ وَفَضْلِيْ وَاَنَا اَظُنُّ اَنْ لَا يَعْدِلَ بِيْ وَلٰكِنْ خَشِيَ اَنْ لَا يَعْمَلَ الْخَلِيْفَةُ بَعْدَهٗ ذَنْبًا اِلَّا لَحِقَهٗ فِيْ قَبْرِهٖ فَبَرِئَ مِنْهَا اِلٰى رَهْطٍ مِّنْ قُرَيْشٍ مِّنْهُمْ اَنَا لَاَحَدُهُمْ فَلَمَّا اجْتَمَعَ الرَّهْطُ ظَنَنْتُ اَنْ لَّا يَعْدِلُوْا بِيْ فَاَخَذَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ مَوَاثِيْقَنَا عَلٰى اَنْ نَّسْمَعَ وَنُطِيْعَ لِمَنْ وَلَّاهُ اللّٰهُ اَمْرَنَا ثُمَّ اَخَذَ بِيَدِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ وَضَرَبَ بِيَدِهٖ عَلٰى يَدِهٖ فَنَظَرْتُ فِيْ اَمْرِيْ فَاِذَا طَاعَتِيْ قَدْ سَبَقَتْ بَيْعَتِيْ وَاِذَا مِيْثَاقِيْ قَدْ اَخَذَ لِغَيْرِيْ فَبَايَعْنَا عُثْمَانَ فَاَدَّيْتُ لَهٗ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم انتقال فرما گئے تو ہم سب نے اپنی امارت کے بارہ میں غور کیا اور اس شخص کو اپنی دنیا کے لیے قبول کر لیا جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے دین کے لیے پسند فرمایا تھا کیونکہ نماز خالص دینی کام ہے دین کی جڑ اور دین کا بچاؤ ہے۔ پس ہم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بیعت کر لی جس کے وہ لائق تھے اسی لیے ہم میں سے کسی ایک نے بھی اختلاف نہ کیا اور کسی نے بھی ایک دوسرے کے خلاف بات نہ کی۔ اور نہ کوئی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ناراض ہوا۔ اسی لیے میں نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا حق بیعت ادا کیا اور ان کی اطاعت کی اور اُن کے لشکر میں شامل ہو کر ان کی طرف سے لڑا اور اُن کے سامنے اپنے درّہ سے حدود جاری کرتا رہا انہوں نے بوقتِ انتقال ہم پر عمر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ کیا۔ وہ خلیفہ ہوئے اور ہم میں سے کسی نے بھی اُن کا خلاف نہ کیا اور نہ کوئی اُن سے بیزار ہوا۔ میں نے عمر رضی اللہ عنہ کا حق بھی ادا کیا۔ اظہار اطاعت کیا اور اس کے لشکروں میں مل کر جہاد کیے وہ مجھے کچھ دیتے تو میں لے لیا کرتا وہ مجھے جہاد کو بھیجتے تو میں جایا کرتا اور ان کی تعمیل کرتا جب ان کا انتقال ہوا تب میں نے اپنے دل میں غور کیا۔ اور اپنی قرابت سبقت الی الاسلام اور دیگر اعمال وفضایل پر نظر کی تو مجھے خیال ہوا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے ہرگز میری خلافت سے اعراض نہیں کیا لیکن وہ ڈرے کہ کہیں ان کے مقرر کردہ خلیفہ کا گناہ خود ان کی

حَقَّهٗ وَعَرَفْتُ لَهٗ طَاعَتَهٗ وَغَزَوْتُ مَعَهٗ فِيْ جُيُوْشِهٖ وَكُنْتُ اٰخُذُ اِذَا اَعْطَانِيْ وَاَغْزُوْا اِذَا اَغْزَانِيْ وَاَضْرِبُ بَيْنَ يَدَيْهِ الْحُدُوْدَ بِسَوْطِيْ فَلَمَّا اُصِيْبَ نَظَرْتُ فِيْ اَمْرِيْ فَاِذَا الْخَلِيْفَتَانِ اللَّذَانِ اَخَذَاهَا بِعَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَيْهِمَا بِالصَّلٰوةِ قَدْ مَضَيَا وَهٰذَا الَّذِيْ قَدْ اَخَذَ لَهُ الْمِيْثَاقَ قَدْ اُصِيْبَ فَبَايَعَنِيْ اَهْلُ الْحَرَمَيْنِ وَاَهْلُ هٰذَيْنِ الْمِصْرَيْنِ فَوَثَبَ فِيْهَا مَنْ لَيْسَ مِثْلِيْ وَلَا قَرَابَتُهٗ كَقَرَابَتِيْ وَلَا عِلْمُهٗ كَعِلْمِيْ وَلَا سَابِقَتُهٗ كَسَابِقَتِيْ وَكُنْتُ اَحَقَّ بِهَا مِنْهُ[1]

قبر تک نہ پہنچے۔ چنانچہ انہوں نے خود کو اور اپنی اولاد کو خلافت کے متعلق علیحدہ رکھا۔ اگر آپ بخشش وعطایا کا اصول اختیار فرماتے تو اپنے بیٹے سے بڑھ کر کسی کو مستحق نہ سمجھتے۔ غرض انتخاب اب قریش کے چند شخصوں میں رکھ دیا گیا جن میں سے ایک میں بھی تھا جب لوگ انتخاب کے لیے جمع ہوئے تو میں نے خیال کیا کہ لوگ مجھ سے تجاوز نہ کریں گے عبدالرحمن بن عوف نے ہم سے عہد وپیمان لیے کہ جو کوئی شخص خلیفہ مقرر کیا جائے ہم اس کی اطاعت کریں گے۔ پھر انہوں نے عثمان رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ لیا۔ میں نے غور کیا کہ میرا اقرار اطاعت میری بیعت پر مقدم ہے اور میرا میثاق دوسرے کے حق میں موجود ہے۔ لہذا میں نے عثمان رضی اللہ عنہ سے بیعت کر لی۔ اور میں نے اُن کا حق بیعت ادا کیا۔ اور میں اُن کے سامنے اظہار اطاعت کرتا۔ مجھے وہ جس لشکر میں بھیجتے میں اُس میں جا کر جہاد کرتا اور جب وہ مجھے کچھ دیتے تو میں لے لیا کرتا اور ان کے سامنے میں حدود کی تعمیل جاری کرتا تھا۔ جب وہ بھی نشانۂ مصیبت بنے تو میں نے دیکھا اور خیال کیا کہ وہ دونوں تو گزر گئے جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارا امام بنایا تھا اور وہ بھی جس کے لیے مجھ سے وعدہ لے لیا گیا تھا۔ اس وقت اہل حرمین اور ان دو شہروں (یعنی کوفہ وبصرہ) کے باشندوں نے میری

[1] تاریخ الخلفاء سیوطی

بیعت کرلی۔ اب اس امر میں ایک شخص میرا مقابل بن گیا ہے جو میرے مقابل کا نہیں ہے۔ جسے نہ قرابت رسول میں میرے ساتھ کوئی برابری ہے نہ علم میں اور نہ سبقت الی الاسلام میں۔ اور میں ہر حالت میں اس سے بڑھ کر مستحق خلافت ہوں۔

اقوال

جناب امیر علیہ السلام کا قول ہے:

(۱) يَا حَمَلَةَ الْقُرْآنِ اِعْمَلُوْا بِهٖ فَاِنَّمَا الْعَالِمُ مَنْ عَلِمَ ثُمَّ عَمِلَ بِمَا عَلِمَ وَوَافَقَ عِلْمُهٗ عَمَلَهٗ وَسَيَكُوْنُ اَقْوَامٌ يَحْمِلُوْنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ وَ يُخَالِفُ سَرِيْرَتُهُمْ عَلَانِيَتَهُمْ وَيُخَالِفُ عَمَلُهُمْ عِلْمَهُمْ يَجْلِسُوْنَ حَلَقًا فَيُبَاهِيْ بَعْضُهُمْ بَعْضًا حَتّٰى اَنَّ الرَّجُلَ يَغْضَبُ عَلٰى جَلِيْسِهٖ اَنْ يَجْلِسَ اِلٰى غَيْرِهٖ وَيَدَعَهٗ۔

اے حاملین قرآن! قرآن پر عمل کرو۔ کیونکہ عالم وہی ہے جس نے علم حاصل کیا۔ اور اپنے علم کو عمل سے موافق کیا۔ عنقریب قومیں آئیں گی علم حاصل کریں گی جو ان کے حلق سے نیچے نہ اترے گا اور ان کا باطن ان کے خلاف ہوگا۔ ان کے اعمال ان کے علم کے خلاف ہوں گے۔ وہ حلقہ باندھ کر بیٹھیں گے اور ایک دوسرے پر فخر کریں گے یہاں تک کہ ایک شخص اپنے جلیس پر اس لیے خفا ہوگا کہ وہ دوسرے کے پاس کیوں جا بیٹھا اور اسے چھوڑ دیگا۔

۲۔ اور فرمایا: قِرَاءَتُكَ عَلَى الْعَالِمِ وَقِرَاءَةُ الْعَالِمِ عَلَيْكَ سَوَاءٌ۔

تم عالم کو پڑھ کر سناؤ یا عالم تمہیں پڑھ کر سنائے دونوں برابر ہیں۔

۳۔ اور فرمایا: اَلْفَقِيْهُ مَنْ لَمْ يُقَنِّطِ النَّاسَ مِنْ رَحْمَةِ اللّٰهِ وَلَمْ يُرَخِّصْ لَهُمْ فِيْ مَعَاصِي اللّٰهِ وَلَمْ يُؤْمِنْهُمْ مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ وَلَمْ يَدَعِ الْقُرْآنَ رَغْبَةً عَنْهُ اِلٰى غَيْرِهٖ اِنَّهٗ لَا خَيْرَ فِيْ عِبَادَةٍ لَا عِلْمَ فِيْهَا وَلَا عِلْمَ لَا فَهْمَ مَعَهٗ وَلَا قِرَاءَةَ لَا تَدَبُّرَ فِيْهَا۔

فقیہ کامل وہ ہے جو لوگوں کو رحمت باری سے ناامید نہ کرے اور نہ ہی ان کو گناہوں کی رخصت دیدے اور نہ ان کو عذاب الٰہی سے بے خوف کردے اور نہ ہی قرآن سے بے رغبت ہوکر دوسری شے پر مائل ہوجائے۔ عبادت میں بغیر علم کے بھلائی نہیں علم بغیر فہم کے کچھ نہیں اور وہ قراءت ہی نہیں جس میں تدبر نہ ہو۔

۴۔ فرمایا: خَمْسٌ خُذُوْهُنَّ عَنِّيْ لَا يَخَافَنَّ اَحَدٌ اِلَّا ذَنْبَهٗ وَلَا يَرْجُوْا اِلَّا رَبَّهٗ وَلَا يَسْتَحْيِيْ مَنْ لَا يَعْلَمُ اَنْ يَتَعَلَّمَ

پانچ باتیں ہیں مجھ سے حاصل کرلو (۱) انسان کو اپنے گناہ کے سوا کسی چیز سے بھی خوف نہ کرنا چاہیے (۲) اور بجز اپنے پروردگار کے کسی

وَلَا يَسْتَحْيِيْ مَنْ يَعْلَمُ اِذَا سُئِلَ عَمَّا لَا يَعْلَمُ اَنْ يَقُوْلَ اللّٰهُ اَعْلَمُ وَاِنَّ الصَّبْرَ مِنَ الْاِيْمَانِ بِمَنْزِلَةِ الرَّاْسِ مِنَ الْجَسَدِ۔

سے امید نہ رکھنی چاہیے جسے علم نہ ہو اسے سیکھنے میں شرم نہ رکھنی چاہیے (۳) اگر عالم سے کسی ایسی بات کا سوال کیا جائے جسے وہ نہیں جانتا تو وہ واللہ اعلم کہنے میں شرم نہ کرے (۴) صبر کا ایمان میں وہی درجہ ہے جو سر کا بدن میں ہے۔

۵۔ فرمایا: كُوْنُوْا بِقَبُوْلِ الْعَمَلِ اَشَدَّ اهْتِمَامًا مِنْكُمْ بِالْعَمَلِ فَاِنَّهٗ لَنْ يُقْبَلَ عَمَلٌ اِلَّا مَعَ التَّقْوٰى۔

قبول عمل میں سخت اہتمام کیا کرو۔ کیونکہ عمل بغیر تقویٰ قبول نہیں ہوتا۔

۶۔ فرمایا: اَلتَّوْفِيْقُ خَيْرُ قَائِدٍ وَحُسْنُ الْخُلُقِ خَيْرُ قَرِيْنٍ وَالْعَقْلُ خَيْرُ صَاحِبٍ وَالْاَدَبُ خَيْرُ مِيْرَاثٍ وَالْوَحْشَةُ اَشَدُّ مِنَ الْعُجْبِ۔

توفیق اچھی راہ نما ہے اور حسن خلق نیک ہم نشین اور عقل عمدہ مصاحب اور ادب نیک میراث ہے اور وحشت غرور سے بھی زیادہ بری ہے۔

۷۔ فرمایا: مَنْ اَرَادَ اَنْ يُنْصِفَ النَّاسَ مِنْ نَفْسِهٖ فَلْيُحِبَّ لَهُمْ مَا لِنَفْسِهٖ۔

جو لوگوں میں انصاف کرنا چاہے اسے چاہیے کہ ان کے لیے وہی بات پسند کرے جو اپنے نفس کے لیے پسند کرتا ہے۔

۸۔ فرمایا: اِنَّ لِلنَّكَبَاتِ نِهَايَاتٍ لَابُدَّ لِاَحَدٍ اِذَا نُكِبَ مِنْ اَنْ يَنْتَهِيَ اِلَيْهَا فَيَنْبَغِيْ لِلْعَاقِلِ اِذَا اَصَابَتْهُ نَكْبَةٌ اَنْ يَنَامَ لَهَا حَتّٰى يَنْقَضِيَ مُدَّتُهَا فَاِنَّ فِيْ دَفْعِهَا قَبْلَ انْقِضَاءِ مُدَّتِهَا زِيَادَةً فِيْ مَكْرُوْهِهَا۔

مصائب کی انتہائیں بھی ہوتی ہیں جب کوئی مصیبت آتی ہے تو انتہا کو ضرور پہنچتی ہے بس عاقل کو چاہیے کہ وہ مصیبت میں گرفتار ہو تو اس پر صبر کرے کیونکہ اس مدت انتہا سے پیشتر اسے دفع کرنے میں اس کی برائیاں زیادہ ہوں گی۔

۹۔ فرمایا: اَلْقَرِيْبُ مَنْ قَرَّبَتْهُ الْمَوَدَّةُ وَاِنْ بَعُدَ نَسَبُهٗ وَالْبَعِيْدُ مَنْ بَاعَدَتْهُ الْعَدَاوَةُ وَاِنْ قَرُبَ نَسَبُهٗ وَلَا شَيْءَ اَقْرَبُ مِنْ يَدٍ اِلٰى جَسَدٍ وَاِنَّ الْيَدَ اِذَا فَسَدَتْ قُطِعَتْ وَاِذَا قُطِعَتْ حُسِمَتْ۔

انسان کا قریبی وہ ہے جسے محبت نے قریب کردیا ہو اگرچہ نسب میں بعید ہو۔ بعید وہ ہے جسے عداوت نے بعید کردیا ہو اگرچہ نسب میں قریب ہو۔ دیکھو جسم سے قریب تر ہاتھ ہے اور جب ہاتھ فاسد ہوجاتا ہے تو کاٹ کر علیحدہ کردیا جاتا ہے اور جب

کاٹ دیا جاتا ہے تو داغ دیا جاتا ہے۔

۱۰۔ فرمایا: كُونُوا فِي النَّاسِ كَالنَّحْلَةِ فِي اَجْوَافِهَا مِنَ الْبَرَكَةِ لَمْ يَفْعَلُوا ذٰلِكَ يُخَالِطُوا النَّاسَ بِاَلْسِنَتِكُمْ وَاَجْسَادِكُمْ وَزَايِلُوهُمْ بِاَعْمَالِكُمْ وَقُلُوبِكُمْ فَاِنَّ لِلْمَرْءِ مَا اكْتَسَبَ وَهُوَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مَعَ مَنْ اَحَبَّ۔

سب سے مل جل کر رہو جیسے شہد کی مکھی اپنے چھتے میں رہتی ہے۔ لوگوں کے ساتھ اپنے جسم اور زبان سے ملے رہو اور اپنے اعمال اور قلوب سے علیحدہ رہو۔ قیامت کے دن آدمی کو اسی کا بدلہ ملے گا جو کمائے گا اور وہ قیامت کے دن اسی کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبّت رکھتا ہے۔

۱۱۔ فرمایا: كُلُوا الرُّمَّانَ بِشَحْمِهِ فَاِنَّهُ دِبَاغُ الْمَعِدَةِ۔[1]

انار کو اس پتلی جھلی کے ساتھ کھاؤ جو دانوں کے ساتھ نکلتی ہے کیونکہ وہ معدہ کو پکا دیتی ہے۔

درود نہ پڑھنے کی برائی اور بخیل کی تعریف

امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَلْبَخِيلُ الَّذِي مَنْ ذُكِرْتُ عِنْدَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ[2]

بخیل وہ ہے جس کے سامنے میرا ذکر ہو پھر وہ مجھ پر درود نہ پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ عَلٰى نَبِيِّكَ الْكَرِيْمِ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ

فضایل ومناقب

سیّدنا علی کرم اللہ وجہہ کے فضایل سے ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ تبوک میں ان سے فرمایا:

[1] یہ تمام اقوال تاریخ الخلفاء سیوطی سے ماخوذ ہیں۔

[2] علامہ الاقوام ... ترمذی ونسائی ... ابن حبان ومستدرک حاکم

اَنْتَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰى اِلَّا اَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي۔[1]

تم میرے نزدیک ایسے ہو جیسے موسٰی علیہ السلام کے ساتھ ہارون علیہ السلام کی منزلت تھی مگر فرق یہ ہے کہ میرے بعد نبی نہیں ہے۔

جناب امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت ہے کہ:

وَالَّذِي خَلَقَ الْحَبَّةَ وَبَرَاَ النَّسَمَةَ اَنَّهُ لَعَهْدُ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَيَّ اَنْ لَا يُحِبُّنِي اِلَّا مُؤْمِنٌ وَلَا يُبْغِضُنِي اِلَّا مُنَافِقٌ۔[2]

مجھے اس ذات کی قسم جس نے اناج اور نباتات کو پیدا کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے بطور عہد فرمایا کہ تم سے نہیں محبت کریگا مگر مومن اور نہیں بغض رکھے گا مگر منافق۔

غزوہ خیبر میں ایک شب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَاُعْطِيَنَّ هٰذِهِ الرَّايَةَ غَدًا رَجُلًا يَفْتَحُ اللّٰهُ عَلٰى يَدَيْهِ يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ۔

میں کل یہ جھنڈا اس شخص کو دوں گا جس کے ہاتھ پر اللہ فتح دے گا وہ اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتا ہے۔ اور اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس سے محبت کرتے ہیں۔

اگلے دن صبح ہوئی لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مبارک میں حاضر ہوئے ان میں سے ہر ایک شخص امیدوار تھا کہ نشان اس کو ملے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ علی رضی اللہ عنہ کہاں ہیں؟ لوگوں نے کہا انہیں آشوب چشم ہے آدمی بھیجا گیا۔ علی رضی اللہ عنہ آگئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لب مبارک ان کی آنکھوں پر لگایا فوراً اچھے ہو گئے گویا درد تھا ہی نہیں تب ان کو رایت ظفر عطا فرمایا۔[2]

فرمایا: مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ[3]

جس کا میں دوست ہوں اس کا علی رضی اللہ عنہ بھی دوست ہے

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کے درمیان مواخات قائم فرمائی۔ علی رضی اللہ عنہ آئے ان کی آنکھوں میں آنسو تھے۔ عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جناب

[1] مشکوٰۃ متفق علیہ باب مناقب علی بن ابی طالب عن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ

[2] مشکوٰۃ بحوالہ مسلم

[2] مشکوٰۃ متفق علیہ باب مناقب علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ عن سہل بن سعد رضی اللہ عنہ

[3] سنن ترمذی بروایت ابی سریحہ وزید بن ارقم رضی اللہ عنہما

نے اپنے صحابہ رضؓ کے درمیان مواخات عقد فرمائی اور سیرا کسی کے ساتھ بھی بھائی چارہ نہیں کرایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَنْتَ اَخِیْ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ[۱] — تم میرے بھائی ہو دنیا اور آخرت میں

از انجملہ آپ کے مناقب سے ہے کہ آپ بچپن سے ہی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی صحبت و تربیت میں رہے نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دامادی کا شرف بھی آپ کو حاصل ہے اور آیت مباہلہ کے نزول پر رسول اللہ صلے اللہ صلی وسلم نے آپ کو حسنین اور سیدہ فاطمۃ الزہرا رضوان اللہ علیہم اجمعین کو بلا کر فرمایا اَللّٰھُمَّ ھٰٓؤُلَآءِ اَھْلِیْ[۲] اے خدا یہ میرے اہل ہیں۔

فصل

جامع مناقب وفضایل خلفاء الراشدین المہدیین رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

سیدنا سفینہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

اَلْخِلَافَۃُ ثَلٰثُوْنَ عَامًا ثُمَّ یَکُوْنُ بَعْدَ ذٰلِکَ الْمُلْکُ[۳] — خلافت تیس سال ہے۔ اس کے بعد بادشاہت ہو جاوے گی۔

سیدنا ابو عبیدہ بن الجراح سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

اِنَّ اَوَّلَ دِیْنِکُمْ بَدْءُ النُّبُوَّۃِ وَرَحْمَۃٌ ثُمَّ یَکُوْنُ خِلَافَۃً وَّرَحْمَۃً ثُمَّ یَکُوْنُ مُلْکًا وَّجَبْرِیَّۃً[۴] — تمہارے دین کی ابتدا میں نبوت و رحمت ہے پھر خلافت و رحمت ہو گی۔ پھر بادشاہی و جبریت ہو جائے گی۔

فرمایا: عَلَیْکُمْ بِسُنَّتِیْ وَسُنَّۃِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ الْمَھْدِیِّیْنَ[۵] — تم پر میری سنت کا اور میرے خلفاء الراشدین المہدیین کی سنت کا اتباع لازم ہے۔

---

۱ رواہ الترمذی فقال حسن غریب
۲ سنن ترمذی
۳ تاریخ الخلفاء سیوطی
۴ سیوطی
۵ سیوطی

علماء کا قول ہے کہ یہ تیس سال جن کا ذکر حدیث مذکورۃ الصدر میں کیا گیا ہے چاروں صحابہ عشرہ مبشرہ سے اور امام حسن رضی اللہ عنہم کی مدت امامت میں ختم ہو جاتے ہیں۔

تفصیل مدت حکومت خلافت راشدہ

مدت خلافت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ	۲ سال ۳ ماہ ۹ دن
مدت خلافت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ	۱۰ سال ۵ ماہ ۴ دن
مدت خلافت حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ	۱۲ سال ۱۱ دن
مدت خلافت حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ	۴ سال ۹ ماہ
مدت خلافت حضرت امام حسن المجتبیٰ رضی اللہ عنہ	۶ ماہ
میزان	۲۹ سال ۱۱ ماہ ۲۴ دن

امین الامت سیدنا ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ

نام و نسب آپ کا نام و نسب عامر بن عبداللہ بن الجراح بن ہلال بن اہیب بن عقبہ بن الحارث بن فہر بن مالک بن النضر بن کنانہ بن خزیمہ اور کنیت ابو عبیدہ ہے۔ جراح ان کے دادا کا نام ہے۔

آپ کی والدہ قبیلہ بنی حارث کی خاتون تھیں۔ برکات اسلام سے بہرہ ور ہوئیں۔

قبول اسلام آٹھ شخصوں کے بعد اسلام لائے۔ ان سے پہلے سیدنا طلحہ بن عبید اللہ نے اسلام قبول کیا تھا۔

خدمات ہجرت حبشہ و ہجرت مدینہ ہر دو ہجرتیں کیں۔ تمام غزوات میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب رہے۔ خلافت شیخین میں فتوحات شام و عراق اور فلسطین میں عساکر اسلامیہ کے سپہ سالار رہے۔

فضایل آپ کا والد اسلام نہیں لایا تھا۔ جنگ بدر میں انہوں نے اس سے بھی قتال کیا۔ اس واقعہ

اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

لَا تَجِدُ قَوْمًا یُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ یُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ [1]

اللہ اور قیامت پر ایمان رکھنے والوں کو تم کبھی نہ دیکھو گے کہ وہ خدا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں سے محبت رکھتے ہیں اگرچہ وہ اُن کے ماں باپ ہوں یا بیٹا بیٹی۔

یوم اُحد کو نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرق مبارک میں زرہ کے دونوں حلقے کھب گئے۔ سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے اُن کو اپنے دانتوں میں دبا کر کھینچا اور وہ چہرہ مبارک سے نکل آئے مگر ان کے سامنے کے دونوں دانت نکل گئے۔ خدا کی قدرت دانت نکلنے سے ان کا چہرہ پہلے سے زیادہ خوبصورت معلوم ہوتا تھا۔ واقعہ سقیفہ میں انہی کی نسبت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا کہ ان دو شخصوں (یعنی ابوعبیدہ و عمر رضی اللہ عنہما) میں سے کسی ایک کو امر خلافت کے لیے انتخاب کر لو۔

جب امیر المومنین سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی جگہ عساکر شام کا سپہ سالار بنایا تو سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اس تقرر پر آپ کی نسبت فرمایا تھا۔ لوگو! تم پر اس امت کے امین کو حاکم بنایا گیا ہے۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لِكُلِّ اُمَّةٍ اَمِیْنٌ وَّاَمِیْنُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اَبُوْعُبَیْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ [2]

ہر امت کے لیے ایک امین ہوتا ہے اور اس اُمت کے امین ابوعبیدہ بن الجراح ہیں۔

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مواخات میں ان کا انصاری بھائی سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو قرار فرمایا تھا۔

سیدنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے ایک بار نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔ کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ پیارا کون ہے۔ فرمایا ابوبکر پھر عمر پھر ابوعبیدہ رضی اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین۔

زُہد

سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر حد درجہ خوف خدا غالب تھا طبیعت میں کمال زھد اور تواضع تھی۔

[1] پارہ ۲۸، رکوع ۳

[2] بخاری و مسلم کذا فی المشکوٰۃ ص ۵۶۶

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ ملک شام میں تشریف لائے۔ ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ ان ایام میں ممالک شام و فلسطین کی افواج اسلامی کے امیر العساکر تھے تو انھوں نے ان کے خیمہ میں سوائے تلوار اور ڈھال کے اور کچھ نہ دیکھ کر فرمایا:

لَوِاتَّخَذْتَ مَتَاعًا اَوْ قَالَ شَیْئًا

کاش آپ کچھ اسباب تو رکھ لیتے۔

سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے کہا

یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ اِنَّ هٰذَا سَیُبَلِّغُنَا الْمَقِیْلَ

یا امیر المومنین ہماری یہی حالت ہمیں بہت جلد ہماری آسایش گاہ تک پہنچا دے گی۔

وعظ و نصیحت

آپ کبھی کبھی وعظ و نصیحت بھی فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ امارت شام کے زمانہ میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا:

اَلَا رُبَّ مُبَیِّضٍ ثِیَابَهٗ وَمُدَنِّسٍ لِدِیْنِهٖ اَلَا رُبَّ مُكْرِمٍ لِّنَفْسِهٖ وَهُوَ عَدُوٌّ مُّهِیْنٌ اِدَّارَءُوْا السَّیِّئَاتِ الْقَدِیْمَاتِ بِالْحَسَنَاتِ الْحَدِیْثَاتِ فَلَوْ اَنَّ اَحَدَكُمْ عَمِلَ مِنْ سَیِّئَاتٍ مَا بَیْنَهٗ وَبَیْنَ السَّمَآءِ ثُمَّ عَمِلَ حَسَنَةً لَعَلَتْ فَوْقَ سَیِّئَاتِهٖ حَتّٰی اَقْهَرَتْهُنَّ۔

خبردار بہت لوگ اپنا لباس اُجلا رکھتے ہیں مگر اپنا دین میلا رکھتے ہیں۔ خبردار بہت لوگ اپنے نفس کو عزیز رکھتے ہیں مگر وہی ذلیل دشمن ہے۔ لوگو اپنی پرانی برائیوں کو نئی نیکیوں سے دور کرو۔ اگر کسی نے زمین و آسمان کے خلاء کو بھر دینے والی برائیاں بھی کی ہوں گی اور پھر وہ اُن کے بعد نیکی کرے گا تو وہ نیکی اُن سب پر غالب آجائے گی اور سب کو دبا لے گی۔

علم و فضل

آپ سے عرباض بن ساریہ، جابر بن عبد اللہ، ابوامامہ باہلی، ابوثعلبہ اور سمرہ بن جندب وغیرہم صحابہ رضی اللہ عنہم نے احادیث روایت کی ہیں۔

وفات

۱۸ھ ہجری میں جہان فانی سے عالم بقا کی طرف آپ نے انتقال فرمایا۔ طاعون عمواس میں آپ اور آپ کے اعزہ و اقارب طاعون سے محفوظ رہے۔ تو ایک دن آپ نے فرمایا۔ اے خدا آل ابی عبیدہ سے بھی اپنا حصہ لے لے۔ چنانچہ ان کی ایک انگلی پر طاعون کا ایک چھوٹا سا دانہ نکل آیا۔ لوگوں نے کہا یہ کچھ خطرناک نہیں ہے۔ فرمایا میں خیال کرتا ہوں۔ کہ اللہ اسی میں برکت دے دیگا جب وہ برکت دیتا ہے تو تھوڑی سی چیز بہت ہو جاتی ہے۔ ایک روز عمواس سے بہ نیت نماز بیت المقدس کو جا رہے تھے کہ موضع فحل پہنچ کر وفات پا گئے۔

آپ کا مدفن عمواس بار ملہ بیان کیا جاتا ہے۔ اولاد کوئی باقی نہیں رہی۔ اٹھاون سال کی عمر پائی۔

حلیہ: آپ لانبا قد۔ نحیف البدن۔ تپلا چہرہ اور ہلکی ڈاڑھی والے تھے خضاب کا استعمال فرمایا کرتے تھے۔

سیّدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ

نسب سعد نام اور کنیت ابو اسحاق ہے اور سعد بن ابی وقاص کے نام سے معروف ہیں۔ ابی وقاص کا نام مالک بن وہیب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب بن مرہ ہے۔ آپ کی والدہ حمنہ بنت سفیان بن امیہ بن عبد شمس ہیں۔ آپ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ کے چچازاد بھائی ہیں۔ کیونکہ سیّدہ آمنہ کے والد وہیب ہیں۔ جو سیدنا سعد کے والد ابی وقاص کے بھائی ہیں۔ اسی لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی ایک مواقع پر سیّدنا سعد رضی اللہ عنہ کو ماموں کہہ کر مخاطب فرمایا تھا۔

قبول اسلام ابتدائے بعثت ہی میں اسلام لائے۔ آپ چھٹے بروایت چوتھے مسلمان ہیں۔ آپ کا خود اپنا قول ہے کہ قبول اسلام کے وقت آپ سترہ سالہ جوان تھے۔ ابھی چہرہ پر سبزہ بھی نہ آیا تھا۔ یہ بھی آپ کا بیان ہے کہ فرضیت نماز سے پیشتر اسلام لائے۔ آپ کی لڑکی سیدہ عائشہ آپ سے روایت کرتی ہیں۔ کہ آپ نے فرمایا کہ میں نے مسلمان ہونے سے پیشتر خواب دیکھا کہ میں کسی تاریک جگہ پر کھڑا ہوں۔ جہاں کچھ نظر نہیں آتا یکایک چاند روشن ہو گیا۔ میں اس کی طرف چلا اور یہ دیکھ رہا ہوں کہ کون کون سبقت لے گئے ہیں۔ میں نے زید بن حارثہ، علی بن ابی طالب اور ابوبکر رضی اللہ عنہم کو دیکھا۔ میں نے ان سے دریافت کیا کہ تم لوگ یہاں کب پہنچے کہا ابھی۔

اس خواب سے چند روز بعد سننے میں آیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پوشیدہ دعوت اسلام دے رہے ہیں چنانچہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز عصر کے بعد اجیاد کی گھاٹی میں ملا اور مسلمان ہو گیا۔ اور اصحاب مذکور کے سوا مجھ سے پہلے کوئی سابق نہیں تھا۔ آپ اپنی والدہ کے بہت فرماں بردار تھے۔ ان کو معلوم ہوا تو کہا۔ سعدؓ یہ دین کیسا ہے؟ مجھے قسم ہے کہ جب تک تو اس کو ترک نہ کرے گا۔ نہ کھاؤں گی نہ پیوں گی۔ یونہی

[1] خوذ از اسد الغابہ و ذکر ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ

بھوکی پیاسی رہ کر جان دے دوں گی اور لوگ تجھے ملعون کریں گے۔ میں نے کہا میں تیرے لیے اپنا دین ہرگز نہ چھوڑوں گا۔ چنانچہ میری والدہ نے کھانا پینا بالکل ترک کر دیا اور بہت بے چین رہیں۔ اس پر میں نے کہا۔ اگر آپ کی ایسی ایسی ہزار جانیں بھی ہوتیں اور وہ سب ایک ایک کر کے نکل جاتیں تب بھی میں اپنے مذہب سے علیحدگی نہ کرتا۔ آخر میرے اس استقلال پر وہ کھانے پینے لگ گئیں۔ اس واقعہ پر اللہ تعالیٰ نے میرے ہی بارے میں یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔

وَاِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰٓى اَنْ تُشْرِكَ بِىْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِى الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا [1]

اگر تیرے ماں باپ یہ کوشش کریں کہ تو میرے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرائے جس کا تجھے کوئی علم نہیں تب تو اس وقت ان کا کہنا نہ مان۔ ہاں دنیا میں ان کے ساتھ اچھا سلوک کرتا رہ۔

فضائل و خدمات آپ عشرہ مبشرہ اور اصحاب شوریٰ کے ۶ ارکان میں سے تھے۔ صاحب جہاد عظیم و فتوحات فخیم ہیں۔ ان کے مناقب کثیر اور خدمات کبیر ہیں۔ مسلمانوں کے دلوں میں ان کی عزت و عظمت جاری و ساری تھی۔ بدر، احد، احزاب و حنین اور جملہ تمام غزوات و مشاہد میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب رہے۔ خلافت شیخین تک برابر مہمات میں سرگرم رہے۔ عراق میں امرائے افواج اسلامیہ میں ایک تھے۔ مہم فارس کے سپہ سالار۔ اور مدائن کسریٰ کے فاتح آپ ہی ہیں۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی جانب سے ایک مدت تک والیٔ عراق رہے۔ پھر سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی طرف سے کوفہ کے والی ہوئے۔ شہر کوفہ اور نہر سعد آپ ہی کے عہد ولایت کی یادگاریں ہیں۔

ابتدائے بعثت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام نماز پہاڑیوں کی گھاٹیوں میں چھپ کر ادا کیا کرتے تھے۔ ایک دن مشرکین کی ایک جماعت آنکلی۔ اسلام اور مسلمانوں کی نسبت ناشائستہ الفاظ کہنے شروع کیے۔ حتیٰ کہ دونوں میں لڑائی ہو پڑی۔ آپ نے ایک مشرک کو اونٹ کا کلّا اٹھا کر دے مارا جس سے وہ زخمی ہو گیا۔ اسلام میں یہ پہلا خون تھا جو فی سبیل اللہ بہایا گیا۔ غزوہ احد کے دن ایک ہزار تیر چلائے تھے[2]۔ چنانچہ سیدنا علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ

[1] پارہ ۲۱، رکوع ۱۱

[2] اسد الغابہ

مَا سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمَعَ أَبَوَيْهِ لِأَحَدٍ إِلَّا سَمِعْتُهُ يَقُولُ يَوْمَ أُحُدٍ يَا سَعْدُ ارْمِ فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي[1]

میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی ایک کے لیے بھی ماں باپ دونوں کو جمع کرتے ہوئے نہیں سنا مگر احد کے دن میں نے ایسا فرماتے ہوئے سنا کہ اے سعد رضی اللہ عنہ تیر چلا تجھ پر میری ماں اور باپ قربان ہوں۔

دوسری روایت میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح فرمایا:

ارْمِ أَيُّهَا الْغُلَامُ الْحَزَوَّرُ[2]

اے زور آور نوجوان تیر چلا۔

نیز نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اِن کے حق میں دعا فرمائی۔

اللّٰهُمَّ اسْتَجِبْ إِذَا دَعَاكَ

اے خدا جب سعد رضی اللہ عنہ تجھ سے دعا کرنے تو اُسے قبول فرما

ایک اور روایت میں ہے۔

اللّٰهُمَّ سَدِّدْ رَمْيَتَهُ وَأَجِبْ دَعْوَتَهُ[3]

الٰہی اس کے تیر کو نشانہ پر بٹھا اور اس کی دعا کو قبول فرما

شہسوارانِ اسلام میں اِن کی شہرت تھی۔ ولایت کوفہ کے زمانہ میں وہاں کے بعض اشرار نے آپ کی سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے شکایات کیں تو آپ نے ان کے جواب میں فرمایا۔ میں عرب میں پہلا شخص ہوں جس نے راہ خدا میں تیر پھینکا۔ بخدا ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں جہاد کیا۔ ہماری خوراک بجز خاردار درختوں کے پتوں کے کچھ نہ تھی۔ ہماری حالت یہ ہو گئی تھی کہ بکریوں کی مینگنیوں کی مانند پاخانہ کرتے تھے جس میں رطوبت کا نام نہ ہوتا تھا۔ اب بنو اسد ہم کو امورِ دین میں نصیحت کرتے ہیں۔ بخدا اگر اب بھی میں ان سے کم رہا تو ضرور ناکام رہا۔[4]

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے:

سَهِرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقْدَمَهُ الْمَدِينَةَ لَيْلَةً فَقَالَ لَيْتَ رَجُلًا صَالِحًا يَحْرُسُنِي إِذْ سَمِعْنَا صَوْتَ سِلَاحٍ

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شروع شروع میں مدینہ آئے تھے تو ایک شب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نیند اُچاٹ ہو گئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

۱۔ مشکوٰۃ متفق علیہ

۲۔ مشکوٰۃ بحوالہ سنن ترمذی باب مناقب عشرہ مبشرہ

۳۔ مشکوٰۃ ایضاً ص ۵۶۶

۴۔ مشکوٰۃ ایضاً

فَقَالَ مَنْ هٰذَا؟ قَالَ أَنَا سَعْدٌ قَالَ مَا جَاءَ بِكَ قَالَ وَقَعَ فِي نَفْسِي خَوْفٌ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجِئْتُ أَحْرُسُهُ فَدَعَا لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ نَامَ[1]

کاش کوئی نیک مرد آج پہرہ پر ہوتا۔ اتنے میں ہم نے ہتھیاروں کی آواز سنی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا یہ کون ہے۔ عرض کی سعد۔ فرمایا کس لیے آئے ہو۔ عرض کی میرے دل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت خوف پیدا ہوا۔ لہٰذا میں پہرہ دینے کے لیے حاضر ہوا ہوں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے لیے دعا فرمائی پھر سو گئے۔

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

أَقْبَلَ سَعْدٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا خَالِي فَلْيُرِنِي امْرُؤٌ خَالَهُ[2]

ایک دن سامنے سے سعد رضی اللہ عنہ آ رہے تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دیکھ کر فرمایا۔ یہ میرے ماموں ہیں مجھے کوئی اپنا ایسا ماموں تو دکھائے۔

وفات باختلاف سنین ۵۱ھ یا ۵۴ھ یا ۵۸ھ ہجری تقریباً اسّی سال کی عمر میں وادی عقیق میں جو مدینہ منورہ سے سات میل کے فاصلہ پر واقع ہے وفات پائی۔ عشرہ مبشرہ میں سب سے آخر انہیں نے انتقال فرمایا۔[3]

وفات کے قریب ایک پرانا جبّا منگوا کر کہا مجھے اسی میں کفنانا کیونکہ جنگ بدر میں یہی پہن کر لڑا تھا اور اسے اسی دن کے لیے محفوظ رکھا تھا۔[4]

ترکہ آپ دولت مند تھے۔ ایک بار پانچ ہزار درہم زکوٰۃ کے نکالے تھے۔ دو لاکھ پچاس ہزار درہم ترکہ میں چھوڑے۔[5]

حلیہ آپ کے حلیہ میں بہت اختلاف ہے۔ حافظ ابن عبد البر مغربی نے اسی لیے ان کا حلیہ چھوڑ دیا

۱۔ اسد الغابہ ذکر سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ

۲۔ مشکوٰۃ متفق علیہ

۳۔ مشکوٰۃ

۴۔ اصابہ فی ذکر الصحابہ۔ ذکر سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ

۵۔ اشہر المشاہیر الاسلام الجز ... صفحہ ۵۶۶ - ۵۶۷

ہے۔ آپ کی بیٹی سے روایت ہے کہ آپ پست قامت، فربہ اندام اور قوی پنجہ والے تھے۔[1]

اخلاق وعادات

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ایک بار عمرو بن معدی کرب سے آپ کے حالات دریافت کیے۔ کہا وہ نہایت متواضع ہیں۔ اپنے خیمہ میں عربی لباس صوف میں شیر ہیں۔ مقدمات میں عدل اور تقسیم میں مساوات رکھتے ہیں۔ لشکر سے دور رہتے ہیں۔ اور ہم پر مثل مہربان ماں کے شفیق ہیں۔ ہمارا حق چھوٹی چیونٹی کے برابر تک پہنچاتے ہیں۔[2]

عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے وفات کے وقت آپ کی نسبت فرمایا تھا۔ اگر یہ خلیفہ ہوئے تو بہتر ورنہ میرے بعد جو خلیفہ ہو اسے وصیت کرتا ہوں کہ وہ انہیں عامل مقرر کرے میں نے انہیں کسی ناقابلیت یا خیانت کے سبب ولایت سے معزول نہیں کیا تھا۔

آپ انصار سے بہت اچھا سلوک کیا کرتے تھے۔ تفرقہ سے محترز رہا کرتے۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد آپ کے بیٹے عمرو اور آپ کے بھتیجے ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاص نے لوگوں کو آپ کی خلافت کی دعوت دینی چاہی مگر آپ نے اسے ناپسند فرمایا اور اس سے انکار فرما دیا۔ بلکہ عزلت نشین ہو گئے اور صفین و جمل کی جنگوں میں سے کسی میں بھی شریک نہیں ہوئے۔

صادق الحدیث، صادق الروایت، صادق اللہجہ اور صادق القول تھے۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے آپ سے مسح خفین کی بابت دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ ہاں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خفین پر مسح فرمایا تھا۔ پھر انہوں نے اس کے متعلق سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا۔ جب تجھ سے سعد، حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیان کریں تو کسی اور سے سوال مت کر۔

سائب بن یزید کہتے ہیں کہ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ بہت کم حدیث روایت کیا کرتے تھے۔ میں نے ان کے ساتھ مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ تک سفر کیا۔ میں نے ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حدیث بیان کرتے ہوئے نہیں سنا۔[2]

آپ کا قول

ایک بار آپ نے اپنے بیٹے سے فرمایا

اِذَا طَلَبْتَ الْغِنَا فَاطْلُبْہُ — غنا چاہتے ہو تو بوسیلہ قناعت حاصل کرو کیونکہ

ل۔ اسد الغابہ ذکر سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ

۲۔ اسد الغابہ ۱۲

بِالْقَنَاعَۃِ فَاِنَّہٗ مَنْ لَّمْ یَکُنْ لَّہٗ قَنَاعَۃٌ لَمْ یُغْنِہٖ مَالٌ — قناعت بغیر مال سے بے نیازی نہیں مل سکتی۔

مرویات

اگرچہ آپ قلیل الروایت ہیں۔ تاہم بہت سے صحابہ وتابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین نے آپ سے احادیث روایت کی ہیں

تبدیلی نسب پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وعید

آپ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ اِدَّعٰی اِلٰی غَیْرِ اَبِیْہِ فَالْجَنَّۃُ عَلَیْہِ حَرَامٌ — جو اپنے باپ کے سوا کسی اور کو باپ بتائے اس پر جنت حرام ہے۔[1]

عجوہ کھجور کی فضیلت

مَنْ تَصَبَّحَ بِسَبْعِ ثَمَرَاتٍ عَجْوَۃٍ لَمْ یَضُرُّہٗ ذٰلِکَ الْیَوْمِ سَمٌّ وَّلَا سِحْرٌ[2] یعنی جو صبح کو عجوہ کی سات کھجور کھالے اس دن اس کو زہر اور جادو اثر نہ کرے گا۔

جواب اذان کی فضیلت

فرمایا:

مَنْ قَالَ حِیْنَ یَسْمَعُ الْمُؤَذِّنَ وَاَنَا اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ رَضِیْتُ بِاللّٰہِ رَبًّا وَّبِمُحَمَّدٍ رَسُوْلًا وَّبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا غُفِرَ لَہٗ ذَنْبُہٗ[2] — جو مؤذن کو اذان دیتے سنے اور اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ وان محمدا عبدہ و رسولہ رضیت باللہ ربا وبمحمد رسولا وبالاسلام دینا کہے تو اس کے گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔

پرہیزگار، دولت مند، خلوت نشین کی فضیلت

فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْعَبْدَ التَّقِیَّ الْغَنِیَّ الْخَفِیَّ[3]۔ اللہ تعالیٰ ایسے بندے سے محبت کرتا ہے جو پرہیزگار، دولتمند اور گوشہ نشین ہو۔

مدینہ منورہ کے آداب: فرمایا: اِنِّیْ اُحَرِّمُ مَا بَیْنَ لَابَتَیِ الْمَدِیْنَۃِ اَنْ یُّقْطَعَ عِضَاھُھَا

ل۔ مشکوٰۃ بحوالہ صحیحین

۲۔ مشارق الانوار بحوالہ صحیحین

۳۔ مشارق الانوار بحوالہ صحیح مسلم

اذا قتل صیدھا

میں مدینہ کے دونوں طرف کی پتھریلی زمین کے اندر درخت کاٹنا اور اس کے اندر شکار کرنا حرام ٹھہراتا ہوں۔[1]

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عطیات کا اصل اصول

فرمایا: اِنِّی لَاُعْطِی رَجُلًا وَغَیْرُہُ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْہُ خَشْیَۃَ اَنْ یُّکَبَّ فِی النَّارِ عَلٰی وَجْھِہٖ[2]۔ بعضے آدمی کو میں عطا کرتا ہوں گو مجھے اس کی بہ نسبت دوسرا شخص زیادہ پیارا ہوتا ہے مگر میں دوسرے کو دیتا ہوں اس خیال سے کہ وہ عطیہ نہ ملنے سے کہیں ایسے افعال کر بیٹھے کہ وہ دوزخ میں الٹا دیا جائے۔

سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ

نام ونسب

عبدالرحمٰن بن عوف بن عبد بن حارث بن زہرہ بن کلاب بن مرہ قریشی زہری ہیں۔ آپ کی کنیت ابو محمد تھی۔ جاہلیت میں آپ کا نام عبد عمرو اور بقول بعض عبد الکعبہ تھا جب ایمان لائے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالرحمٰن رکھ دیا۔

آپ کی والدہ کا نام شفا بنت عوف بن عبد بن حارث بن زہرہ ہیں۔

حالات

سنہ عام الفیل میں مکہ معظمہ میں پیدا ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دار الارقم میں داخل ہونے سے قبل اسلام لائے۔ آپ ان آٹھ مسلمانوں میں سے ایک ہیں جنہوں نے آغاز بعثت میں اسلام قبول کیا اور عشرہ مبشرہ کے ان پانچ بزرگواروں میں سے ایک ہیں جو سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تبلیغ سے مشرف باسلام ہوئے اور ان چھ اکابر میں سے ایک ہیں جن کو سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے انتقال کے وقت شایانِ خلافت بتلایا تھا۔ ایک سفر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے پیچھے ایک رکعت نماز بھی پڑھی تھی۔

[1] مشارق الانوار بحوالہ صحیح مسلم

[2] مشارق الانوار بحوالہ صحیح مسلم

[3] اسد الغابہ

غزوہ احد میں آپ نے کئی زخم کھائے تھے اس جنگ میں آپ کے دو دانت بھی جاتے رہے تھے۔ پاؤں میں بھی زخم آیا جس کی وجہ سے پاؤں میں لنگ آگئی تھی۔[1]

سنہ ۶ھ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا کہ دومۃ الجندل میں گروہ کثیر جمع ہوا ہے اور وہ لوگ مدینہ پر بڑھنے کا ارادہ کر رہے ہیں۔[2]

دومۃ الجندل کا حاکم اصبغ بن ثعلبہ بن ضمیم کلبی تھا جو شریف کہلاتا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالرحمٰن بن عوف کو امیر لشکر بنا کر دومۃ الجندل کی طرف بھیجا۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ایک شخص نے شملہ چھوڑنے کا مسئلہ دریافت کیا فرمایا ہم دس آدمی ابوبکر، عمر، عثمان، علی، عبدالرحمٰن بن عوف، ابن مسعود، معاذ بن جبل، حذیفہ ابن الیمان، ابوسعید خدری رضی اللہ عنہم اور میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے۔ ایک انصاری آیا جو آپ کی خدمت میں آکر سلام کر کے بیٹھ گیا۔ پھر کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مومنین میں کون مومن افضل ہے فرمایا:

کون مومن افضل ہے

اَحْسَنُھُمْ خُلُقًا۔ جو ان میں زیادہ خلیق ہے

پھر کہا مومنین میں کون زیادہ عقل مند ہے؟

زیادہ عقل مند کون ہے

فرمایا: اَکْثَرُھُمْ ذِکْرًا لِّلْمَوْتِ وَاَحْسَنُھُمْ اِسْتِعْدَادًا لَّہٗ قَبْلَ اَنْ یَّنْزِلَ بِہٖ اُولٰٓئِکَ الْاَکْیَاسُ۔ جو ان میں موت کو زیادہ یاد کرنے والا اور آنے سے پہلے بہترین تیاری کرنے والا ہو۔

پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہماری طرف توجہ بدل کر فرمایا:

یَا مَعْشَرَ الْمُھَاجِرِیْنَ خَمْسُ خِصَالٍ اِذَا نَزَلْنَ بِکُمْ وَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ اَنْ تُدْرِکُوْھُنَّ اِنَّہٗ لَمْ تَظْھَرِ الْفَاحِشَۃُ فِیْ قَوْمٍ قَطُّ حَتّٰی یُعْلِنُوْا بِہٖ اِلَّا ظَھَرَ فِیْھِمُ الطَّاعُوْنُ وَالْاَوْجَاعُ الَّتِیْ لَمْ تَکُنْ فِیْ اَسْلَافِھِمْ

اے گروہ مہاجرین! پانچ باتیں ہیں۔ جیں تم میں ان کے نازل ہونے سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں کسی قوم میں ہرگز فحش غلبہ نہیں کرتا۔ یہاں تک کہ وہ ان کی برائی کا اعلان کرنے لگیں۔ جب ایسا ہونے لگے تو ان میں طاعون اور ایسی بیماریاں ظاہر ہوں گی۔

[1] سیرۃ النبی مولانا شبلی مرحوم مجلد اول حصہ اول طبع اول ص ۲۰۳

[2] رحمۃ للعالمین جلد دوم باب غزوات النبی صلی اللہ علیہ وسلم

الَّذِيْنَ مَضَوْا وَلَمْ يَنْقُصُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ إِلَّا أُخِذُوْا بِالسِّنِيْنَ وَشِدَّةِ الْمُؤْنَةِ وَجَوْرِ السُّلْطَانِ وَلَمْ يَمْنَعُوا الزَّكٰوةَ مِنْ أَمْوَالِهِمْ إِلَّا مُنِعُوا الْمَطَرَ مِنَ السَّمَاءِ فَلَوْلَا الْبَهَائِمُ مَا مُطِرُوْا وَمَا نَقَضُوْا عَهْدَ اللّٰهِ وَعَهْدَ رَسُوْلِهٖ إِلَّا سُلِّطَ عَلَيْهِمْ عَدُوٌّ مِنْ غَيْرِهِمْ فَأَخَذَ مَا كَانَ فِيْ أَيْدِيْهِمْ وَمَا لَمْ يَحْكُمْ أَئِمَّتُهُمْ بِكِتَابِ اللّٰهِ وَتَجَبَّرُوْا فِيْمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ إِلَّا جَعَلَ اللّٰهُ بَأْسَهُمْ بَيْنَهُمْ۔

کہ اُن کے بزرگانِ اسلاف میں نہ ہوئی ہوں گی اور جب کم ناپنا اور کم تولنا اختیار کریں گے۔ تو وہ قحط سالی اور سختیوں اور بادشاہوں کے جور و ظلم میں گرفتار ہوں گے۔ اور جب اموال کی زکوٰۃ روکیں گے تو آسمان سے بارش روک دی جائے گی اور جس قدر مینہ برسے گا وہ جانوروں کی خاطر برسے گا اور جب خدا اور رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے عہد کو توڑیں گے تو خدا اُن پر اُن کے دشمنوں کو مسلط کر دیگا جو اُن کے تمام اموال پر قابض ہو جائے گا اور جب ان کے پیشوا اللہ کی کتاب کے ساتھ حکم کرنا چھوڑ دیں گے اور خدا کے نازل کردہ احکام میں جبر کریں گے تو اللہ ان کے دلوں میں ایک دوسرے کا خوف پیدا کر دیگا

اَللّٰهُمَّ احْفَظْنَا مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَّسَيِّئَاتٍ وَّعُقُوْبَتِهٖ

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالرحمٰن بن عوف کو لشکر کی تیاری کا حکم دیا۔ اگلی صبح عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سیاہ عمامہ باندھ کر آپ کی خدمت مبارک میں حاضر ہوئے پھر آپ نے اُسے کھولا کر اپنے دست مبارک سے باندھا اور ان کی پشت پر چار انگشت شملہ چھوڑ کر فرمایا:

هٰكَذَا يَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ فَاعْتَمَّ فَإِنَّهُ أَحْسَنُ وَأَعْرَفُ۔

عبدالرحمٰن عمامہ اسی طرح باندھا کرو کیونکہ یہ احسن اور اعرف ہے۔

پھر آپ نے بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ لواء (نشان فوج) لے آئیں پھر آپ نے حمد و ثنا کے بعد فرمایا:

يَا ابْنَ عَوْفٍ فَاغْزُوْا جَمِيْعًا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَقَاتِلُوْا مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ لَا تَغُلُّوْا وَلَا تَغْدِرُوْا وَلَا تُمَثِّلُوْا وَلَا تَقْتُلُوْا وَلِيْدًا فَهٰذَا عَهْدُ اللّٰهِ وَسِيْرَةُ نَبِيِّهٖ فِيْكُمْ۔

عبدالرحمٰن تم سب کے سب فی سبیل اللہ جہاد کرو اور کفار سے جنگ کرو۔ خیانت نہ کرنا اور مُثلہ نہ کرنا اور نہ ہی بچوں کو قتل کرنا۔ یہ تم میں خدا کا عہد اور اس کے نبی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی سیرت ہے۔

اس کے بعد عبدالرحمٰن نے نشان لیا اور دومۃ الجندل کو روانہ ہو گئے[1]

نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ان کو روانہ کرتے ہوئے یہ بھی فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں فتح دے تو وہاں کے حاکم کی لڑکی سے نکاح کر لینا چنانچہ ان کو فتح ہوئی اور انہوں نے اس کی لڑکی تماضر سے نکاح کر لیا۔ اور اس کے بطن سے ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن پیدا ہوئے[2]۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے جب مہاجرین میں مواخات کرائی تو آپ کو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا بھائی بنا دیا تھا۔ انہوں نے آپ سے فرمایا۔ میرے پاس کھجور کے دو باغ ہیں۔ اُن میں سے جو پسند ہو لے لو۔ آپ نے کہا۔ اللہ تعالیٰ آپ کے باغ میں برکت دے۔ میں اس غرض سے مسلمان نہیں ہوا ہوں۔ انصار و مہاجرین کے درمیان جو مواخات قائم فرمائی تھی۔ اُس میں اُن کے بھائی سیدنا سعد بن ربیع انصاری رضی اللہ عنہ بنائے گئے تھے۔ انھوں نے آپ سے کہا میرے پاس کچھ مال ہے وہ نصف آپ کو دیتا ہوں۔ اور دو بیویاں ہیں۔ آپ انہیں دیکھ لیں جو پسند ہو اسے طلاق دے دوں۔ انقضائے عدت کے بعد آپ اس سے نکاح کر لیں۔ آپ نے کہا مجھے آپ کے مال کی ضرورت ہے نہ بیوی کی۔ اللہ تعالیٰ آپ کے مال و آل میں برکت دے۔ مجھے تو بازار کی راہ بتلا دیجیے۔ چنانچہ تجارت ہی سے آپ کے پاس رفتہ رفتہ دولت کثیر جمع ہو گئی۔ مالدار ہو کر آپ نے نکاح کیا۔ نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے آپ سے ارشاد فرمایا سو ولیمہ کرو اگرچہ ایک ہی بکری ہو۔

دولت و ثروت

آپ کے پاس مال و دولت کی اتنی بہتات ہو گئی تھی کہ سونا ہی اتنا تھا آپ کے انتقال کے بعد کلہاڑیوں سے کاٹ کر تقسیم کیا گیا۔ چار بیویاں تھیں ہر ایک کے حصہ میں اسی اسی ہزار آیا۔ ایک ہزار اونٹ اور ایک صد گھوڑے اور تین سو بکریاں چھوڑی تھیں۔

وفات

سن وفات مختلف بیان کیا گیا ہے صاحب اکمال نے ۳۲ھ ہجری اور ابن الاثیر الجزری نے ۳۵ھ تحریر فرمایا ہے۔ بمقام مدینہ منورہ بعمر پچھتر سال وفات پائی۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ انتقال کے وقت وصیت فرمائی کہ اصحاب بدر میں سے جو زندہ ہوں اُن میں سے ہر ایک کو چار چار سو دینار دیے جائیں۔ چنانچہ ایسے ایک سو اصحاب نکلے۔ پچاس ہزار درہم عام غرباء و مساکین کو اور ایک ہزار گھوڑے فی سبیل اللہ دینے کی وصیت فرمائی۔

[1] سیرت ابن ہشام جلد سوم ذکر غزوہ عبدالرحمٰن بن عوف الی دومۃ الجندل ص ۴۲۲

[2] اسد الغابہ

سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے آپ کے انتقال پر ملال پر فرمایا عبد الرحمٰن جاؤ بے شک تم نے اچھا زمانہ پایا اور فتنہ سے پہلے چل دیئے۔[1]

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ جنازہ میں شریک تھے اور ساتھ ساتھ کہتے جا رہے تھے۔ واجبلاہ یعنی افسوس بہت بڑا آدمی دنیا سے اٹھ گیا۔

فضایل

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَقُوْلُ لِنِسَائِہٖ اِنَّ اَمْرَکُنَّ یُھِمُّنِیْ مِنْ بَعْدِیْ وَلَنْ یَّصْبِرَ عَلَیْکُنَّ اِلَّا الْاَنْصَارُوْنَ الصِّدِّیْقُوْنَ قَالَتْ عَائِشَۃُ لِاَبِیْ سَلَمَۃَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ سَقَی اللّٰہُ اَبَاکَ مِنْ سَلْسَبِیْلِ الْجَنَّۃِ وَکَانَ ابْنُ عَوْفٍ قَدْ تَصَدَّقَ عَلٰی اُمَّھَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ بِحَدِیْقَۃٍ بِیْعَتْ بِاَرْبَعِیْنَ اَلْفًا[2]	نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے اکثر خیال آیا کرتا تھا کہ میرے بعد تمہارا کیا حال ہوگا تمہاری خدمت صابر و صدیق ہی کرے گا۔ ایک بار سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ سے کہا خدا تیرے باپ کو سلسبیل[3] سے سیراب کرے اس نے ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک باغ چالیس ہزار کی قیمت کا دے ڈالا تھا۔

ام المؤمنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لِاَزْوَاجِہٖ اِنَّ الَّذِیْ یَحْثُوْا عَلَیْکُنَّ بَعْدِیْ ھُوَ الصَّادِقُ الْبَارُّ اَللّٰھُمَّ اسْقِ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ مِنْ سَلْسَبِیْلِ الْجَنَّۃِ[4]	نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی ازواج مطہرات سے فرماتے تھے کہ جو کوئی شخص میرے بعد تمہاری خدمت کرے گا وہ صادق اور سخی ہوگا اے خدا عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو سلسبیل سے سیراب کیجیے۔

زبیر بن بکار رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے کہ عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیویوں پر امین تھے۔

---

[1] اسد الغابہ ذکر عبد الرحمٰن بن عوف

[2] مشکوٰۃ بحوالہ سنن ترمذی

[3] جنت میں ایک چشمہ کا نام ہے

[4] اسد الغابہ و جامع الصغیر سیوطی بحوالہ مسند عبد الرزاق

ایک سفر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو مدینہ میں اپنا خلیفہ بھی بنایا تھا

اخلاق و خصایل اور انفاق فی سبیل اللہ کا بیان

کثرت مال بجائے غفلت شعاری کے سیدنا عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ کے لیے رقت و زاری اور خشیت الٰہی کا سبب بن گئی تھی۔ راہ خدا میں آپ خوب دل کھول کر خرچ کیا کرتے تھے۔ ایک بار ام المؤمنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں عرض کی کہ مجھے اندیشہ ہے کہ کثرت مال کہیں میری ہلاکت و تباہی کا باعث نہ ہو جائے۔ فرمایا اسے فی سبیل اللہ خرچ کرتے رہا کرو۔ امام زہری رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ سیدنا عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ چالیس ہزار دینار خیرات کیے۔ پھر پانچ سو گھوڑے فی سبیل اللہ دے ڈالے پھر پانچ سو سواری کے اونٹ بھی دے دیئے۔

خشیت الٰہی نوفل بن ایاس الہذلی کا قول ہے کہ عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ ہمارے ہم مجلس اور بہترین جلیس تھے۔ ایک دن ہم اُن کے ہاں گئے۔ انھوں نے غسل کیا۔ پھر ہمارے پاس کھانے کا ایک برتن جس میں روٹی اور گوشت تھا لے آئے۔ ہم کھانے کے لیے بیٹھے۔ عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ رو پڑے ہم نے رونے کا سبب دریافت کیا۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وصال تک نانِ جویں بھی سیر ہو کر نہیں کھائی اور نہ ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت نے ہم نہیں سمجھتے کہ آیا ہماری یہ حالت ہمارے لیے بہتر ہے۔[1]

دُعا: ابو الہیاج رحمہ اللہ تعالیٰ کا بیان ہے کہ میں نے ایک صاحب کو دیکھا کہ بیت اللہ کا طواف کر رہے ہیں اور زبان سے کہہ رہے ہیں۔

اَللّٰھُمَّ قِنِیْ شُحَّ نَفْسِیْ — الٰہی مجھے نفس کے بخل سے بچائیو

یہ سیدنا عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ تھے[2]

حلیہ چھریرے جسم اور فراخ چشم تھے۔ پلکیں گھنی اور بڑی تھیں۔ ناک اونچی اور لانبی۔ سر کے بال کانوں تک چھوڑ رکھے تھے۔ ہتھیلیاں پُر گوشت اور انگلیاں موٹی تھیں۔ خضاب استعمال نہ کرتے تھے۔

قبیصہ بن جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس گیا۔ اُن کے دہنی طرف ایک

---

[1] اسد الغابہ

[2] الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب

اور شخص بیٹھے تھے قرصِ نقرہ جیسے سفید و روشن اُن کا نام عبد الرحمٰن بن عوف تھا۔

مرویات آپ سے بہت سے صحابہ اور تابعین نے احادیث روایت کی ہیں۔ آپ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

اِنَّ جِبْرِیْلَ قَالَ لِیْ اَلَا اُبَشِّرُكَ اَنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ یَقُوْلُ مَنْ صَلّٰی عَلَیْكَ صَلَّیْتُ عَلَیْهِ وَمَنْ سَلَّمَ عَلَیْكَ سَلَّمْتُ عَلَیْهِ فَسَجَدْتُ لِلّٰهِ شُكْرًا۔[2]

تحقیق مجھ سے جبریل علیہ السلام نے کہا کیا میں آپ کو خوشخبری نہ دوں کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ جو آپ پر درود بھیجتا ہے میں اُس پر رحمت بھیجوں گا اور جو آپ پر سلام بھیجے گا میں اس پر سلام بھیجوں گا۔ اس پر میں نے سجدہ شکر ادا کیا۔

سیدنا زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ

نام و نسب سیدنا زبیر کے والد عوام بن خویلد بن اسد بن عبد العزیٰ بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی القرشی اسدی ہیں۔ آپ کی والدہ صفیہ بنت عبد المطلب ہیں جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی ہیں۔ سیدہ صفیہ اسلام سے مشرف ہوئیں اور ہجرت مدینہ بھی کی تھی۔ نہایت شجاع خاتون تھیں۔ ان کے حالات ہم اپنی کسی دوسری تصنیف میں ہدیۂ ناظرین کریں گے۔

آپ کی کنیت آپ کے صاحبزادے کے نام پر ابو عبد اللہ ہے مگر آپ کی والدہ آپ کو ابو الطاہر کہا کرتی تھیں۔ ام المومنین سیدہ طاہرہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا آپ کی پھوپھی ہیں۔

قبول اسلام آپ نے بعمر ۱۵ سال اسلام قبول کیا۔ حبشہ و مدینہ کی ہر دو ہجرتیں کیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مواخات بین المہاجرین میں آپ کو سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا بھائی بنایا

۱ اسد الغابہ

۲ جلاء الافہام ابن قیم رحمہ اللہ تعالیٰ

تھا اور مواخات بین المہاجرین والانصار میں سلمہ بن وقش آپ کے بھائی بنائے گئے۔

استقلال و استقامت آپ کے قبول اسلام کی وجہ سے آپ کا چچا آپ کو کھجور کی صف میں لپیٹ کر دھواں دیا کرتا تھا۔ مگر بفضل خدا آپ کے ثبات و استقلال میں ذرا فرق نہیں آیا۔

فدایت رسالت سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ پہلے شخص ہیں جنھوں نے فی سبیل اللہ تلوار نکالی۔ ہجرت سے پیشتر ایک بار مکہ معظمہ میں افواہ اڑی کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کفار نے قید کر لیا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ معظمہ کے ایک ٹیلہ پر بیٹھے ہوئے تھے۔ یہ تلوار سونتے ہوئے اور لوگوں کے مجمع کو چیرتے ہوئے آئے۔ فرمایا۔ کیوں کیا بات ہے۔ عرض کی مجھے خبر ملی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گرفتار کر لیے گئے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کی تعریف کی اور آپ کے حق میں دعا فرمائی۔

جنگ جمل کی صبح کو آپ نے اپنے ایک بیٹے سے فرمایا۔ میرے جسم میں کوئی حصہ ایسا نہیں حتیٰ کہ شرم گا… بھی جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں زخمی نہ ہوا ہو۔

آپ عشرہ مبشرہ اور ان چھ اصحاب میں سے ایک ہیں جنہیں عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے انتقال کے وقت خلافت کے لیے پیش کیا تھا۔[3]

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ زبیر ارکان دین میں سے ایک رکن ہیں۔[4]

جنگ بدر میں فرشتے آپ ہی کی ہیئت میں نازل ہوئے تھے۔[5] آپ جنگ اُحد میں ثابت قدم رہے تھے…

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا قول ہے کہ

اَلَّذِیْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ مِنْ بَعْدِ مَا اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ[6] سے مراد ابو بکر صدیق و… زبیر رضی اللہ عنہما ہیں۔[7]

خود آپ سے روایت ہے کہ غزوہ بنو قریظہ کے دن نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

۱ اسد الغابہ

۲ اسد الغابہ

۳ اصابہ

۴ اسد الغابہ

۵ اکمال فی اسماء الرجال

۶ پارہ ۴ رکوع ۹

۷ اصابہ

... بنی قریظہ فیأتینی بخبرہم | ... کون ہے جو بنی قریظہ میں جائے اور ان کی خبر لائے۔

فانطلقت فلما رجعت جمع لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابویہ فقال فداك ابی وامی[1]

میں گیا اور خبر لے آیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے ماں باپ تجھ پر قربان ہوں۔

ایک دوسری روایت میں ہے کہ جنگ احزاب کے دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَن یَأتِینِی بِخَبَرِ القَومِ قَالَ الزُّبَیرُ اَنَا فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِکُلِّ نَبِیٍّ حَوَارِیًّا وَحَوَارِیُّ الزُّبَیرُ[2]

کون ہے جو اس قوم کی خبر لائے زبیر رضی اللہ عنہ بولے میں لاتا ہوں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہر ایک نبی کا ایک حواری ہوتا ہے اور میرا حواری زبیر رضی اللہ عنہ ہے۔

فتح مصر میں شریک تھے۔ اور ایک حصہ فوج کے افسر تھے بعض روایات کے مطابق قبول اسلام میں یہ پانچویں شخص شمار ہوتے ہیں۔ ان سے پہلے چار شخص ہی اسلام سے مشرف ہوئے تھے۔ سال نکسیر میں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے ایک دن کئی شخصوں نے یکے بعد دیگرے آکر کہا کہ آپ کسی کو خلیفہ بنا دیں۔ فرمایا کیا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کو خلیفہ کر دوں۔

چنانچہ انہوں نے تائید کی۔ پھر فرمایا۔ آگاہ ہو جاؤ جہاں تک مجھے علم ہے۔ زبیر رضی اللہ عنہ سب سے زیادہ نیک ہیں۔ ایک مرتبہ ایک شخص کہہ رہا تھا کہ میں حواری کا بیٹا ہوں۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا اگر تو زبیر رضی اللہ عنہ کا بیٹا ہے تو سچا ہے ورنہ نہیں؟

انفاق فی سبیل اللہ سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ کی ملکیت میں ایک ہزار غلام تھے جو مزدوری سے آپ کو روپیہ کما کر دیا کرتے تھے۔ مگر کبھی ایک درہم بھی گھر میں لے کر آپ داخل نہیں ہوئے۔ سب کے سب خیرات کر دیا کرتے تھے۔

سیدنا حسان رضی اللہ عنہ کا قصیدہ

سیدنا حسان بن ثابت شاعر رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے آپ کی شان میں قصیدہ ذیل موزون کیا ہے جس میں آپ کے فضایل کا بیان اس طرح فرماتے ہیں:

---

[1] مشکوٰۃ، متفق علیہ
[2] مشکوٰۃ ایضاً

اقام علی عهد النبی وهدیه | حواریه والقول بالفعل یعدل

وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے عہد اور روش پر قائم رہے وہ ان کے حواری ہیں۔ اور قول تو فعل سے سچ سمجھا جاتا ہے۔

اقام علی منهاجه وطریقه | یوالی ولی الحق والحق اعدل

وہ نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے طریقہ اور روش پر قائم رہے وہ اہل حق سے محبت کرتے رہے اور حق بہت عمدہ چیز ہے۔

هو الفارس المشهور والبطل الذی | یصول اذا ما کان یوم محجل

وہ ایسے مشہور شہسوار اور بہادر ہیں کہ جو اس دن حملہ کرتے ہیں جب لوگ جنگ کے خوف سے چھپ رہے تھے

وان امرأ کانت صفیة امه | ومن اسد فی بیته لمرفل

وہ وہی ہیں جن کی ماں صفیہ تھیں۔ اور وہ وہ شیر تھے جو اپنے گھر میں رہا کرتے تھے

له من رسول اللہ قربی قریبة | ومن نصرة الاسلام مجد مؤثل

ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قرابت قریبہ حاصل تھی وہی ہیں جن سے اسلام کو نصرت حاصل ہوئی

فکم کربة ذب الزبیر بسیفه | عن المصطفی واللہ یعطی ویجزل

چنانچہ بہت سے مصائب زبیر رضی اللہ عنہ نے اپنی تلوار سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دور کیے اور خدا بہت عطا و بخشش کرنے والا ہے

اذا کشفت عن ساقها الحرب حشها | بابیض سباق الی الموت یرقل

جب لڑائی اپنی آگ روشن کرتی تھی تو وہ اپنی تلوار لے کر موت کی طرف دوڑتے تھے

فما مثله فیهم ولا کان قبله | ولیس یکون الدهر ما دام یذبل

پس ان کی مثل نہ ان میں پہلے تھا | اور نہ اب تا دوام قیامت ہوگا

تدین و تقویٰ اور پرورش یتامیٰ سیدنا عثمان بن عفان، مقداد بن اسود، عبدالرحمٰن بن عوف اور ا[بن] مسعود رضی اللہ عنہم وغیرہ سات صحابہ نے آپ کو اپنا وصی بنایا اور آپ نے ان سب کے اموال کو بالکل محفوظ رکھا اور ان کے بچوں کے مصارف اپنے روپیہ سے پورے کرتے ر[ہے]

وفات آپ جنگ جمل میں شریک تھے۔ سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے آپ کو پکار کر اپنے پاس بلایا ا[ور] رزمگاہ سے ایک طرف لے گئے اور فرمایا۔ آپ کو یاد ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ت[ھا] کہ تم ان سے (یعنی خود حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے) جنگ کرو گے۔ اور تم اس دن ان پر ظلم کر رہے ہو گے

سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ کو یہ حدیث یاد آگئی اور اسی وقت میدان سے علیحدہ ہوگئے۔ وادی سباع کنارِ راہ نماز پڑھ رہے تھے۔ کہ ابن جرموز نامی باغی نے آکر قتل کر دیا۔ اور آپ کی تلوار لے جاکر سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کی خدمت میں پیش کی۔ سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے فرمایا بے شک اس تلوار نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت سی مصائب کو دور کیا ہے۔ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ ابن صفیہ رضی اللہ عنہ کے قاتل کو دوزخ کی بشارت دے دینا۔ اس واقعہ پر ابن جرموز نے اشعار کہے ہیں۔

اَتَیْتُ عَلِیًّا بِرَأْسِ الزُّبَیْرِ ۔۔۔ اَرْجُوْلَدَیْہِ بِہِ الزُّلْفَۃَ

میں علی کرم اللہ وجہہ کے پاس زبیر رضی اللہ عنہ کا سر لے کر جا حاضر ہوا۔ مجھے اس کام سے اُن کے تقرب کی امید تھی۔

فَبَشَّرَ بِالنَّارِ اِذْ جِئْتُہٗ ۔۔۔ فَبِئْسَ الْبِشَارَۃُ وَالتُّحْفَۃُ

جب میں اُن کے ہاں گیا تو انہوں نے مجھے دوزخ کی بشارت دی سو کیسی بُری بشارت اور کیسا بُرا تحفہ ہے۔

آپ کی شہادت بروز پنج شنبہ، جمادی الاولیٰ ۳۶ ہجری میں بعمر ستتر سال ہوئی۔[۵۵]

مرویات

کسی نے آپ سے قلتِ روایت کا سبب دریافت کیا۔ فرمایا۔ میں روایت حدیث سے اس لیے خوف کرتا ہوں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

وضع حدیث کا عذاب و وعید

مَنْ قَالَ عَلَیَّ مَالَمْ اَقُلْ فَلْیَتَبَوَّأْ مَقْعَدَہٗ مِنَ النَّارِ[۵۶]۔ اگر کوئی شخص ایسی بات کہتا ہے۔ جو میں نے نہیں کہی تو وہ اپنا ٹھکانا آگ میں بنالے۔

سیدنا طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ

نام و نسب

سیدنا طلحہ قریشی تیمی ہیں اور سلسلہ نسب طلحہ بن عبید اللہ بن عثمان بن سعد بن تیم بن کعب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر ہے۔ اور والدہ آپ کی صعبہ بنت عبد اللہ بن مالک بن خضر ہیں۔ آپ کی کنیت ابو محمد تھی۔ اور طلحۃ الخیر، طلحۃ الجواد اور طلحۃ الفیاض کے القاب سے ملقب تھے۔

قبول اسلام

آپ سابقین الی الاسلام میں سے ہیں۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تعلیم و تلقین سے مشرف باسلام ہوتے اور انہی کی محبت میں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ عشرہ مبشرہ اور ان چھ اصحاب میں سے ایک ہیں جنہیں سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے خلافت کا اہل فرمایا تھا۔

حالات و خدمات

آپ کو اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو قرینین کہا کرتے تھے جس کی وجہ یہ ہے کہ یہ ہمیشہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہا کرتے تھے اور دونوں تیمی ہیں۔

مواخات بین المہاجرین میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ کا بھائی قرار دیا تھا۔ مگر سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ کے متعلق یہ بھی روایت ہے کہ اُن کو عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا بھائی ٹھہرایا تھا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

شرکت غزوات

جنگ بدر میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو اور سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ کو قافلہ قریش کے حالات معلوم کرنے کے لیے مامور فرمایا تھا۔ چنانچہ یہ اُس وقت واپس آئے جبکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بدر سے واپس تشریف لا رہے تھے۔ انھوں نے غنیمت میں اپنے حصہ کے لیے بھی عرض کی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہیں حصہ ملے گا۔ عرض کی ثواب۔ فرمایا ثواب بھی۔ احد اور جملہ غزوات میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب رہے۔

جنگ احد میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم غار میں گر گئے۔ تب آپ نے اپنی پشت آگے کر دی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُس پر پائے مبارک رکھ کر اوپر چڑھ گئے اور زبان مبارک سے ارشاد فرما رہے تھے وجب طلحۃ یعنی

حفاظت میں آپ نے اپنے آپ کو سپر بنا رکھا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جو تیر آتا تھا۔ آپ اسے ہاتھ پر لے لیتے تھے جس سے اُن کا ایک ہاتھ ہمیشہ کے لیے شل ہو گیا تھا۔[1]

محض ہاتھ پر ۲۴ زخم آئے اور کل بدن پر نیزہ، تلوار اور تیر کے ۷۵ زخم تھے۔[2] تلوار کی ایک ضرب سر پر پڑی۔[3] غرض شجاعت و فدایت کا کوئی دقیقہ باقی نہیں چھوڑا۔

حُلیہ و اخلاق

پُر گوشت، گندم گون، خوش شکل، گھنے بالوں والے، میانہ قد تھے، خضاب استعمال نہیں کرتے تھے۔[4]

جب سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کو مخالفت طلحہ رضی اللہ عنہ کی خبر پہنچی تو فرمایا۔ مجھے اسی وقت چار آدمیوں کی مخالفت کی خبر پہنچی ہے۔ اُن میں سب سے زیادہ نیک اور سخی طلحہ رضی اللہ عنہ ہیں۔[5]

سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ کی روزانہ آمدنی ایک ہزار وافی تھی۔ وافی ایک سکہ ہے جو دینار کے ہم وزن ہوتی ہے۔

شہادت

۱۰ جمادی الآخریٰ ۳۶ھ کو واقعہ جمل میں کچھ اوپر ساٹھ سال کی عمر میں شہید ہوئے۔

بعض کا قول ہے کہ سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے ان سے بھی ویسے ہی گفتگو کی جس طرح سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ سے کی تھی۔ سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ جنگ سے کنارہ کش ہو کر ایک طرف جا بیٹھے۔ دفعتاً مروان بن الحکم کا ایک تیر آپ کی گردن پر آلگا۔ ایک تیر کسی اور طرف سے آپ کے گھٹنے پر آلگا۔ گھٹنا سے خون اس طرح جاری ہوا کہ باوجود کوشش کے بند نہ ہوا۔ جب زخم بند کرتے گھٹنا متورم ہو جاتا۔ چھوڑتے تو خون جاری ہو جاتا ہے۔ آخر آپ نے فرمایا زخم کو چھوڑ دو۔ خون بہنے دو۔ یہ تیر خدا کا بھیجا ہوا ہے۔ پھر کہا۔ الٰہی عثمان رضی اللہ عنہ کا بدلہ مجھ سے لے لے حتیٰ کہ وہ مجھ سے خوش ہو جائیں۔ سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کا ان کی نعش پر گزر ہوا۔ دیکھا خاک و خون میں غلطاں ہیں چہرہ سے مٹی صاف کی اور فرمایا۔ ابو محمد مجھے یہ بات بہت شاق گذری ہے کہ تجھے نجوم آسمان کے تلے خاک آلود دیکھوں۔ پھر فرمایا۔ کاش! میں اس واقعہ سے بیس یوم پیشتر انتقال کر جاتا۔ یہ کہہ کر امیر المومنین اور اُن کے رفقا رو پڑے اور بہت روئے۔

موسیٰ بن طلحہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے والد کو یوم احد میں طلحۃ الخیر اور تبوک میں

---

[1] الاستیعاب [2] الکامل فی اسماء الرجال [3] اسد الغابہ

[4] الاستیعاب [5] اسد الغابہ

ایک اعرابی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی یا رسول اللہ مَنْ قَضٰی نَحْبَہٗ کے کیا معنی ہیں؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں کچھ نہیں فرمایا۔ اُس نے مکرر سہ کرر پھر عرض کی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خاموش رہے۔ اتنے میں طلحہ رضی اللہ عنہ آگئے۔ فرمایا وہ سائل کہاں ہے جو مَنْ قَضٰی نَحْبَہٗ کے معنی دریافت کرتا تھا عرض کی یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم حاضر ہوں فرمایا مَنْ قَضٰی نَحْبَہٗ یہ شخص ہے۔

ایک شخص سیدنا علی اور طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہم کی شان میں گستاخانہ کلمات کہہ رہا تھا۔ سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے اسے منع کیا اور فرمایا میرے بھائیوں کی غیبت مت کر جب وہ اس حرکت سے باز نہ آیا تو دو رکعت پڑھ کر بدین الفاظ دعا مانگی۔ الٰہی اگر وہ باتیں جو یہ شخص کہہ رہا ہے تیری مرضی کے خلاف ہوں تو میری آنکھوں کے سامنے اس پر بلا نازل فرما اور اس کو لوگوں کے لیے عبرت بنا۔

سیدنا سعد رضی اللہ عنہ دعا سے فارغ ہوئے۔ اس کے بعد ایک اونٹنی مجمع کو چیرتی ہوئی آئی اور اس شخص کو تھوتھنی سے پکڑ کر دانتوں سے پکڑ کر چیر ڈالا۔ اور لوگوں کے دیکھتے دیکھتے وہ مردود وہیں پر کیفر کردار کو پہنچ گیا۔ اس واقعہ سے وہ جملا سبق لیں جو صحابہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی شان میں دیدہ دلیری سے ناشائستہ الفاظ کہا کرتے ان کے افعال پر نکتہ چینی کیا کرتے اور اُن کی پاک سیرتوں پر سب و شتم کیا کرتے ہیں۔ آج واقعہ کی تکرار اگر نہ بھی ہو تو ہم میں سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی شان کا کوئی مرد کبیر بھی موجود نہیں۔ کوئی صحابہ کرام کی خدمات و حسنات صدق و خلوص کا جاننے اور اندازہ لگانے والا بھی نہیں ہے۔ اللہ حلیم و کریم ہے اِنَّ رَبَّکَ هُوَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ۔ راوی کا بیان ہے کہ لوگ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کے پیچھے پیچھے یہ کہتے ہوئے جا رہے تھے کہ ابو اسحاق آپ کو مبارک ہو آپ کی دعا قبول ہوگئی۔

سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کا قول ہے کہ طلحہ، عثمان، زبیر رضی اللہ عنہم اور میں اُن لوگوں میں ہیں جن کے حق میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِنْ غِلٍّ إِخْوَانًا عَلَىٰ سُرُرٍ مُتَقَابِلِينَ[1]	ہم قیامت کو اُن کے دلوں سے کینہ نکال دیں گے اور وہ ایک دوسرے کے سامنے بھائی بھائی بن کر تختوں پر بیٹھیں گے۔

---

[1] پارہ ۱۴ رکوع ۴

فَتًى كَانَ يُدْنِيهِ الْغِنَى مِنْ صَدِيقِهِ ... إِذَا هُوَ اسْتَغْنَى وَيُبْعِدُهُ الْفَقْرُ

وہ ایسا جوان مرد تھا کہ اُس کی دولت نے اُسے دوستوں سے قریب تر کر دیا تھا جبکہ اُسے کسی کی ضرورت نہ تھی اور تنگدستی نے اس کے دوستوں کو دور پھینک دیا تھا۔

سیدنا علی کرم اللہ وجہہ نے سُن کر فرمایا۔ اس کے مصداق تو ابو محمد بن عبید اللہ تھے اللہ اُن پر رحم کرے۔[1]

سیّدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ

نام و نسب سعید نام۔ ابو الاعور کنیت ہے۔ آپ کے والد زید بن عمرو بن نفیل بن عبد العزیٰ بن رباح بن عبد اللہ بن قرط بن زراح بن عدی بن کعب بن لوی قریشی عدوی ہیں۔ آپ کی والدہ فاطمہ بنت حجہ بن ملیح خزاعیہ ہیں۔ سعید رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ کے چچا زاد بھائی تھے اور بہنوئی بھی۔ سیدنا عمر فاروق کی ہمشیرہ فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ کے گھر میں تھیں۔ نیز سیدنا سعید کی بہن عاتکہ کا دوسرا نکاح عبد اللہ بن ابوبکر کی شہادت کے بعد سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ہو گیا تھا۔

سیّدنا سعید رضی اللہ عنہ آغاز بعثت ہی میں اسلام لے آئے تھے اور آپ کی بیوی فاطمہ بنت خطاب رضی اللہ عنہا بھی سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے پیشتر مشرف با سلام ہو چکی تھیں۔ یہی فاطمہ رضی اللہ عنہا ہیں جو سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اسلام کا سبب ہوئیں۔

حالات آپ کے والد زید بن عمرو رضی اللہ عنہ نے بت پرستی ترک کر کے توحید اختیار کر لی تھی۔ سیدہ اسماء بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے زید بن عمرو رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے بہت بوڑھے تھے۔ کعبہ سے پشت لگائے بیٹھے رہا کرتے اور قریش سے کہا کرتے۔ اے قریش اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں زید بن عمرو رضی اللہ عنہ کی جان ہے۔ میرے سوا تم میں کوئی ایک بھی دین ابراہیم علیہ السلام پر نہیں

---

[1] اسد الغابہ

ہے پھر کہا کرتے۔ اے خدا اگر مجھے معلوم ہوتا کہ تجھے کس طریقے سے عبادت زیادہ پسند ہے تو میں وہی کیا کرتا۔ لیکن میں نہیں جانتا پھر وہ اپنی ہتھیلیوں پر سجدہ کرتے۔[1]

جب خانہ کعبہ میں داخل ہوا کرتے تو کہا کرتے "یا اللہ میں حاضر ہوں۔ تو حق ہے میں تیرا بندہ اور غلام ہوں میں ان کلمات کے ساتھ پناہ مانگتا ہوں جن کے ساتھ ابراہیم نے پناہ مانگی"[2]

انہوں نے دین حنیف کی تلاش میں جزیرہ و شام کا سفر کیا۔ مکہ معظمہ واپس آرہے تھے کہ بنی لخم کی بستی والوں نے انہیں قتل کر دیا رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

ایک بار سیدنا سعید اور سیّدنا عمر رضی اللہ عنہما نے مل کر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زید بن عمرو رضی اللہ عنہ کے لیے دعائے مغفرت کی بابت عرض کی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

نَعَمْ فَإِنَّهُ يُبْعَثُ أُمَّةً وَاحِدَةً[3] ... بہتر میں دعا کر دوں گا۔ وہ اکیلا بجائے خود ایک اُمّت کے مساوی بنا کر اٹھایا جائے گا۔

سیّدنا سعید رضی اللہ عنہ فضلائے صحابہ اور غازیان اسلام میں سے تھے۔ سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگ بدر میں قافلۂ قریش کی اطلاع حاصل کرنے کے لیے بھیجے گئے تھے۔ اس لیے بدر کی غنیمت و اجر میں شامل کیے گئے۔ اس کے بعد تمام مشاہد میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر رہے۔ یرموک اور فتح دمشق میں شامل تھے۔[4]

مروان بن الحکم جو سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے مدینہ کا حاکم تھا کے پاس اروی اقیاس نامی ایک بڑھیا نے آپ کی شکایت پیش کی کہ سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے میری زمین غصب کر لی ہے۔ مروان نے آپ کو طلب کیا تو آپ نے کہلا بھیجا کہ تم میری نسبت یہ خیال کرتے ہو کہ میں نے اس پر ظلم کیا ہے۔ حالانکہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے:

مَنْ أَخَذَ شِبْرًا مِنَ الْأَرْضِ ظُلْمًا طُوِّقَهُ إِلَى سَبْعِ أَرَضِينَ ... جو شخص ایک بالشت بھر زمین ظلم سے حاصل کرے گا۔ اس کی گردن میں اس حصہ اراضی کے برابر ساتوں زمین تک طوق ڈالا جائے گا۔

---

[1] سیرت ابن ہشام جلد اوّل ص ۲۱۷

[2] سیرت ابن ہشام جلد اوّل ص ۲۲۱-۲۲۲

[4] اسد الغابہ

[3] اسد الغابہ

پھر فرمایا:

اَللّٰھُمَّ اِنَّھَا قَدْ زَعَمَتْ اِنَّھَا ظُلِمَتْ فَاِنْ کَانَتْ کَاذِبَۃً فَاَعْمِ بَصَرَھَا وَاَلْقِھَا فِیْ بِئْرِھَا وَاَظْھِرْ حَقِّیْ نُوْرًا بَیْنَ الْمُسْلِمِیْنَ اِنِّیْ لَمْ اَظْلِمْھَا۔

الٰہی وہ گمان کرتی ہے کہ اس پر ظلم ہوا ہے۔ پس اگر وہ جھوٹی ہے تو اسے اندھا کر دے اور اسے اس کے گھر کے کنوئیں میں گرا دے اور مسلمانوں پر میرے حق کو بخوبی واضح کر دے۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا اوّل اُس کی بینائی زائل ہوئی۔ پھر ایک دن چلتے چلتے اپنے ہی مکان کے کنوئیں میں گر پڑی اور وہی کنواں اس کی قبر بن گیا۔ اس کے بعد اہل مدینہ میں یہ ضرب المثل بن گئی تھی:

اَعْمَاکَ اللّٰہُ کَمَا اَعْمَی الْاَرْدِیْ[1]

خدا تجھے اندھا کرے جیسا کہ اُردی کو اندھا کیا۔

باختلاف روایات ۵۰ھ و ۵۱ھ و ۵۲ھ میں بمقام عقیق آپ نے انتقال فرمایا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ ابن عمر اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہما نے آپ کو غسل دیا۔ آپ کے جسم سے خوشبو نکل رہی تھی۔ نماز جنازہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے پڑھائی۔ قبر میں ابن عمر اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہما نے آتارا۔[2]

آپ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ قُتِلَ دُوْنَ مَالِہٖ فَھُوَ شَھِیْدٌ وَمَنْ قُتِلَ دُوْنَ دَمِہٖ فَھُوَ شَھِیْدٌ وَمَنْ قُتِلَ دُوْنَ دِیْنِہٖ فَھُوَ شَھِیْدٌ وَمَنْ قُتِلَ دُوْنَ اَھْلِہٖ فَھُوَ شَھِیْدٌ[3]

جو شخص اپنے مال کو بچاتا ہوا مر جائے وہ شہید ہے
اور جو شخص اپنے آپ کو بچاتا ہوا قتل ہوا وہ شہید ہے
اور جو آدمی اپنا دین بچاتا ہوا قتل ہوا وہ شہید ہے
اور جو اپنے اہل کو بچاتا ہوا قتل ہو جائے وہ بھی شہید ہے[4]

خاتمۃ الباب

الحمدللہ! یہاں تک عشرہ مبشرہ کے حالات تمام ہوئے۔ ان میں ابوبکر و عمر و عثمان و علی رضی اللہ عنہم وہ خلفائے راشدین مہدیین ہیں جن کے فضائل علیہ اور جذبات باطنیہ نے اقلیم عالم کی اصلاح وہدایت فرمائی۔ ابو عبیدہ و سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہما وہ بزرگوار ہیں۔ جنہوں نے قبول اسلام کے لیے اپنے والدین سے اسی طرح علیحدگی اختیار کر لی جس طرح ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے والد سے کی تھی۔ اور یہی وہ بزرگوار ہیں جن کی سیاست و تجدت سے بلاد عرب و شام اور دیار عراق و فارس مفتوح ہوئے۔ بالفاظ دیگر جن کے ہاتھوں سے کسریٰ و قیصر کے خزائن و قصور کی کنجیاں مسلمانوں کے قبضہ میں آئیں۔ اور یہی وہ اسلامی جرنیل اور بطل ہیں جن کے مبارک ہاتھوں پر روم و فارس کی زبردست سلطنتیں ابد الآباد کے لیے دائرہ اسلام میں داخل ہوئیں انہیں میں طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما وہ عالی پایہ بزرگ ہیں جن کی صداقت و فدائیت کے نمونے شایدتا تاریخ دنیا میں نظر نہ آئیں گے۔ نیز عبدالرحمٰن بن عوف اور سعید بن زید رضی اللہ عنہما وہ بلند مرتبہ اکابر ہیں جن کے صدق و خلوص کی نظیر کسی اور جگہ نہ مل سکے گی۔ اور ان کی ثابت قدمی مستقل مزاجی اور اولوالعزمی نے بالآخر بڑے بڑے مخالفین کو مخالفت اسلام میں تھکا کر نہ صرف نیچا ہی دکھا دیا بلکہ انہیں بالآخر دین حنیف کا مطیع و منقاد بنا دیا۔

تمت

---

1. اصابہ و اسد الغابہ۔
2. اسد الغابہ۔
3. جامع الصغیر سیوطی بحوالہ مسند امام احمد و صحیح ابن حبان۔
4. [illegible] رضی اللہ عنہ کی شہادت میں۔ یہ جملہ واقعات جمع تھے

کاتب: [illegible] احمد شفیع [illegible]
[illegible] شب جمعہ [illegible] ۱۳۹۲ ہجری [illegible]